زیاراتِ ایران
(تحریر و نادر عکسِ تصاویر)
تحریر و تصاویر
افتخار احمد حافظ قادری

بسم الله الرحمن الرحيم

تحریر و ترتیب : افتخار احمد حافظ قادری

تاریخ اشاعت : ربیع الاول شریف 1433 ہجری/ جنوری 2012ء

تعداد اشاعت : 1000 (ایک ہزار)

کمپوزنگ : وقاص حیدر قادری (راولپنڈی)

ڈیزائننگ : عاطف اقبال (راولپنڈی)

ہدیہ : -/400 روپے

رابطہ : افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس، 999-A/6، گلی نمبر 9،

افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

موبائل: 0344-5009536
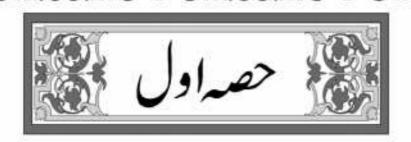
زیاراتِ ایران

(تحریر و نادر عکس تصاویر)

ایران میں موجود اہم زیاراتِ مقدسہ کا پُر کیف و ایمان افروز تذکرہ

العارف باللہ تعالیٰ مُرشدی و مولای

السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی مدظلہ العالی

حوصلہ افزائی

جناب آقای ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "رہا"

(تہران-ایران)

افتخار احمد حافظ قادری

1433ھ/2012ء

آئیں

سب مل کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
دُرود و سلام کا نذرانہ پیش کریں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ

انتسابِ کتاب
بنام
تاجدارِ منگانی شریف
حضرت خواجہ
پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ
افتخار احمد حافظ قادری

فہرست

تقریظ

زیرِ نظر کتاب مخلصی فی اللہ، محب الفقراء علامہ افتخار احمد حافظ قادری سلمہ اللہ تعالی کے سفرِ ایران کی صورت میں وہاں پر مدفون اہلِ بیتِ اطہار اور بزرگانِ دین کے ذکرِ خیر پر ایک کامیاب کاوش ہے۔ سفر وسیلہ ظفر ہے۔ دنیاوی اغراض و مقاصد کیلئے بھی اس میں کئی راہیں کھلتی ہیں مگر جب سفر کا مقصد ہی صوفیاء و صالحین کی بارگاہوں میں شرفِ باریابی ہو تو پھر روحانی فوائد اور خزائن کس قدر دامنِ مراد میں میسر آئے ہوں گے اور آئینہ دل کس قدر نورِ عرفان کے جلووں سے منور و تاباں ہوا ہوگا۔

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

اہل اللہ کی خانقاہیں مسلم معاشرہ کا وہ واحد ادارہ ہیں جہاں چوبیس گھنٹے زائرین موجود رہتے ہیں۔ صدیاں گزر گئیں یہ خانقاہیں اُسی شان و شوکت سے لوگوں کی عقیدت و محبت اور توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ کسی صاحبِ دل نے کیا خوب فرمایا تھا

منعم به دشت و کوه و بیابان غریب نیست
هر جا که رود خیمه زد و بارگاهے ساخت

(نعمت والا، جنگل، پہاڑ اور ویرانے میں بھی لاچار نہیں۔ جہاں جاتا ہے خیمہ لگاتا ہے اور بارگاہ بنالیتا ہے)

ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف پاکستان میں اسوقت بھی ساٹھ ہزار خانقاہیں اور مزارات موجود ہیں۔ روحانی تسکین اور ماہیتِ قلب میں ان کا موثر کردار ہر لمحہ پریشاں، منتشر الخیال اور عدمِ تحفظ کے ساتھ زندگی گزارنے والے لوگوں کو ذہنی یکسوئی اور سکون عطا کرتا ہے۔ اسی لیے کسی مردِ دُرویش نے فرمایا تھا

الٰہی! تا ابد آستانِ یار رہے — یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

راقم الحروف اور محترم حافظ صاحب جنوبی پنجاب کے ایک دورہ میں کچھ روز اکٹھے رہے۔ جس ذوق و شوق اور انہماک سے وہ مزاراتِ اولیاء کے متلاشی رہتے ہیں میں نے خود بچشمِ خود بارہا اس کا مشاہدہ کیا۔ آپ بڑے محنتی، خلیق، جہاں دیدہ اور متقی شخص ہیں۔ ان کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا تعلیماتِ

صوفیاء کے حصول اور پرچار کیلئے وقف ہے اور یہ جستجو ان کے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے۔ آثارِ اولیاء تک رسائی کا جذبہ انہیں دُنیا کے بیشتر اسلامی ممالک میں لے گیا جہاں سے انہوں نے اپنی تسکین کا سامان اکٹھا کیا اور اپنے اَسفار کو اہل اللہ کے احوال و مناقب کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ گویا

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی   حُسنِ جمالِ یار کے آثار ہی سہی

محترم حافظ صاحب نے زیاراتِ اولیاء کے ہر سفر کو اہلِ محبت سے اوجھل نہ رکھا بلکہ خوبصورت کتاب کی صورت میں انہیں بھی اس کاروانِ شوق میں ساتھ ساتھ شامل کیا مقاماتِ مقدسہ کی رنگین تصاویر اور نقشہ جات اپنے قارئین کو خیالوں کی دُنیا میں ان مقدس مقامات پر رسائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

محترم حافظ صاحب کا قلم ہمیشہ رواں رہتا ہے۔ تادمِ تحریر اکتیس (31) کتب منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ آپ ایک کہنہ مشق اور پختہ ادیب ہیں۔ انکی تصانیف کا ایک خاص پہلو جو قاری کے ذہن میں اُترتا چلا جاتا ہے وہ زبان و اسلوب کی سادگی اور مستند احوال کی سنجیدگی ہے۔ جتنی بھی نگارشات اب تک نوکِ قلم سے ظہور پذیر ہوئی ہیں انہوں نے اربابِ عشق و محبت سے خوب پذیرائی حاصل کی ہے اور شائقینِ علم و ادب نے ان سے بھرپور استفادہ حاصل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ شب و روز یک جہتی کے ساتھ محنت کیے جا رہے ہیں اور ہر وقت کسی نہ کسی تصنیف میں مگن رہتے ہیں۔ اولیائے عالمِ اسلام کو پاکستان کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے محبانِ طریقت میں متعارف کروانے کا عظیم کام محترم حافظ صاحب کے نامۂ اعمال میں ہمیشہ چمکتا دمکتا رہے گا۔ آج کل کے مادہ پرستی اور نفسا نفسی کے دور میں جبکہ اخلاقی قدریں دن بدن روبہ زوال ہیں ایسے افراد نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ کریم ان کی یہ لگن ہمیشہ سلامت باکرامت رکھے اور ان کا قلم یونہی رواں، دواں رہے۔ آمین

افتخار احمد ادیب روزگار   والہ و شیدا حبیب کردگار

عالم و عاشق ، محقق کہنہ مشق   زائرِ ابرار ، حافظِ ذی وقار

خاک راہ صاحبدلاں

فقیر محمد طاہر حسین قادری غفرلہٗ   مؤرخہ 11 ذیقعد 1432ھ بمطابق 9 اکتوبر 2011ء

32 PATRICK ROAD BIRMINGHAM B26 1SS (U.K)

فضیلتِ فارس

سرکارِ دوعالم ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ جس کو صحیح مسلم کے باب "فضلِ فارس" میں ذکر کیا گیا ہے "لَوْ کَانَ الدِّیْنُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُل" مِنْ فَارِسِ اَوْ قَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسِ حَتّٰی یَتَنَاوَلَه "" کہ اگر دین اوجِ ثریا پر بھی ہوتا تو فارس کا ایک شخص یا اہلِ فارس اُسے وہاں سے بھی حاصل کر لیتے۔

ایک موقع پر سرکارِ مدینہ ﷺ نے حضرت سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہ پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر ارشاد فرمایا "لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَه' رِجَال" مِنْ هٰؤُلَاءِ" کہ اگر ایمان اوجِ ثریا پر بھی ہوتا تو یہ وہاں سے بھی حاصل کر لیتے۔ (صحیح البخاری، جلد چہارم، طباعۃ دارابن کثیر، دمشق وبیروت 1990 صفحہ نمبر 1858)

اِن مذکورہ بالا دو احادیثِ نبویہ سے ملکِ فارس (ایران) اور اہلِ فارس کی فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں جہاں اور جب بھی اہلِ فارس کا ذکر ہوگا تو وہاں پر عہدِ نبوی ﷺ کی ایک عظیم القدر شخصیت طویل العمر صحابی رسول ﷺ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر ضرور ہوگا۔ یہ وہ عظیم اور بابرکت ہستی ہیں جو فارس کے ایک مشہور شہر اصفہان (نصفِ جہان) کے ایک نواحی گاؤں سے تلاشِ حق وحقیقت کیلئے نکلے اور بالآخر سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ کر اُس حقیقت کو پالیا۔

ایرانیوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ شہیدِ کربلا سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی رفیقۂ حیات اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدۃ بی بی شہر بانو رضی اللہ عنہا بھی ایرانی تھیں جو خسرو ایران یزدگرد کی شہزادی تھیں۔ اہلِ بیتِ کرام اور اکثر صوفیاء ومشائخ کا تعلق بھی اِس سرزمین سے رہا اور اُن کے مزاراتِ مبارکہ بھی اِسی سرزمین میں مرجعِ خلائق ہیں۔

اِس سرزمین میں زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کیلئے ایک بار پھر بلاوا ہوا اور ایک کاظمی سیدزادے محترمی جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی کی ہمراہی میں رختِ سفر باندھا۔ اِس بندۂ ناچیز کا پاکستان سے زیاراتِ مقدسہ کیلئے 18 واں اور سرزمینِ ایران کا چوتھا سفر تھا۔ اِس سے قبل دو مرتبہ زیاراتِ مقدسہ اور ایک بار حضرت پیرِ رُومی رضی اللہ عنہ کی یاد میں منعقدہ بین الاقوامی رومی کانفرنس میں شرکت کیلئے حاضری ہو چکی تھی۔

ہمارے اِس چوتھے سفرِ زیاراتِ ایران کی ابتداء مشہد مقدس سے ہوئی اور انتہا بھی اسی بابرکت شہر میں ہوئی۔ اس سفر میں ہم نے تقریباً 4500 کلومیٹر کا سفر By Road درج ذیل روٹ سے طے کیا۔

راولپنڈی - لاہور - مشہد مقدس - تربت حیدریہ - مہنہ - تربت حیدریہ - تربت جام - مشہد مقدس - نیشاپور - شاہرود - بسطام شریف - خرقان شریف - شاہرود - تہران - رے - تہران - رشت - صومعہ سرا - رضوان شہر (روستا بیاچال، صوبہ گیلان) - صومعہ سرا - رشت - قم شریف - شیراز - مشہد مقدس - لاہور - راولپنڈی

ایران کے 13 شہروں میں مزاراتِ مبارکہ پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور انہی عظیم ہستیوں کی بارگاہوں میں حاضری کی رُوداد آئندہ صفحات میں قارئین کرام کی نذر ہے۔

یہ بندۂ ناچیز حقیر فقیر پُر تقصیر تو اس قابل نہیں لیکن یہ صرف اُنہی عظیم ہستیوں کا تصرف اور خصوصی نگاہِ کرم ہے کہ وہ اپنی بارگاہوں میں اس سیاہ کار کو حاضری کیلئے بلوا لیتے ہیں اور یقینِ کامل ہے کہ ان شاء اللہ العزیز یہ مقدس و بابرکت حاضریاں کل روزِ محشر میری بخشش و مغفرت کا سبب بن جائیں گی۔

اِس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اُن تمام عظیم شخصیات کا دِل کی اتھاہ گہرائیوں

سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے کسی طور بھی اس کتاب کے سلسلہ میں اِس بندہ کو اپنے مفید اور مخلصانہ مشوروں اور رہنمائی سے نوازا بالخصوص سجادہ نشین حضور خواجہ پیر محمد مظہر حسین حنفی قادری مدظلہ نے کتاب کے دوسرے حصے میں سید رفاقت علی شاہ صاحب پر اپنے تاثرات سے نوازا، جگر گوشۂ تاجدارِ منگانی شریف حضور قبلہ پیر محمد طاہر حسین حنفی قادری مدظلہ العالی نے کتاب ہٰذا پر نہ صرف تقریظ تحریر فرمائی، بلکہ زیارتِ قبور پر ایک تحقیقی مضمون تحریر فرمانے کے ساتھ قبلہ شاہ صاحب پر اپنے تاثرات سے بھی نوازا، ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہاؔ نے کرم فرماتے ہوئے ایران سے کتاب ہٰذا پر طویل قطعاتِ تاریخ اور مادہ ہائے تاریخ ارسال فرمانے کے ساتھ ساتھ قبلہ شاہ صاحب پر بھی اپنے منظوم خیالات کا اظہار فرمایا، محترمی جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوریؔ صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود کتاب ہٰذا پر قطعاتِ تاریخ اور مادہ ہائے تاریخ رقم فرمانے کے ساتھ قبلہ شاہ صاحب پر بھی اپنے منظوم و منثور خیالات کا اظہار فرمایا، جناب محمد وقاص قادری صاحب نے کتاب کی کمپوزنگ انتہائی محبت سے کی اور میرے برادر عاطف اقبال نے کتاب کو اِس خوبصورتی کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، یہ تمام احباب میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں۔

آخر میں بارگاہِ رب العزت میں دُعا ہے کہ میری اس قلیل سی کاوش کو اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

عاشورۂ محرم 1433ھ

6 دسمبر 2011ء

آپ کی خصوصی دعاؤں کا طالب

الفقیر الی اللہ و رسولہ

و سگِ درگاہِ غوثیہ

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی

مشهد مقدس
زیارتِ
حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما
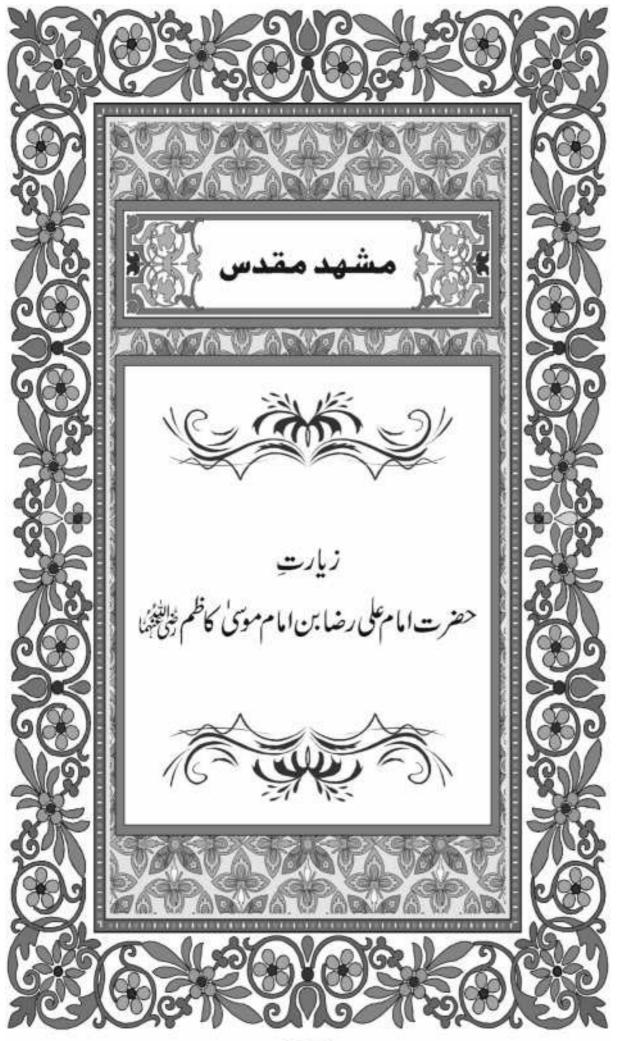
فضیلتِ زیارت حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ

حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ کی زیارت اور فضائل کا کوئی شمار نہیں۔ آپ کے روضۂ مبارکہ کی فضا ملکوتی ہے جہاں ہمیشہ آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور انوار و تجلیات کی بارش برستی ہے۔

آپ کے حرم مبارک سے پھوٹنے والی روشنی دنیا میں اپنا نور پھیلا رہی ہے۔ خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے آپ کی زیارتِ مبارکہ کے چند فضائل کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ نیکوں کا ذکر کرنے سے رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے۔

1- حضرت امام علی رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

"بقعهٔ در زمینِ طوس است واللہ که آن بقعه روضه ای از روضاتِ بهشت است"

(ایک مبارک ٹکڑا جو سرزمینِ طوس میں ہے خدا کی قسم وہ مقامِ مبارک جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔)

2- حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنی زیارت کی فضیلت خود اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

"هر که مرا زیارت کند، روزِ قیامت سه وقت او را دریابم و از احوال آن روز خلاصش کنم".

(جو کوئی میری زیارت کو آئے گا روزِ قیامت تین انتہائی مشکل مواقع پر میں اُس کی مدد کو پہنچ کر اُسے اُس دن کے احوال سے خلاصی دلواؤں گا۔)

3- تاجدارِ مشہد مقدس کا ارشادِ مبارک ہے کہ

"اَلا فَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ غُرْبَتِیْ بِطُوسٍ کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَغْفُورًا لَه"

(جو کوئی میرے وطن (مدینہ منورہ) سے دور شہر طوس میں میری زیارت کو آئے گا روزِ قیامت وہ میرے ہمراہ ہوگا اور اس کے گناہوں کی بخشش ہو چکی ہوگی۔)

(زیارت نامہ، حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا)

اے خاکِ طوس چون تو مقام رضا شدی

برتر ہزار پایۂ زعرشِ عُلا توئی

4- حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میری زیارت کیلئے رختِ سفر باندے اور میری زیارت سے مشرف ہو، اس کی دُعا قبول ہوگی اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(عیون اخبار)

5- حضرت داؤد صرمی، حضرت امام تقی الجواد رضی اللہ عنہ (حضرت امام علی رضا کے صاحبزادے) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

"ھر کس پدرم را زیارت کُند، بھشت براُ و واجب می شود"

(کہ جو شخص میرے والدِ گرامی کی زیارت کرے گا اُس پر جنت واجب ہو جائے گی۔)

(تہذیب، زیارت نامہ)

اے خاکِ طوس رُتبہ ات این بس کہ از شرف

مھدِ امان و مشھدِ شاہ رضا توئی

6- حضرت امام تقی الجواد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ھر که زیارت کند قبر امام رضاء در شھرِطوس حق سبحانه و تعالیٰ گناھانِ گزشته و آئنده او را بیامرزد"۔

(کہ شہرِطوس میں جو کوئی حضرت امام رضاء کی قبر مبارک کی زیارت کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے قدیم وجدید گناہ معاف فرمادے گا۔)

7- حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ (والد گرامی حضرت امام علی رضا) فرماتے ہیں

"ھر که زیارت کند فرزندِ من "علی" را، او در نزدِ حق تعالیٰ ثواب ھفتاد ھزار حجِ مقبول دارد"۔

(کہ جو کوئی میرے بیٹے "علی" کی زیارت کرے گا، حق تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس زیارت کا ثواب ستر ہزار مقبول حج کے برابر ہوگا۔)

"ھر که زیارت کند آن حضرت را، یا شبی از شب ھا نزد قبرِ آن حضرت به عبادت مشغول باشد، مانند آن است که حق سبحانه و تعالیٰ

را در عرش نموده است"۔

(جوکوئی اِن حضرت کی زیارت کرے یاراتوں میں سے ایک رات ان کے مزارِ مبارک کے قریب عبادت میں مشغول ہو، گویا ایسا ہے کہ اس نے عرشِ الٰہی پر خداوند تعالیٰ کے نور کی زیارت کی ہو۔)

8- حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ روزِ محشر ہم عرش پر جلوہ افروز ہوں گے اور ہمارے ساتھ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ہماری زیارت کی ہوگی اور میرے بیٹے "رضا" کی زیارت کرنے والوں کا مقام سب سے بلند ہوگا اور انہیں انعام واکرام سے بھی نوازا جائے گا۔

9- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (جدامجد حضرت امام علی رضا) فرماتے ہیں کہ

"مقتول خواهد شد نبیره من در زمینِ خراسان، در شهری که طوس نام دارد، هر که زیارت کند او را در آن شهر در حالتی که حق و حرمت او را بشناسد، فرد ای قیامت، من دست او را خواهم گرفت و داخلِ بهشت خواهم کرد، اگرچه از آن جماعتی باشد که گناه کبیره کرده اند"۔

کہ سرزمینِ خراسان کا ایک شہر جس کا نام "طوس" ہے اس میں میرا ایک بیٹا شہید ہوگا جوکوئی اس کا حق پہچانتے ہوئے اس کی زیارت کو جائے گا، کل قیامت کے دن میں خود اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں داخل کروں گا اگرچہ اس نے گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ کئے ہوں۔

(معجزات وکرامات امام رضا "فارسی" تالیف محمد سعادتی راد، ناشر نور الکتاب، مشہد، سن طباعت1388 ہجری شمسی)

اے خاکِ طُوس چشم مرا توتیا توئی
مائیم درد مند و سراسر دوا توئی

10- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت جس میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

"نزدیک است که مقتول شود مردمی از فرزندانِ من در سرزمینِ خراسان به زهر و اسم او موافق اسم من باشد و اسم پدرِاو اسم پدر عمران موسیٰ باشد، هر کس زیارت کند او را در غربت، حق سبحانه و تعالیٰ جمیع گناهانِ گزشته و آینده او را بیا مرزد، اگرچه گناهانِ او به عددِ ستارگان و قطرات باران و برگ درختان باشد"۔

(قریب ہے کہ میری اولاد میں سے ایک شخص سرزمینِ خراسان میں زہر سے شہید کردیا جائے گا، اس کا نام میرے نام پر ہوگا، اس کے والد کا نام عمران کے بیٹے موسیٰ کے ہم نام ہوگا، جو کوئی پردیس میں اس کی زیارت کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گزشتہ وآئندہ گناہ بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہ آسمان کے ستاروں، بارش کے قطروں اور درخت کے پتوں جتنے ہی کیوں نہ ہوں)

قارئین کرام! حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کی اتنی اہمیت وفضیلت ہے تو پھر خود ان کا رتبہ اور مقام کیا ہوگا؟ لہٰذا زیارت کے ان فضائل کو پڑھنے کے بعد جن قارئین کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے زیاراتِ مقدسہ کے ذوق وشوق کی دولت سے نوازا ہو اور اگر دنیاوی وسائل بھی میسر ہوں تو پھر ایک مرتبہ سرزمینِ ایران میں زیارات اور بالخصوص شہرِ مشہد مقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کرنی چاہئے۔

زیارتِ حضرتِ امام علی رضا کیلئے لاہور سے مشہد مقدس کیلئے روانہ ہوئے۔ جہاز مقررہ وقت پر لاہور سے روانہ ہوا اور دوپہر ایک بجے مشہد مقدس کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر اتر گیا۔ مختصر وقت میں ایئرپورٹ کی ضروری کاغذی کارروائی سے فارغ ہوئے اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر حرم حضرت امام رضا کی جانب روانہ ہوئے۔

10 سال بعد تیسری بار اس شہر مقدس میں حاضری کی سعادت حاصل ہو رہی تھی۔ ان دس سالوں میں کافی اہم اور واضح تبدیلیاں نظر آئیں۔ حرم امام رضا میں کافی نئی تعمیرات ہو رہی ہیں۔ دن بدن زائرین کی سہولیات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ حسب سابق ہر وقت زائرین کی آمد ورفت جاری رہتی ہے اور حرم مطہر تو ہر وقت زائرین سے بھرا رہتا ہے۔

حرم حضرت امام رضا کے چاروں اطراف میں ہر قسم کی رہائشیں موجود ہیں۔ اپنے بجٹ کے حساب سے رہائش منتخب کی جا سکتی ہے۔ شارع امام رضا پر داخل ہوں تو دور سے ہی حضرت امام علی رضا کے مزار مبارک پر سونے کا گنبد نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ گنبد کے دونوں اطراف نہایت خوبصورت اور بلند مینار مزارِ مبارک کی خوبصورتی میں اور اضافہ کرتے ہیں، جیسے ہی گنبد شریف نظر آیا تو ٹیکسی میں ہی سر جھکا کر پہلا سلام عقیدت پیش کیا۔

حضرت امام علی رضا کے مزار مبارک کا شمار دنیا کے چند خوبصورت ترین مزارات میں ہوتا ہے

حرمین شریفین کے بعد مسلمانانِ عالم کی سب سے بڑی زیارت گاہ ہے لیکن وسعت اور سہولیات کے اعتبار سے حرمین شریفین کے بعد دوسرا نمبر ہے۔ اس روضۂ مقدسہ کی تعمیر میں ہر دور کے امراء اور بادشاہوں نے آپ کی بارگاہِ اقدس میں اپنی اپنی خدمات پیش کیں، بالخصوص تیموریوں اور مغلوں کے دورِ حکومت میں اس روضہ مبارکہ کو خصوصی اہمیت حاصل رہی۔ ایرانیوں نے بھی اس کی تزئین و آرائش میں کمی نہ چھوڑی اور روضہ مطہرہ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔

حرم امام علی رضا کے بالکل قریب ٹیکسی سے اترے اور دس سال قبل جس مسافر خانے میں ٹھہرے تھے اسی میں ایک کمرہ کرایہ پر حاصل کیا۔ سامان رکھا، تازہ وضو کیا، جو تحائف اور کتابیں تقسیم کیلئے پاکستان سے ساتھ لے گئے تھے اُن کا کچھ حصہ لیا اور تقسیم کیلئے کچھ مٹھائی خرید کر حرم مطہر کی جانب روانہ ہوئے۔

حرم مبارک میں حد سے زیادہ رش تھا۔ آپ کے قدموں کی جانب کچھ دیر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ دُرودوں اور آنسوؤں کے نذرانے پیش ہوئے۔ قلب و دماغ اور پلکوں نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ تمام احباب کا ہدیۂ عقیدت وسلام آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضرت قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب نے دربار منگانی شریف کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنے مرشد کریم اور ان کے صاحبزدگان والاشان کے سلام و پیغام پیش کئے۔

اس بندہ نے ختم شریف پڑھا۔ قبلہ شاہ صاحب نے دُعا فرمائی۔ تحائف تقسیم کئے۔ حرم کی خاص حدود سے باہر نکل کر مسجد گوہر شاد کے پہلو میں بیٹھ کر حرم مبارک کا دیدار کر رہے تھے کہ قبلہ شاہ صاحب کی **فنا فی الشیخ و اولاده** والی رگ فوراً پھڑکی اور حضور خواجہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا، آپ نے شاہ صاحب سے کثرت محبت کے باعث اس ناچیز کو اپنی مقامی زبان میں جو پیغام دیا وہ کچھ اس طرح سے تھا کہ ''حافظ صاحب! شاہ صاحب ہمارے بہت لاڈلے ہیں ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا'' ایک مرشد زادے کا اپنے والد کے مرید و خلیفہ کیلئے ایسے الفاظ استعمال کرنا ایک سند سے کم کا درجہ نہیں رکھتے۔

دعا کے بعد حرم حضرت امام علی رضا کے ملحق جن دوسرے حصوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا

وہ درج ذیل ہیں۔

مسجد گوہر شاد

امیر تیمور کے بیٹے شاہ رُخ نے مشہد مقدس کو اپنا دار الحکومت بنایا۔ اُس کی بیوی گوہر شاد نے روضہ مبارکہ کی تعمیرات میں اضافہ کیا اور ایک مسجد بھی تعمیر کروائی، جس کا نام ''مسجد گوہر شاد'' پڑ گیا۔ یہ مسجد روضہ امام رضا سے متصل ہے۔ اس مسجد کے گنبد، میناروں، ایوانوں اور محرابوں پر عالمی سطح کی کاشی کاری دیکھی جا سکتی ہے۔

مزار اقدس کا سنہری گنبد

حضرت امام علی رضا کے مزار مبارک کا سنہری گنبد شہر مشہد کی پہچان ہے یہ تقریباً شہر کے ہر مقام سے نظر آتا ہے۔ اس گنبد مبارک پر سونے کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں جو دن کی روشنی اور رات کی لائٹنگ میں ایک عجب نظارہ پیش کرتی ہیں۔

حرم امام رضا کی عظیم مرکزی لائبریری

اس لائبریری کا شمار دنیا کی عظیم ترین لائبریریوں میں ہوتا ہے آئمہ کرام سے منسوب قلمی قرآن پاک کے اوراق مبارکہ کے علاوہ بے شمار نادر کتب اور قلمی نسخہ جات اس عظیم لائبریری کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ لائبریری میں مطالعہ کے علاوہ تحقیق کی سہولتیں بھی میسر ہیں۔

مرکزی میوزیم

اس عظیم میوزیم کا قیام 1945ء میں عمل میں آیا۔ 1977ء میں نئی عمارت بنائی گئی۔ قدیم زمانے سے روضہ مبارکہ کے احاطہ میں نوادرات رکھنے کا رواج چلا آ رہا ہے۔ اس میوزیم میں اسلامی عہد کے آثار قدیمہ کے علاوہ قالین، مصوروں کے فن پارے، جنگی آلات اور برتن وغیرہ اس میوزیم کی شان ہیں۔

قرآن میوزیم

اس میوزیم میں بے شمار قلمی و مطبوع قدیم و جدید قرآن پاک کے نسخے موجود ہیں جن میں خصوصیت سے حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے منسوب

نسخے بھی موجود ہیں۔

اعلیٰ درجے کا لنگرِ رضوی

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس کی زائرین کیلئے روزانہ اعلیٰ درجے کا لنگر پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے ہزاروں کی تعداد میں زائرین لنگر تناول فرما کر شفا حاصل کرتے ہیں۔ انتظامیہ کی طرف سے اس کیلئے باقاعدہ ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر آپ ایک خوبصورت ڈائننگ ہال میں داخل ہوں گے اور ایسا محسوس ہوگا کہ آپ کسی فائیو سٹار ہوٹل میں داخل ہو چکے ہیں۔ آپ کے بیٹھتے ہی آپ کو بہترین قسم کا لنگر پیش کیا جائے گا جس میں انواع و اقسام کے کھانے، پھل اور سویٹ ڈش بھی شامل ہوگی۔ (بحمد اللہ یہ بندہ دو مرتبہ اس لنگر رضویہ سے فیض یاب ہو چکا ہے)۔

حرم امام علی رضا کے چند حصوں کے مختصر تعارف کے بعد اب تاجدارِ مشہد مقدس حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارکہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جاتی ہے۔

حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعۃ المبارک 11 ذی القعدہ 148ھ تا 153ھ کے درمیان مدینہ منورہ میں ہوئی۔ والد گرامی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے آپ دائیں کان مبارک میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ آپ کا اسم مبارک ''علی'' رکھا گیا۔ آپ کے والد گرامی آپ کو ''رضا'' کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ کے دوسرے القاب صابر، سلطانُ السلاطین، شمس الشموس اور غریبُ الغرباء بھی ہیں۔ لیکن آپ دنیا میں ''رضا'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم کثیر الاولاد تھے۔ بحار الانوار میں 37 اور بعض دوسرے مؤرخین نے 39 تک تعداد لکھی ہے۔ لیکن آپ کو حضرت امام علی رضا سب بیٹوں سے زیادہ پیارے تھے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم جب آپ کا بوسہ مبارک لیتے تو فرمایا کرتے تو کس قدر معطر ہے اور بہت جلد تیری فضیلت سب پر ظاہر ہو جائے گی۔

حضرت امام علی رضا نے تین عباسی خلفاء کا دور دیکھا اس میں ہارون الرشید کے عہد خلافت کے دس سال اور اس کے دو بیٹوں امین اور مامون کا دور حکومت۔

حضرت امام علی رضا کی زندگی کے ادوار

مؤرخین نے حضرت علی رضا کی زندگی کو دو ادوار میں اس طرح تقسیم کیا ہے کہ ایک تو وہ دور جو آپ نے اپنے نانا پاک کے شہر مدینہ طیبہ طاہرہ میں گزارا۔ لیکن آپ کا یہ دور مکمل طور پر غیر معروف ہے اس لئے اس دور کو غیر سیاسی دور کہا گیا ہے۔ دوسرا دور اُس کو کہا جاتا ہے جو آپ نے ''مرو'' میں گزارا گو کہ اس دور میں بھی آپ نے کوئی سیاسی فعالیت تو انجام نہ دی لیکن آپ کے اس دور میں عظیم اجتماعی انقلابات اور سیاسی حوادث وقوع پذیر ہوئے۔

خصائص حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ

آپ بے حد سخی، کریم، متواضع و مہربان، متقی و پرہیز گار کسی کے ساتھ نہ تو سخت کلامی فرماتے اور نہ ہی کسی کے کلام کو قطع فرماتے، سوالیوں اور حاجت مندوں کی ضرورتوں کو پورا فرماتے۔ اکثر راتوں میں اپنے رب کی عبادت میں اس قدر مشغول ہوتے کہ صبح ہو جاتی، صدقہ خفیہ دیتے اور نیکی کے کام چھپ کر رات کی تاریکی میں پایۂ تکمیل تک پہنچاتے۔

ہارون الرشید کی حکومت

دورِ ہارون رشید تک اسلامی مملکت اس حد تک وسعت اختیار کر چکی تھی کہ کہا جاتا ہے کہ جب بارش نہ برستی اور بادل شہروں کے اوپر سے گزر جاتے تو ہارون الرشید کہا کرتا تھا۔

اے بادلو! کہاں کا ارادہ ہے؟ ہر سو جہاں چاہو برسو، آخر کار ہارون کی حکومت میں ہی برسو گے۔ اُس زمانے میں خراسان کی حدود ''ماورا النہر''، شمال مشرق کی طرف چین اور ہند کی طرف سے، کوہ ہندوکش تک پھیلی ہوئی تھی۔

دورِ مامون وامین

مقتدر عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے فوت ہونے کے بعد اس کی حکومت اس کے دو بیٹوں عبداللہ مامون اور محمد امین کے ہاتھوں میں آئی۔ مستقل اقتدار کی ہوس میں دونوں بھائیوں میں جنگیں ہوئیں اور بالآخر مامون نے اپنے بھائی امین کو قتل کر کے خود تخت کو سنبھال لیا اور اپنا دار الخلافہ ''مرو شاہ جہان'' قرار دیدیا۔ مامون نے اپنی حکومت تشکیل دی، اس کا خیال تھا کہ وہ اب آرام سے وقت گزارے

گا۔ لیکن اس کے برعکس حکومت کے خلاف شورشوں نے سر اُٹھانا شروع کر دیا کیونکہ وہ اپنے عوام اور بالخصوص عربوں کا اعتماد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔

اہل عجم مامون کے طرف دار تو تھے لیکن بنوعباس اس کے بھائی امین کے حامی تھے۔ ہر طرف بغاوت اور انقلاب کا ہنگامہ برپا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر، مامون نے اپنی حکومت کے استحکام، اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کی خاطر خاندان حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ظاہری عقیدت کی بناء پر یہ بہتر سمجھا کہ وہ حضرت امام علی رضا کو اپنا ولی عہد مقرر کر دے۔

حضرت امام علی رضا کو مرو تشریف لانے کی دعوت

مامون الرشید نے مذکورہ بالا سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے حضرت امام علی رضا کو ایک خط کے ذریعے مرو تشریف لانے کی دعوت دی لیکن حضرت امام علی رضا نے اس درخواست کو قبول نہ کیا اور مامون کو جواب دیدیا۔

مامون الرشید نے چند عمائدین مملکت کو ایک وفد کی صورت میں مرو سے مدینہ منورہ بھیجا جنہوں نے شدت سے درخواست کی کہ وہ خراسان تشریف لائیں۔ دعوت مسترد کرنے کے باوجود مامون کے بار بار اصرار پر مجبوراً حضرت امام علی رضا نے مرو کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا۔

آغازِ سفر سے قبل حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئے، بار بار روضہ رسول ﷺ سے الوداع ہوتے اور باہر نکل آتے، جونہی پلٹ کر پھر روضۂ رسول ﷺ پر جاتے تو آپ کے رونے کی آواز اور بلند ہو جاتی۔ ایک شخص نے حضرت کے قریب جا کر سلام عرض کیا اور آپ کو سفر کی مبارکباد دی تو حضرت امام علی رضا نے فرمایا۔

ذَرْنِیْ فَاِنِّیْ اُخْرُجُ مِنْ جِوَارِ جَدِّیْ وَ اَمُوْتُ فِیْ غُرْبَۃٍ وَ اُدْفِنُ فِیْ جَنْبِ هَارُوْنَ

مجھے چھوڑ دو میں اپنے نانا پاک سے الوداع ہو رہا ہوں۔ پردیس میں وفات پا جاؤں گا اور ہارون الرشید کے پہلو میں دفن کیا جاؤں گا۔

حضرت امام علی رضا نے اپنی اہل بیت کرام اور قریبی احباب سے فرمایا کہ تم مجھے دوبارہ نہ دیکھ سکو گے۔ سفر مبارک کا آغاز ہوا۔ حجاز مقدس سے ایران پہنچے۔ سفر کرتے کرتے شہرِ نیشاپور پہنچے۔

اہلیان شہر نے آپ پُر تپاک استقبال کیا۔ آپ ایک عرصہ تک اِس شہر میں مقیم رہے۔ دورانِ قیام لوگوں کے اصرار پر آپ نے سرکار دو عالم ﷺ کی وہ حدیث بیان فرمائی جو بعد میں ''سلسلۃ الذہب'' کے نام سے مشہور ہوگئی۔

نیشا پور قیام کے بعد طوس، سناباد سے ہوتے ہوئے اپنی آخری منزل مرو کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ کی سواری مبارک جب قریۃ الحمراء پہنچی تو آپ نے وضو کیلئے پانی طلب فرمایا، لوگوں نے عرض کی یہاں پانی کی قلت ہے۔ حضرت امام رضا نے تھوڑی سی جگہ کھودی تو وہاں سے چشمہ جاری ہوگیا جو آج بھی جاری وساری ہے۔ اور لوگ اس کے پانی سے فیض یاب ہورہے ہیں۔

حضرت امام علی رضا جب طوس پہنچے تو ہارون الرشید کی قبر پر تشریف لے گئے اور اپنے دستِ مبارک سے ایک لکیر کھینچی اور ارشاد فرمایا

هٰذِهِ تُرْبَتِیْ وَفِیهَا اُدْفِنُ.......... کہ اس مقام پر میرا مدفن بنے گا..........

حضرت امام علی رضا کا مرو میں استقبال

مامون کے دارالحکومت مرو میں جب یہ خبر پہنچی کہ امام تشریف لا رہے ہیں تو ہر کوئی خوشی ومسرت سے جھوم اُٹھا۔ حکومت کے اعلیٰ افراد اور کثیر تعداد میں عوام الناس آپ کے استقبال کیلئے شہر سے باہر صفیں باندھے کھڑے تھے۔ مامون نے پہلی ہی ملاقات میں آپ کو ولی عہد بننے کی درخواست پیش کی۔ آپ نے معذرت کی لیکن مامون کا اصرار بڑھتا گیا تو حضرت امام علی رضا نے حالات کے پیشِ نظر مجبوراً یہ پیشکش اِس شرط پر قبول کی کہ وہ کسی معاملے میں شریک نہیں ہوں گے۔

حضرت امام علی رضا نے احیائے دین کیلئے کوششیں شروع کیں جس سے مامون گھبرا گیا اور آپ کی توہین کے منصوبے بنانے لگا۔ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کیلئے مختلف مکتبہ فکر کے علماء کو بلا کر حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے ساتھ مناظرہ کی دعوت دی جب مناظرہ شروع ہوا تو حضرت امام علی رضا نے مستند دلائل کے ساتھ اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب کو باطل اور تحریف شدہ ثابت کیا۔ اس طرح مامون کی یہ سازش ناکام ہوگئی۔ بالآخر اس نے امام کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔

ایک دن اچانک مامون نے آپ کو دربار میں بلوایا۔ اس کے سامنے انواع واقسام کے پھل

موجود تھے۔ حضرت امام علی رضا کو دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ امام کی پیشانی کا بوسہ لیا اور آپ کو اپنے قریب بٹھایا۔ اس کے ہاتھ میں انگور کا ایک گچھا تھا۔ آپ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا میں نے اس سے بہتر انگور نہیں دیکھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ انہیں کھائیں۔ آپ نے جب معذرت کی تو مامون غصے میں آ گیا اور کہنے لگے کہ آپکو ان انگوروں کے کھانے میں کیا مسئلہ ہے؟ میں جتنا آپ سے خلوص سے پیش آتا ہوں۔ آپ اتنا ہی مجھ پر شک کرتے ہیں اور وہ انگور کھانے پر اصرار کیا۔

فَاَكَلَ مِنْهُ الرِّضَا ثَلَاثَ حَبَّاتٍ ثُمَّ رَمٰى بِهٖ

حضرت امام علی رضا نے اس گچھے سے تین دانے تناول فرمائے اور باقی پھینک دیئے۔

یہ زہر آلود دانے تھے اور مامون کا مقصد حل ہو گیا تھا۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ اپنے مقام سے اُٹھے۔ مامون نے سوال کیا اِلٰی اَیْنَ تَذْهَبُ؟ آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا حَیْثُ وَجَّهْتَنِیْ جہاں تو نے مجھے بھیجا ہے۔ اور پھر اس زہر آلودہ انگور کھانے کی وجہ سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

آپ کے وصیت کے مطابق آپ کو ہارون الرشید کی قبر کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ شہادت کے بعد مرقد منور کے اردگرد لوگ آ بسے اور کچھ ہی عرصہ میں یہاں ایک شہر آباد ہو گیا جو آپ کی جائے شہادت کی وجہ سے ''مشہد الرضاء'' کے نام سے مشہور ہو گیا جو اب صرف مشہد مقدس کے نام سے دنیائے اسلام میں جانا جاتا ہے۔ آج یہ شہر حضرت امام علی رضا کے سبب ایران کا مشہور ترین شہر ہے۔

حضرت امام علی رضا کو تو دنیا یاد کرتی ہے اور ان شاء اللہ العزیز قیامت تک آپ کی یاد لوگوں کے دلوں میں زندہ و جاوید رہے گی لیکن دنیا اُس مامون کے نام سے بھی اب واقف نہیں۔

حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے نعلینِ پاک کی فضیلت و برکت

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضاء کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ آپ کے علو مرتبے کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں جس کو حضرت فرید الدین عطار نیشا پوری نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''تذکرہ الاولیاء'' میں نقل فرمایا ہے۔ حضرت شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے

کوئی حاجت طلب کیا کرو تو کہا کرو ''یا رب بحق معروف کرخی رضی اللہ عنہ میری حاجت کو پورا کر دے، اُسی وقت تیری حاجت پوری ہو جایا کرے گی'' (بحمد اللہ اس عظیم ولی کامل کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے)۔

یہ عظیم ولیٔ کامل حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور آپ کے دروازے پر دربان بن کر بیٹھا کرتے تھے اور ''سر مبارک'' پر بہت بڑی پگڑی باندھا کرتے تھے۔ لوگ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں اپنی حاجات کے حل اور دُعا کیلئے آتے اور آپ سے ملاقات کرنے کی اجازت چاہتے لیکن حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ خود ہی فرما دیتے کہ آپ کو اندر جانے کی ضرورت نہیں گھر واپس چلے جاؤ اور سجدے میں سر رکھ کر بارگاہِ رب العزت میں عرض کرنا کہ یا اللہ تجھے معروفِ کرخی رضی اللہ عنہ کے سر کا واسطہ ہے میری حاجت پوری کر دے، لوگ یہ عمل کیا کرتے اور اُن کی حاجات پوری ہو جایا کرتیں۔

ایک دفعہ ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا اے معروفِ کرخی رضی اللہ عنہ تیرے سر میں کیا ہے؟ تیرے سر کا واسطہ اللہ تعالیٰ کبھی رد نہیں کرتا۔ حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کی چیخ نکل گئی، فرمایا ابھی بتاتا ہوں جب اپنی پگڑی کھولی تو پگڑی کے نیچے حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے نعلین مبارک رکھے تھے۔ فرمایا کہ یہ وہ نعلین ہیں جو میرے سر پر رہتے ہیں اور میرے سر کا واسطہ بھی اللہ رد نہیں کرتا۔

قارئین کرام! مشہد مقدس کی عظیم سر زمین میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کے علاوہ آپ کے اصحاب حضرت خواجہ مراد، حضرت عبد السلام بن صالح بن سلیمان المعروف خواجہ اباصلت ہروی کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اسی طرح حضرت خواجہ ربیع رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ شاہنامہ فردوسی کے خالق حکیم ابوالقاسم فردوسی کا مقبرہ بھی مشہد مقدس سے پچیس کلومیٹر باہر واقع ہے۔ مقبرہ کے ساتھ ایک عجائب گھر بھی ہے جس میں اور یادگاری اشیاء کے علاوہ ''شاہنامہ فردوسی'' کا قلمی نسخہ بھی قابل دید ہے۔

مشہد مقدس میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد تربتِ حیدریہ شہر میں حضرت ابوالقاسم گُرکانی کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔

بعد از آن کرد سیرِ روحانی
گرچہ در دہر بود جسمانی
بُرد از مرشدانِ دہر سبق
شیخ قاسم کہ اوست گرگانی

تُربتِ حیدریہ
زیارتِ
حضرت ابوالقاسم گُرکانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
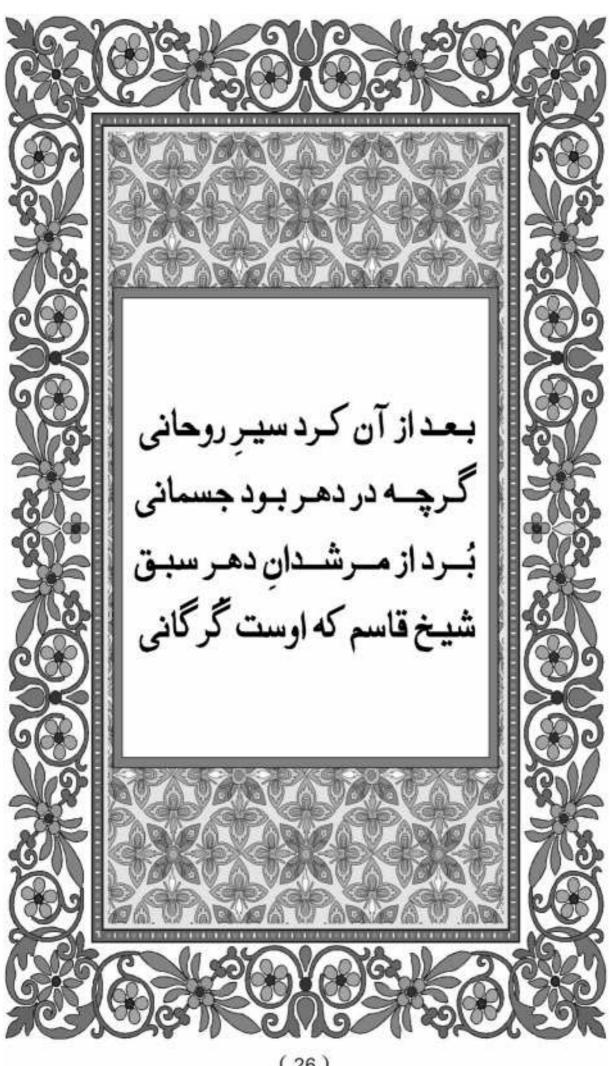
شہر ''تربتِ حیدریہ'' مشہد مقدس سے تقریباً 150 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ مشہد مقدس کے بیرونی ٹیکسی سٹینڈ سے تربت حیدریہ کیلئے سواری کے حساب سے ٹیکسی مل جاتی ہے اور مکمل پرائیویٹ ٹیکسی بھی آسانی سے کرایہ پر حاصل کی جاسکتی ہے جو تقریباً 2½ گھنٹے میں تربتِ حیدریہ پہنچا دیتی ہے۔ ہم نے چونکہ تربتِ حیدریہ کے بعد دو اور شہروں میں بھی حاضری کے بعد اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق واپس مشہد مقدس پہنچنا تھا اس لئے ایک پرائیویٹ ٹیکسی والے سے اِن تینوں شہروں کی زیارات اور واپس مشہدِ مقدس تک کا کرایہ طے کر کے دُعائے سفر پڑھتے ہوئے گاڑی میں سوار ہوئے۔

گاڑی کا ڈرائیور ایک اچھا آدمی تھا جو اِن علاقوں اور راستوں کے بارے میں بھی ہمیں مفید معلومات فراہم کرتا رہا۔ بہترین وسیع وعریض سڑک ہے جس کی حال ہی میں نئی کارپیٹنگ ہوئی ہے۔ راستے میں کئی چھوٹے چھوٹے گاؤں (باغچہ، رباطِ سفید، رباطِ سنگ) گزرنے کے بعد تربتِ حیدریہ پہنچے۔

بحمد اللہ! سرزمین ایران میں زیاراتِ مقدسہ کیلئے یہ تیسری حاضری تھی۔ پچھلی دو حاضریوں میں شدید خواہش اور تلاشِ بسیار کے باوجود بھی حضرت سیدنا ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہوسکی تھیں۔ نہ تو ایران میں اپنے کسی احباب کے ذریعے سے اور نہ ہی پاکستان میں کسی ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو آپ کی عظیم بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کر چکا ہو۔

سوانح کی جن کتب میں حضرت ابوالقاسم گرگانی کے احوال ملتے ہیں تو اُن سے صرف یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ شہرِ گرگان میں دفن ہوئے۔ گرگان کے لوگوں سے رابطہ کے علاوہ شہرِ گرگان کی کئی ویب سائٹس بھی وِزٹ کیں، لیکن معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کا مزارِ مقدس کہاں واقع ہے۔ کسی مؤرخ نے طوس کے نواح میں ذکر کیا۔ وہاں سے بھی کوئی معلومات میسر نہ آسکیں۔ 11 سال مسلسل اِس تلاش اور جستجو میں رہے کہ آپ کے مزارِ مبارک کا پتہ چل سکے اور پھر وہاں حاضری کا شرف حاصل کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ بندہ اگر خلوصِ دل سے کسی بھی منزل کی تلاش میں لگا رہے تو وہ ایک نہ ایک دن ضرور اُس منزل کو پالیتا ہے

اور دوسرا روزِ ازل سے ہر کام کیلئے ایک وقت متعین ہے اور پھر جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ہر کام آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔

اس مرتبہ کی تیسری حاضری کا جب پروگرام بنا تو اس دوران بھی یہ بندۂ ناچیز تحقیق کرتا رہا اور بالآخر اس میں کامیابی ہوئی کہ سفر پر روانہ ہونے سے چند ہی دن پہلے ایک ایرانی ویب سائٹ کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپ کا مزارِ مبارک تربتِ حیدریہ سے باہر کچھ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹے سے پہاڑ کے اوپر واقع ہے۔ **الحمد اللہ علی ذلک**

تُربتِ حیدریہ

تربتِ حیدریہ ایران کا ایک خوبصورت اور صاف ستھرا شہر ہے۔ یہ شہر ایک بزرگ شیخ قطب الدین حیدر کے نام پر ہے، جن کا مزار بھی مرکزِ شہر میں واقع ہے۔ مشہد مقدس سے 2½ گھنٹے کے سفر کے بعد ہم تربتِ حیدریہ پہنچ گئے۔ شیخ قطب الدین حیدر کے حضور فاتحہ خوانی کی اور مرکزِ شہر سے نکل کر باہر مین روڈ پر آئے۔ حضرت سیدنا ابوالقاسم گرگانی کا مزارِ مبارک مرکزِ شہر سے 5 کلومیٹر باہر جانب جنوب ایک مختصر سے پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے جہاں گاڑی میں با آسانی پہنچا جا سکتا ہے۔

قُطبِ وقت حضرت سیدنا ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی "علی" اور کنیت "ابوالقاسم" ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی کنیت سے ہی مشہور ہوئے۔ گرکان گاؤں کے رہنے والے تھے جو شہرِ طوس کے نواح میں واقع ہے (حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کا گاؤں "گُرکان" ابھی تک موجود ہے اور سرکاری کاغذات میں گورکان اور مقامی زبان میں گورکون کے نام سے اندراج موجود ہے۔ رجال اور تصوّف کی کتابوں میں غلطی سے آپ کی کنیت گُرگانی تحریر ہوگئی جبکہ حضرت ابوالقاسم کی صحیح نسبت گُرکانی ہے اور یہی نسبت آپ کی لوحِ مزار پر کندہ ہے)۔

حضرت سیدنا ابوالقاسم گُرکانی رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ طریقت دو طرف سے ہے۔ ایک طرف سے تین واسطوں سے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ (حضرت ابوالقاسم گُرکانی، حضرت عثمان مغربی کے مرید تھے، حضرت عثمان مغربی حضرت ابوعلی کاتب کے مرید تھے، حضرت ابوعلی کاتب، حضرت ابوعلی رودباری کے مرید تھے اور حضرت ابوعلی رودباری، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے مرید تھے)۔

و نسبتِ دیگر حضرتِ شیخ ابو الحسن خرقانی ؓ می رسد اور دوسری طرف سے آپ کی نسبت حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی ؓ سے جاملتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ؓ آپ کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں

و منهم قلب زمانه و در زمانهٔ خود یگانه، ابو القاسم علی الگرگانی ؓ، اندر وقتِ خود بے نظیر است

(آپ اپنے وقت میں یگانۂ روزگار اور بے نظیر و بے مثال ہیں)

ابتدائے حال میں بہت سخت سفر اختیار فرمائے اور اُس زمانہ میں آپ تمام اہل اللہ کے قلوب کیلئے مقناطیس کی حیثیت رکھتے تھے۔ مریدین کے احوال و مقامات کے کشف میں آپ بے نظیر تھے اور آپ کے مرید علم و عرفان میں دنیا کے زینت تھے۔

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک مشکل پیش آئی تو میں نے حضرت شیخ ابوالقاسم گرکانی کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب میں اُن کی خدمت میں پہنچا تو آپ مسجد میں بیٹھے ایک ستون کے ساتھ میری اس مشکل کا حل بیان فرما رہے تھے چنانچہ مجھے سوال کئے بغیر اپنی مشکل کا حل معلوم ہوگیا تاہم میں نے عرض کیا کہ اے شیخ! آپ ستون کے ساتھ یہ بات کیوں کر رہے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ بیٹا! حق تعالیٰ کے حکم سے اس ستون نے وہی سوال کیا جس کا جواب میں نے دے دیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوالقاسم گرکانی ؓ اور شیخ ابوسعید ابوالخیر ؓ ایک مقام پر اکٹھے تشریف فرما تھے ایک درویش کے دل میں خیال آیا کہ ان دونوں بزرگوں کا کیا رتبہ ہے؟ حضرت شیخ ابوسعید ابو الخیر ؓ نے اُس درویش کے دل کا حال جاننے کے بعد فرمایا کہ جو شخص دو بادشاہوں کو ایک ہی تخت پر بیٹھا دیکھنا چاہے اسے کہو کہ آ کر دیکھ لے۔ حضرت شیخ کے تصرف سے اُس کے حجابات اُٹھ گئے اور اس نے اُن بزرگوں کے بلند مرتبہ کو دیکھا پھر اُس درویش کے دل میں خیال آیا کہ آج روئے زمین پر ان بزرگوں سے بھی بڑھ کو کوئی شخصیت ہے جس پر شیخ ابوسعید ابوالخیر ؓ نے اُس درویش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک چھوٹے سے ملک میں بھی ہر روز ابوسعید ؓ اور ابوالقاسم ؓ جیسے ستر ہزار جاتے ہیں اور

ستر ہزار آتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ عنہ کا قولِ مبارک ہے کہ ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھ کہ تُو سراسر وہ ہو جائے یا وہ سراسر تُو ہو جائے یا پھر دونوں حق سبحانہ وتعالیٰ میں گم ہو جائیں نہ تُو، تُو رہے اور نہ وہ، وہ رہے۔

حضرت ابوالقاسم گرگانی کا وصال 450 ہجری میں ہوا اور آپ کی زیارت گاہ ایران کے شہر ''تربت حیدریہ'' میں بنی جو معروف ہے اور قابل زیارت ہے۔ بحمد اللہ 11 سال کی جستجو اور تحقیق کے بعد اس عظیم و بابرکت ومقدس مقام پر حاضری کی سعادت حاصل ہو رہی تھی اور وہ بھی ایک سید زادے کی قیادت وسیادت میں، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنی خوش قسمتی پر فخر وناز کر رہے تھے اور حد درجہ خوشی حاصل ہو رہی تھی۔ مرکزی دروازے کے بورڈ پر جلی حروف میں تحریر تھا۔

مزارِ حضرت ابو القاسم گرگانی

مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے تو سامنے ایک بہت بڑا صحن آیا جس کے چاروں اطراف میں طویل لہلہاتے درخت نظر آئے جو ایک ولی کامل کے مزار اقدس سے اُٹھنے والی رُوحانی سرور و کیفیت والی ہوا سے ایک عجب روحانی منظر پیش کر رہے تھے اسی صحن مبارک کے عین درمیان میں ایک وسیع وعریض کمرہ مبارک ہے جس کا ظاہری ماحول بھی روح پرور اور پُر کیف تھا۔

اس حجرہ مقدسہ ومبارکہ میں جب داخل ہوئے تو پورے جسم پر ایک کیفیت طاری ہوگئی کیونکہ اب اُس عظیم ہستی کے سامنے تھے جنکی بارگاہ اقدس میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیات حاضر ہوا کرتی تھیں۔ قبر اقدس کے بوسے کا شرف حاصل کیا۔ ختم شریف پڑھنے کے بعد ایک چادر کا نذرانہ پیش کیا، قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے ذکرِ بالجہر کا وِرد کیا۔ آپ کی دعاؤں پر آمین کہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اپنے احباب کیلئے تصاویر بنائیں۔ (کتاب کے حصہ تصاویر میں اِن تصاویر کی زیارت کا شرف حاصل کیا جا سکتا ہے) مزار مبارک پر مقیم ایک طویل العمر خاتون سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جن سے دعاؤں کے طالب ہوئے۔ بارگاہِ حضرت ابوالقاسم کرکانی رضی اللہ عنہ سے قرآنی آیات اور وظائف پر مشتمل ایک کتاب اور ایک چادر کا تحفہ نصیب ہوا۔

حضرت سیدنا ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ عنہ کی قبر اقدس کے چاروں اطراف اور اوپر شیشہ نصب ہے اور لوح مزار پر درج ذیل عبارت کندہ ہے۔

مرقدِ منور حضرت شیخ ابو القاسم علی الکُورکانی پنجمین قُطب سلسلہ جلیلہ صوفیہ معروفیہ در زمانِ غیبت کہ پس از حضرت شیخ ابی عمران سعید بن سلام المغربی در سال373 ھ بر مسند ارشاد متمکن کردید و در سال 450 ھ روحِ مقدسش تحیۃ الرضوان و عالم قدس پرواز نمودہ قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا ابوالقاسم گرکانی کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی سعادت کے بعد اجازت کے طلب گار ہوئے اور قدم بوسی کرتے ہوئے باہر آئے، زائرین میں مٹھائی تقسیم کی اور گاڑی میں سوار ہو کر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کی بارگاہ میں حاضری کیلئے **"مھنہ"** شہر روانہ ہوئے۔

مهنہ

زیارتِ
حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
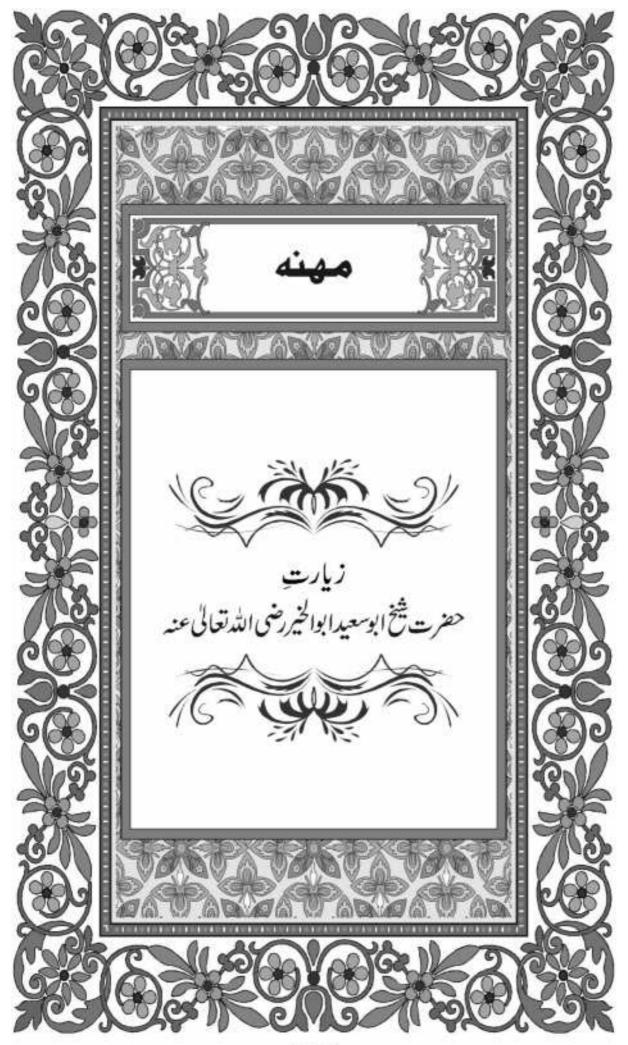
تُربتِ حیدریہ سے 45 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک بڑے گاؤں ''فیض آباد'' کا بورڈ لگا نظر آتا ہے۔ یہ گاؤں سڑک کے دائیں جانب واقع ہے اور سڑک کے بائیں جانب 5 کلومیٹر کے فاصلہ پر ''مہنہ'' گاؤں واقع ہے جہاں پر حضرت سیدنا ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ہے۔

معشوقِ عالم حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب کشف المحجوب میں حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر کا مبارک تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:۔

شاهنشاه محبان و ملکُ الملوکِ صوفیان ابو سعید فضل الله ابن محمد المهنی رضی اللہ عنہ سلطانِ طریقت بود و جمله اهل زمانه را مسخر بودند

(عاشقوں کے بادشاہ، صوفیوں کے سردار حضرت ابوسعید فضل اللہ محمد المھنی رضی اللہ عنہ سلطانِ وقت اور جمالِ طریقت تھے، سارا جہان آپ کا فرمانبردار تھا)

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کی حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر سے ظاہری ملاقات تو نہ ہوئی

و به زیارتِ قبروی پس از وفاتش به مهنه رفته است و در کنارِ قبر او سه روز معتکف گشته است و در این مدت کرامتی از کراماتِ ابو سعید را مشاهده نموده است

(لیکن آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبرِ انور کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے، آپ کی قبرِ مبارک کے پاس تین روز تک معتکف رہے اور اِس دوران آپ نے حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کی کئی کرامات کا مشاہدہ فرمایا)۔

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ ان کرامات میں سے ایک کرامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں قبرِ مبارک کے قریب معتکف تھا تو دیکھتا ہوں کہ ایک سفید کبوتر آیا اور قبرِ مبارک کے غلاف کے اندر غائب ہوگیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ کبوتر کسی کے ہاتھ سے نکل کر آ گیا ہے، لیکن جب میں نے غلاف اُٹھا کر دیکھا تو نیچے کچھ بھی نہیں تھا۔ دوسرے دن پھر یہی واقعہ پیش آیا اور میں حیران رہ گیا کہ یہ کیا ہے؟ اسی رات مجھے حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کبوتر میرے حال کی صفائی ہے جو روزانہ ہم نشینی کیلئے آتی ہے۔

حضرت شیخ ابوسعید رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی کا اسم مبارک ابوالخیر تھا اور مہنہ گاؤں میں اُنہیں ''بابا ابوالخیر'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پیشہ کے لحاظ سے آپ عطار تھے، اہلِ تصوف وطریقت سے وابستگی اور مستقل صحبت حاصل تھی۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ یکم محرم الحرام 357 ہجری بمقام مہنہ (ایران) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد صوفیاء کی ایک جماعت کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے۔ اِس جماعت کا یہ طریقہ تھا کہ ہفتہ میں ہر رات کسی ایک کے ہاں اکٹھے ہوتے اور اوراد و وظائف سے فارغ ہونے کے بعد محفل سماع منعقد کرتے۔ ایک مرتبہ آپ کی والدہ ماجدہ نے بابا ابوالخیر سے کہا کہ ابوسعید کو بھی اپنے ساتھ لے چلو تاکہ اُن درویشوں اور صوفیاء کی نگاہ اِس بچے پر بھی پڑے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک حضرت ابومحمد غازی رضی اللہ عنہ سے پڑھا جو اپنے وقت کے صاحبِ ورع بزرگ ہونے کے علاوہ خراسان کے ممتاز قراء میں سے تھے۔ ابتدائی دینی تعلیم سے فارغ ہوئے تو فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ''مرو'' تشریف لے گئے، ایک روز اثنائے گفتگو فرمایا کہ اُس روز جب میں مہنہ سے مرو کی جانب روانہ ہوا تھا تو اُس وقت مجھے تیس ہزار شعر زبانی یاد تھے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ، حضرت پیر ابوالفضل سرخسی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے اور شیخ ابوالفضل سرخسی، شیخ ابونصر سراج کے مرید تھے جنہیں طاؤس الفقراء کہا جاتا ہے اور ابونصر سراج نے ابومحمد عبداللہ بن محمد المرتعش کے ہاتھ پر بیعت کی اور شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد المرتعش سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل مدت خانقاہ ابوالفضل میں گزاری۔ ریاضات وعبادات ومجاہدات سے فراغت کے بعد آپ کے مرشد نے فرمایا کہ اب آپ واپس چلے جائیں اور والدہ کی خدمت کریں۔

ایک دن حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ دونوں اکٹھے تشریف فرما تھے، بزرگانِ دین کی خاصی تعداد اِس محفل میں موجود تھی، حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن تمام بزرگوں کو اللہ کے حضور لایا جائے گا، ہر

ایک کو مسند پر بٹھایا جائے گا، اِن سب پر عرشِ بریں کا سایہ ہوگا، آواز آئے گی کہ ان بزرگوں کی طرف سے کون بات کرے گا؟ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کی کرسی آگے کی جائے گی تا کہ وہ اپنے اللہ سے بات کرسکیں۔

جن دنوں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ خرقان شریف میں حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کے پاس قیام پذیر تھے، اُس دوران آپ نے ایک لفظ بھی زبان سے نہ اِرشاد فرمایا۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ بار بار بات کرتے تا کہ آپ بھی گفتگو فرمائیں مگر آپ صرف اتنا فرماتے کہ ہم تو سننے کیلئے آئے ہیں، سنانے نہیں آئے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے، آپ ہماری ضرورت ہیں ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی ضرورت کی درخواست کی تھی کہ وہ اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کو ہمارے پاس بھیجے تا کہ میں اُن کو تیرے اسرار کہہ سکوں۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ آپ ہمیں نصیحت فرمائیں، جواب میں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں تو سُننے آیا ہوں اور خاموش ہو جاتے۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے مریدین کو ان اسرار واحوال اور اِس صورت حال کا علم نہیں تھا لہٰذا اُنہوں نے ایک موقع پر اس خاموشی کی وجہ آپ سے ہی دریافت فرمائی جس پر حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اِشتَاقَتْ تِلْکَ التُّرْبَۃُ اِلَیْنَا فَلَمَّا اِلْتَقَینَا فَنِینَا فِیْ تِلْکَ التُّرْبَۃِ

(آن خاک را آرزوی ما خاست چون آنجا رسیدیم ما در آن خاک، خاک شدیم)

(کہ اِس مٹی ﴿خرقان شریف﴾ کو ہماری آرزو تھی لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو ہم اُس مٹی میں مٹی ہو گئے)

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نیشاپور میں تشریف فرما تھے کہ حضرت بوعلی سینا آپ کی خانقاہ کے دروازہ پر آئے۔ دونوں حضرات نے اس سے پہلے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا جب بوعلی سینا اندر آئے تو حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا کہ آج ہمارے پاس ایک حکمت دان آئے ہیں۔ بوعلی سینا آگے آئے اور مجلس میں بیٹھ گئے حضرت نے اپنی گفتگو جاری رکھی، مجلس کے اختتام پر آپ اپنے صومعہ میں تشریف لے گئے اور بوعلی سینا کو بھی اندر بلوا کر دروازہ بند کر دیا۔ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ تین

دن اور تین رات دونوں حضرات خلوت میں محو گفتگو رہے اور نماز ادا کرنے کے علاوہ کبھی باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ تین دن کے بعد بوعلی سینا نے اجازت طلب کی اور چلے گئے۔ بوعلی سینا کے شاگردوں نے آپ سے پوچھا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟ فرمایا کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اُدھر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے مریدوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ بوعلی سینا کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں ہم دیکھتے ہیں۔

ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت آپ مجھے اسرارِ حق کی تلقین فرمائیں آپ نے فرمایا کہ کل آنا۔ دوسرے دن جب وہ شخص حاضر ہوا تو حضرت شیخ نے درویشوں سے کہا کہ ایک چوہا پکڑ کر ایک برتن میں بند کر کے اُس کا منہ کپڑے سے بند کر کے اُس شخص کو دے دو۔ اُس شخص کو بلایا اور برتن اُس کے حوالے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور اِس برتن کو اپنے گھر میں احتیاط سے رکھنا لیکن اِسے کھولنا نہیں۔ وہ شخص برتن لے کر چلا گیا مگر رات بھر اُس کے دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ آخر اس برتن میں کیا ہے جس کے نہ کھولنے کا مجھے کہا گیا ہے۔ اُس نے کافی صبر وضبط اختیار کیا لیکن بالآخر اُس نے فیصلہ کیا کہ اِس برتن کو کھول کر دیکھے کہ اِس میں کیا ہے؟ جب اُس نے برتن کے منہ سے کپڑا کھولا تو ایک چوہا پھلانگ کر بھاگ گیا وہ شخص دوسرے دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے تو اسرارِ خداوندی دینے کو کہا تھا آپ نے مجھے چوہا عطا کر دیا۔ حضرت نے فرمایا، بھلے آدمی! ہم نے تمہیں ایک چوہا دیا تھا تم اُس کی حفاظت نہیں کر سکے تو اسرارِ خداوندی کیسے برداشت کر سکو گے؟

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بزرگانِ دین میں سے ایک سو بزرگوں نے باتیں کی ہیں جو بات پہلے بزرگ نے کہی تھی وہی بات آخری بزرگ نے بھی کہی، کسی نے ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کیا صرف الفاظ مختلف تھے مطلب ومعنی ایک ہی ہوتا تھا۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ ایک دن بہت بڑے مجمع کے ہمراہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت نے چھت سے خاک نیچے گرادی جو حضرت کے کپڑوں پر بھی پڑی مگر آپ نے اُس کی پرواہ نہ کی۔ مریدوں کو بڑا غصہ آیا اور چاہتے تھے کہ اُس عورت کا سبق سکھائیں۔ حضرت نے فرمایا صبر کرو، جو

شخص آگ کا مستحق تھا اُس پر تھوڑی سی خاک پڑی ہے یہ اللہ کی مہربانی ہے، اُس کا شکر ادا کریں۔ آپ کی یہ بات سن کر سارے صوفیاء پر رقت طاری ہوگئی۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ جن دنوں نیشاپور میں مقیم تھے، کسی شخص نے پانی کا ایک کوزہ پیش کیا اور کہا حضرت اِس پانی کو دم کر دیں تا کہ لوگ بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔ آپ نے اُس پانی کو دم کیا اور سارا پانی خود ہی پی لیا۔ اُس شخص نے عرض کی یا حضرت! آپ نے پانی خود ہی دم کیا اور خود ہی پی لیا۔ آپ نے فرمایا، جو دم ہم نے کیا تھا اُسے ہمارے بغیر دوسرا آدمی نہیں پی سکتا تھا۔ کل تم اور پانی لانا تمہارے لئے دم کردوں گا۔

ایک بار ایک شخص بغداد سے چل کر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو کیوں پیدا فرمایا ہے؟ کیا اُسے اِن کی کوئی حاجت تھی؟ آپ نے فرمایا نہیں البتہ اِس مخلوقات کو پیدا کرنے کی تین وجوہات تھیں۔

ایک تو یہ اُس کی قدرت بے پایاں تھی، اُس کا نظارہ کرانا چاہتا تھا، دوسرا اُس کی نعمتوں کے انبار لگے ہوئے تھے، اُنہیں کھلانا چاہتا تھا اور تیسرا یہ کہ اُس کی رحمت زیادہ تھی جس کیلئے اُسے گناہگاروں کی ضرورت تھی۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ اپنے زندگی کے آخری سال میں ہر روز مجلس میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم سے کل سوال کیا جائے کہ تم کون ہو؟ تو تم کیا جواب دو گے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ جو حکم فرمائیں گے آپ نے فرمایا یہ کبھی نہ کہنا کہ ہم مومن ہیں، ہم صوفی ہیں، ہم مسلمان ہیں کیونکہ اِس طرح تم جو کچھ کہو گے اُسے ثابت کرنے کی دلیل بھی تم سے پوچھی جائے گی اور اگر دلیل صحیح نہ دے سکے تو شرمندہ ہونا پڑے گا لہٰذا یوں کہنا کہ ہم عاجز ہیں، ہم کم تر ہیں، ہمارے رہنما اور بہترین لوگ ہم سے آگے چلے گئے ہیں، ہمیں اُن کے پاس لے چلو، وہ ہماری طرف سے جواب دیں گے کیونکہ چھوٹوں پر سوال کا جواب بڑے دیا کرتے ہیں۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نے بروز جمعۃ المبارک 27 ماہ رجب 440 ہجری اپنی زندگی کی آخرین مجلس اس بیت پر ختم کی

دردا کہ ہمی روی برہ باید کرد
دین مفرش عاشقی دوتا باید کرد
(اے دردِ عشق اب راہِ محبوب کا رُخ کرنا چاہئے اور عاشقی کی بساط تہہ کر دینی چاہئے)

اس شعر کے بعد آپ نے اپنے خواجہ علیک نیشاپوری سے فرمایا، اُٹھو، علیک اُٹھے، آپ نے فرمایا تم نیشاپور روانہ ہو جاؤ تین دن کے اندر اندر واپس آجانا وہاں صرف نصف دن قیام کرنا اور جمعرات نمازِ ظہر تک یہاں پہنچ جانا۔ وہاں ایک روئی گر کو سلام کہنا اور کہنا کہ روئی کی وہ کرتی جو تم نے آخرت کیلئے رکھی ہے مجھے دے دو۔ علیک اُسی وقت اُٹھے اور نیشاپور روانہ ہو گئے۔

یہ اتوار کا دن تھا مجلس میں تمام صوفیاء کو بڑی تشویش ہوئی کہ حضرت آج کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ آپ نے اِسی محفل میں خواجہ عبدالکریم کو بلایا اور اُس سے کہا کہ زندگی میں تم مجھے وضو کراتے رہے ہو، بعد از وفات بھی میرے غسل کا اہتمام تم ہی کرو گے۔ کسی قسم کی کوئی غلطی یا کوتاہی نہ سرزد ہونے پائے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سارے کام سرانجام دینا۔

یہ تمام وصیتیں کرنے کے بعد آپ منبر سے اُترے اپنے خادم حسن مؤدب سے فرمایا گھوڑے کو تیار کرو آپ اُس پر سوار ہوئے اور مہنہ کے اِرد گرد چکر لگایا۔ جہاں جہاں خلوت میں عبادتِ خداوندی کی تھی ایک ایک لحہ رُکے اور اُن مقامات کو الوداع کہتے رہے۔

حسن مؤدب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرتِ شیخ کے ہم رکاب تھا سوچتا جاتا تھا کہ حضرت کی وفات کے بعد میں کس طرح یہ سارے کام سرانجام دوں گا؟ میرا دل غم والم سے بھرا پڑا تھا اور مجھے اُس قرض کا فکر تھا جو حضرت نے درویشوں کی دعوت کیلئے لے رکھا تھا۔ حضرتِ شیخ نے گھوڑے کو روکا اور میری طرف متوجہ ہو کے فرمانے لگے حسن! فکر نہ کرو بوسعد دادا آنے ہی والا ہے میری وفات کے بعد تمہارا سارا قرضہ چکا دے گا۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ مہنہ شہر کی آخری بار زیارت کرنے کے بعد گھر داخل ہوئے، آج آپ بیمار اور خستہ بدن دکھائی دیتے تھے۔ آپ کے مرید اور آپ کے صاحبزادے آپ کے پاس ہی تشریف فرما تھے، جنہوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت! آپ کے جنازے کے آگے کون سی آیات

تلاوت کی جائیں؟ آپ نے فرمایا، آیاتِ قرآنی کی تلاوت تو بہت بڑا کام ہے لیکن یہ اشعار جنازہ کے آگے ضرور پڑھے جائیں۔

خوبتر اندر جهان ازین چه بود کار
دوست بر دوست رفت و یار بریار
آن همه اندوه بود و این همه شادی
آن همه گفتار بود و این همه کردار

(دنیا میں اس سے اچھا کام کیا ہے کہ دوست اپنے دوست سے ملاقات کرے۔ ایک مرحلہ تو غم کا ہے اور ایک مرحلہ خوشی کا ہے۔ ایک تو ساری بات ہی بات ہے اور دوسرا کردار ہی کردار)

حضرت خواجہ عبدالکریم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے جمعرات کو بوقتِ ظہر آنکھیں کھولیں اور حضرت خواجہ ابوطاہر کو فرمایا علیک آ گیا ہے یا نہیں۔ حضرت شیخ نے پھر آنکھیں بند کر لیں، میں اُٹھ کر باہر نکلا اُس وقت علیک آ رہا تھا، میں واپس اندر گیا اور خواجہ ابوطاہر کو بتایا کہ علیک واپس آ گیا ہے اور وہ کپڑا ابھی لے آیا ہے جسے وہ لینے گیا تھا۔ حضرت ابوطاہر نے حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کیا کہہ رہے ہو؟ ابوطاہر نے کہا حضور، علیک آ گیا ہے، سنتے ہی فرمایا الحمد للہ اور اپنے جان جانانِ آفریں کے حوالے کر دی۔ یہ بروز جمرات 4 شعبان المعظم 440 ہجری تھی۔ گھر سے ایک شور اُٹھا۔ سارا گاؤں آہ وبکا سے بھر گیا۔ حضرت شیخ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ آہ وبکا اُن جنوں کی ہوگی جو میری وفات کا سن کر آئیں گے۔ ان آوازوں میں یہ الفاظ سنے گئے۔ **"دریغا دریغا"** افسوس کہ آپ رخصت ہو گئے اور آپ سب کچھ ساتھ لے گئے، اب ہمارے لئے کچھ نہ رہا، اور یہ آوازیں آدھی رات تک مختلف اطراف سے سنائی دیتی رہیں۔

صبح سورج نکلنے کے بعد جنازہ اُٹھا کر باہر لایا گیا نماز جنازہ ادا کی گئی، جنازہ اٹھا کر قبرستان کی طرف روانہ ہوئے مگر صبح سے لے کر چاشت تک جنازہ قبرستان تک نہ پہنچ سکا۔ لوگوں نے انتہائی کوشش کی مگر جنازہ کا فاصلہ طے ہونے کو نہ آتا تھا۔ حضرت خواجہ نجار نے خواجہ حمویہ کو کہا شیخ نے آپ کو اِس بارے میں کیا فرمایا تھا کیا وہ وقت آ گیا ہے یا نہیں۔ حمویہ نے حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق ایک لکڑی اٹھائی اور لوگوں کو راستے سے ہٹاتے جاتے اور بالآخر اس طرح جنازہ قبرستان تک پہنچایا گیا۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ تخت پر جلوہ افروز ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں

مَنْ ثَبَتَ نَجَا (جو شخص ثابت قدم رہا وہ نجات پا گیا۔)

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ ابو طاہر سے وعدہ فرمایا تھا کہ بیٹا! تم دنیا میں بھی ہمارے ساتھ رہو گے، قبر میں بھی ہمارے ساتھ رہو گے، جنت میں بھی ہمارے ساتھ رہو گے اور پھر حضرت ابو طاہر بھی مرتے دم تک شیخ سے جدا نہ ہوئے۔ جب حضرت خواجہ ابو طاہر فوت ہوئے تو لوگوں کو اس وعدے اور تعلقات کا خیال نہ رہا۔ حضرت خواجہ ابو طاہر کا جنازہ تیار ہوا تو باہر قبرستان میں لے جانے کی تیاری ہوئی۔ آسمان پر اچانک بادل نمودار ہوئے اور زبردست طوفانی بارش شروع ہوگئی، لوگوں کا خیال تھا کہ ابھی بارش تھم جائے گی اور جنازہ اُٹھا کر لے جائیں گے مگر متواتر تین دن اور تین رات شدید بارش ہوتی رہی اور کسی کو جنازہ اُٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر کار ایک مریدِ صادق نے درخواست کی کہ خواجہ ابو طاہر کا عشق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ حضرت شیخ کے مزار کے پہلو میں دفن کیا جائے کیونکہ حضرت شیخ بھی اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم دونوں زندگی اور بعد از زندگی اکٹھے رہیں گے۔ یہ طوفانِ بادوباراں بھی حضرت شیخ کی کرامت ہے اور بہتر یہی ہے کہ جنازہ قبرستان لے جانے کی بجائے حضرت کے پہلو میں ہی آپ کو دفن کیا جائے۔

جس گورکن نے حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک تیار کی تھی وہ حضرت کے مزارِ مبارک کے قریب ہی کوچہ صوفیاں میں مقیم تھا اُسے فوراً بلوایا گیا کہ حضرت کے پہلو میں ایک اور قبر آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ ابو طاہر رضی اللہ عنہ کیلئے تیار کریں۔ **قتیبہ** گورکن نے قبر تیار کرنا شروع کی اور قبر صاف کرتے ہوئے اُس کی کدال ایک پتھر پر لگی جس سے حضرت شیخ کی قبر میں ایک سوراخ ہو گیا، گورکن نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ اُسے گھر پہنچایا گیا اِس کے بعد حضرت خواجہ ابو طاہر رضی اللہ عنہ کو اِس قبرِ مبارک میں دفن کیا گیا۔ ابھی لوگوں نے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ بارش رُک گئی اور فوراً دھوپ نکل آئی۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش حضرت شیخ کی کرامت تھی۔ اُدھر **قتیبہ** گورکن چالیس دن تک مسلسل بے ہوش پڑا رہا۔ اُس دوران نہ ہی تو اُس نے آنکھ کھولی اور نہ ہی زبان ہلا سکا اور یہ راز کسی

کو نہ پتہ چل سکا کہ اُس نے کیا دیکھا ہے۔ چالیس دن کے بعد وہ فوت ہو گیا اور یہ راز وہ اپنے ساتھ ہی لے گیا۔

تُربتِ حیدریہ سے روانہ ہو کر تقریباً ایک گھنٹہ میں ہم ''مہنہ'' گاؤں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر ﷛ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ گئے، قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ختم شریف پڑھا، ایک چادر کا نذرانہ پیش کیا، تصاویر بنائیں (تصاویر کی حصہ تصاویر میں زیارت کی جاسکتی ہے)، کچھ زائرین اور بھی آ گئے اُن سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے ذکر بالجہر کا وِرد کیا، اِس عظیم و مقدس مقام پر اپنے تمام احباب کیلئے دُعائیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

''اسرار التوحید'' کے مصنف نے حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر ﷛ کے پہلو میں آپ کے صاحبزادے خواجہ ابو طاہر ﷛ کی جس قبرِ مبارک کا ذکر کیا ہے وہ قبرِ مبارک اِس وقت ظاہری طور پر موجود نہیں ہے۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر ﷛ کی بارگاہِ اقدس میں مراقب رہے، وقت کی کمی کے باعث مجبوراً اجازت کے طلب گار ہوئے اور باہر آ کر گاڑی میں سوار ہو کر ''تربتِ حیدریہ'' سے ہوتے ہوئے ''تربتِ جام'' حضرت شیخ احمد جام ﷛ کی زیارت مبارکہ کیلئے روانہ ہوئے۔

باز آ، باز آ، ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ
این درگۂ ما درگۂ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(اے میرے بندے) واپس آ، واپس آ، تو جو بھی ہے، واپس آ
چاہے تو کافر ہے، یہودی ہے یا بُت پرست ہے، واپس آ
یہ ہماری بارگاہ نا اُمید یا مایوس ہونے کی جگہ نہیں ہے
تو نے اگر سو بار بھی توبہ توڑی ہے تو پھر بھی، واپس آ

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر ﷛

تُربتِ جام

زیارتِ
حضرت شیخ احمد جام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تُربتِ جام

تُربتِ جام، خراسانِ رضوی کا سرسبز و شاداب ایک تاریخی شہر ہے۔ جو تُربتِ حیدریہ سے 165 کلومیٹر، مشہد مقدس سے 160 کلومیٹر اور افغانستان کے بارڈر ''تایباد'' سے تقریباً 40 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

سرزمینِ ایران کے پہلے سفرِ مبارک (جنوری 2000ء) میں ہم مشہد مقدس سے سڑک کے راستے افغانستان میں موجود زیارات کیلئے جب عازمِ سفر تھے تو دورانِ سفر بس تُربتِ جام کے تاریخی شہر سے گزرتے ہوئے تایباد روانہ ہوئی تھی لیکن اُس مرتبہ حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل نہ ہوا تھا لیکن اِس مرتبہ (جولائی 2011ء) کے پروگرام میں شامل تھا کہ تُربتِ جام میں حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔

شہرِ مہنہ میں حاضری کے بعد تُربتِ حیدریہ واپس آئے اور پھر یہاں سے تُربتِ جام کی طرف سفر شروع کیا۔ راستے میں سڑک پر نئی کارپیٹنگ کی وجہ سے کچھ زیادہ وقت لگا۔ شہرِ تُربتِ جام پہنچے، خوبصورت و سرسبز شہر ہے اور صفائی کا بھی اعلیٰ انتظام ہے۔

ابوالقاسم ڈرائیور کہنے لگا کہ وقت کافی گزر چکا ہے اور حاضری سے قبل کسی مقام پر رُک کر کھانا کھالیا جائے۔ چنانچہ مرکزِ شہر پہنچنے کے بعد ایک اچھے ہوٹل میں کھانا کھایا اور تازہ وضو کر کے بارگاہِ حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔

حضرت شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ

حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت ''نامق'' نامی بستی میں محرم الحرام 440ھ میں ہوئی۔ آپ کا پورا اسمِ مبارک احمد بن ابوالحسن جامی نامقی ترشیزی ہے، لیکن دنیائے تصوف میں آپ حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ یا شیخ احمد جامی کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ 22 سال کی عمر میں ایک روحانی تبدیلی آنے کے بعد کوہِ سُرخ کی وادیوں میں مجاہدات و ریاضات اور کسبِ علم و عرفان میں مشغول ہوگئے۔ 18 سال کی سخت سے سخت ریاضات، مجاہدات اور خلوتیں اختیار کرنے کے بعد جلوت میں تشریف لائے۔

جام میں اپنی خانقاہ تعمیر کی، پھر اپنے علوم و عرفان سے لوگوں کی تربیت میں مصروف ہوئے اور ایک عالم کو فیض یاب کیا۔ آپ کو شیخ الاسلام کا لقب عطا کیا گیا۔

حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سرِ فہرست درج ذیل تصانیف ہیں۔

اُنس التائبین - سراج السائرین - روضة المذنبین - مفتاح النجاة - بحار الحقیقه - رساله سمرقندیه - کنوز الحکمة

حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ ایک فاضل مصنف ہونے کے علاوہ ایک کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ ایران کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں آپ کا دیوان بہت مشہور ہوا۔ آپ کے دیوان کی ایک غزل کے درج ذیل شعر پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیارِ کاکی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان بارگاہِ ایزدی میں پیش کر دی تھی۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

حضرت احمد جام رضی اللہ عنہ کی روحانی تربیت کسی خاص سلسلے میں بیعت کے ذریعے نہیں ہوئی، بلکہ آپ نے خلوت نشینی میں خود ہی اپنا راستہ تلاش کیا، تاہم ایک روایت یہ ہے کہ آپ کو ایک بزرگ ابو طاہر کرد رضی اللہ عنہ سے توسل تھا جن کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابو سعید ابو الخیر رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے تھے اور اُنہوں نے اپنے پیر کا پیوند لگا ہوا خرقہ بھی حضرت شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔

ایک دن ایک بزرگ حضرت شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور مسائل توحید پر گفتگو کی، شیخ نے فرمایا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ تقلید ہے، بزرگ نے جواب دیا خداوند تعالیٰ کی ہستی ثابت کرنے کیلئے مجھے ہزار دلیلیں حفظ ہیں۔ اس لئے میرا شمار مقلدوں میں نہ کریں۔

حضرت شیخ نے فرمایا اگر تمہیں ایک لاکھ دلیلیں بھی یاد ہوں تو تم تقلید کے دائرہ سے نکل نہیں سکتے۔ بزرگ نے کہا کہ پھر مجھے اِس بارے میں سمجھائیں۔

حضرت نے ایک خادم کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ پانی سے بھرا ہوا ایک برتن اور مروارید

کے تین دانے لاؤ۔ خادم جب پانی سے بھرا ہوا برتن اور مروارید کے تین دانے لے کر حاضر ہوا تو حضرت شیخ احمد جام نے اُس بزرگ سے پوچھا کہ مروارید کی اصل کیا ہے؟ بزرگ نے کہا ابرِ نیساں اور بارش کے قطرے۔

اس کے بعد حضرت نے مروارید کو پانی سے بھرے ہوئے برتن میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اِس کو غور سے دیکھو، اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو، تھوڑی ہی دیر میں مروارید کے تینوں دانے پانی ہو گئے۔ حاضرین مجلس نے یک زبان ہو کر کہا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت نے اُن سے پھر مخاطب ہو کر فرمایا اب پھر ذرا غور سے دیکھو، بزرگ نے دیکھا تو مروارید کے تینوں دانے بدستور نظر آ رہے تھے۔ تیسری مرتبہ برتن کو دیکھا تو مروارید کے دانے پھر پانی ہو گئے۔ حاضرینِ محفل نے جب اس عجیب و غریب نظارے کو دیکھا تو متحیر ہو گئے اور سب نے حضرت کے کمال اور تصرف کا اعتراف کیا۔

ایک انتہائی وسیع و عریض کمپلیکس میں حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ہے۔ قبرِ مبارک پر کوئی گنبد یا چھت وغیرہ نہیں بلکہ قبرِ مبارک کو ایک قدیم اور خوبصورت سرسبز درخت کی شاخوں نے گھیر رکھا ہے۔ آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، ختم شریف پڑھا اور خواتین و حضرات میں شیرینی کا لنگر تقسیم کیا۔

حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کے مزارِ مقدس پر مقامی زائرین کے علاوہ ایران کے دور دراز علاقوں سے خواتین و حضرات کثرت سے حاضری دیتے ہیں اور اِس مزارِ مبارک پر خاصا ہجوم نظر آیا۔

حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کی اولادِ مبارک ابھی تک چلی آ رہی ہے، ایک ایسی ہی ہستی سے ہمیں ملاقات کا شرف حاصل ہوا جنہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے ہمیں تفصیل سے اِس کمپلیکس کی زیارت کروائی۔

آپ کی خانقاہِ مبارکہ اور چلہ خانوں کی زیارت کروائی اور بڑے بڑے نامور بادشاہوں کی طرف سے خانقاہ مبارک کیلئے پیش کردہ قیمتی تحائف، قلمی نسخوں اور قدیم کتب کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔

زیارت کے بعد حضرت قبلہ پیر رفاقت علی شاہ صاحب نے دُعا کروائی جس پر اِس بندۂ ناچیز کو آمین کہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وقت انتہائی تیزی سے گزر رہا تھا اور ہم نے پروگرام کے مطابق رات مشہد مبارک پہنچ کر دوسرے دن علی الصبح نیشا پور کیلئے روانہ ہونا تھا۔ اِس لئے حضرتِ شیخ احمد جام رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں الوداعی سلام پیش کیا اور باہر آ کر گاڑی میں سوار ہو کر خراسانِ رضوی کے صدر مقام مشہد مقدس روانہ ہوئے۔

بحمد اللہ! آج (11 جولائی 2011ء) کا سارا دن بزرگوں کی بارگاہوں کی حاضری میں گزرا۔ ڈرائیور بھی انتہائی شریف اور اچھا انسان تھا اور اُس نے بھی ہمارے انتہائی تعاون کیا۔

قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب فرمانے لگے کہ ڈرائیور کا نام (ابوالقاسم) بھی اچھا ہے اور وہ خود بھی بہت اچھا آدمی ہے۔ اس لئے کل بس میں سفر کرنے کی بجائے کل کے پروگرام کیلئے اس سے اگر آپ بات کرلیں تو اِس کی پرائیویٹ گاڑی میں ہی کل کا سفر طے کرلیا جائے تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ کل کے طویل پروگرام کی اُس سے بات چیت کی وہ کہنے لگا کہ آج کے بعد میں آپ سے کرایہ وغیرہ کی کوئی بات نہیں کروں گا جو مرضی چاہیں آپ مجھے دے دیں۔

بزرگوں کا تصرف کسے کہتے ہیں؟ جب وہ بلاتے ہیں تو سارا انتظام بھی خود کرتے ہیں اور رہنمائی بھی خود فرماتے ہیں۔

ابوالقاسم ڈرائیور کے ساتھ کل کا پروگرام فائنل ہوا، ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ مشہد مقدس کے خیابانِ امام رضا پہنچ گئے، سلام کا نذرانہ پیش کیا، ابوالقاسم کو طے شدہ رقم پیش کرنے لگا تو قبلہ شاہ صاحب مدظلہ العالی کی سخاوت والی رَگ پھڑکی اور فرمانے لگے کہ طے شدہ رقم کے علاوہ بھی اِسے فالتو رقم دیں، جناب کے حکم پرعمل کیا اور ہوٹل روانہ ہوئے۔

اگلے دن منگل (12 جولائی، 2011ء) نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور ڈرائیور ابوالقاسم کو فون کیا وہ کہنے لگا کہ میں ہوٹل کے باہر ہوں، ہوٹل والوں کا حساب وکتاب رات کو ہی فائنل کر دیا تھا، اس لئے سامان اُٹھا کر باہر سڑک پر آئے اور بارگاہِ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ میں سلام پیش کرنے کے بعد دُعائے سفر پڑھتے ہوئے شہر ''نیشاپور'' روانہ ہوئے۔

حصۂ تصاویر

1

زیاراتِ ایران

کی

پُرکیف ودلکش، دیدہ زیب

نادر تصاویر

کا

خزانہ

مشہد مقدس

مزارِ پُر انوار حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما

مشہد مقدس

مزارِ مبارک حضرت خواجہ مُراد رضی اللہ عنہ

مشہد مقدس

مزارِ پُر انوار حضرت خواجہ اباصلت هروی رضی اللہ عنہ

مشہد مقدس

مزارِ مبارک خواجہ ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ

تُربت حیدریہ

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت ابوالقاسم گُرکانی رضی اللہ عنہ

تُربت حیدریہ

مزارِ پُر انوار حضرت ابوالقاسم گُرکانی (المشہور بہ گُرگانی)
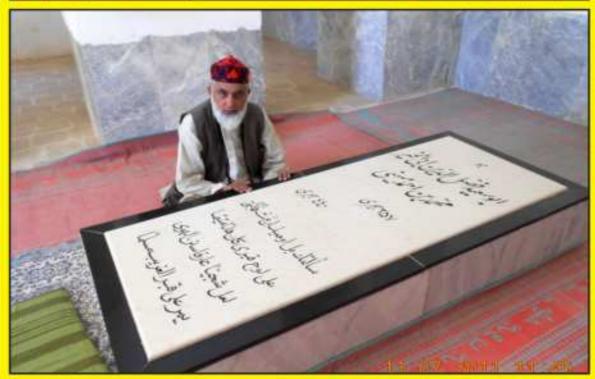
مہنہ

مزارِ پُر انوار حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ

تُربتِ جام

بارگاہِ حضرت شیخ احمد جام میں چادر کا نذرانہ

بارگاہِ شیخ فریدالدین عطار میں چادر کا نذرانہ

نیشا پور

بارگاہِ شیخ سعید بن سلام مغربی میں حاضری اور چادر کا نذرانہ

بُسطام شریف
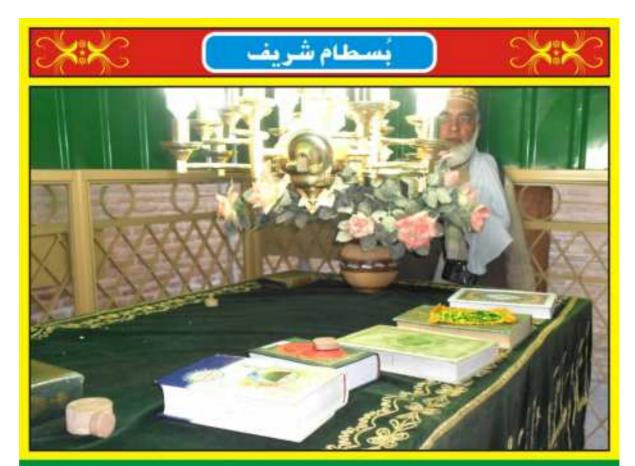
مزارِ پُر انوار حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

خرقان شریف

مزارِ پُر انوار قُطبِ وقتِ یگانہ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ

بارگاہِ سیدنا ابوالحسن خرقانی میں چادر کا نذرانہ

شہر رے

مزارِ مبارک حضرت شاہ عبدالعظیم الحسنی رضی اللہ عنہ

شہرِ رے

مزارِ پُر انوار حضرت امام زادہ طاہر رضی اللہ عنہ

صومعہ سرا

مزارِ پُر انوار والدۂ ماجدہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ

صومعه سرا

سیدۃ فاطمہ اُمّ الخیر کی بارگاہ میں پیر سید رفاقت علی شاہ چادر کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے

روستا بیاچال

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

مزارِ پُر انوار والدِ گرامی حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

روستا بیاچال

آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں چادروں کا نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے

روستا بیاچال

بارگاہِ حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

قُم شریف

بیرونی منظر مزارِ مبارک سیدۃ فاطمہ معصومہ قُم رضی اللہ عنہا

مزارِ مبارک حضرت سید احمد بن موسیٰ کاظم المعروف شاہ چراغ رضی اللہ عنہ

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت سید میر محمد بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

شیراز

مزارِ پُر انوار حضرت سید میر محمد بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

شیراز

مزارِ مبارک حضرت سید علاؤالدین بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

شیراز

مزارِ مبارک حضرت سید عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ

شیراز

مزارِ پُر انوار حضرت شیخ روز بہان بقلی رضی اللہ عنہ

شیراز

حضرت شیخ سعدی کی بارگاہ میں حاضری کا منظر

شیراز

بلبلِ شیراز حضرت حافظ شمس الدین شیرازی کا مزارِ مبارک

﴿چہل مقام﴾ اس مقام پر چالیس بزرگوں کی قبورِ مبارکہ ہیں

﴿ہفت تنان﴾ اس مقام پر سات بزرگوں کی قبور مبارکہ ہیں

نیشا پور

زیاراتِ

حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ سعید بن سلام مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشا پور میں قدمگاہ رضوی

نیشا پور شہر میں پہنچنے سے پہلے قدم گاہِ رضوی روانہ ہوئے۔ یہ بابرکت ومقدس مقام بھی نیشا پور کے اہم زیارتی مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ اِس مقدس مقام میں ایک پتھر پر حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کے نشانات ثبت ہیں۔ جن کی زیارت کیلئے یہاں پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ الحمدللہ! ہمیں بھی اِن بابرکت نشاناتِ اقدامِ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور اِن آثار کے وسیلہ سے دُعائیں کیں۔

قدم گاہ کی عمارت کے باہر ایک چشمہ موجود ہے جو چشمۂ حضرت امام علی رضا کے نام سے مشہور ہے جو آپ کی کرامت سے جاری ہوا تھا اور آج تک لوگ اِس کے بابرکت پانی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اِس بابرکت چشمہ سے پانی پیا اور دُعاؤں کے بعد باہر آکر گاڑی میں سوار ہوکر حضرت شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کیلئے رونہ ہوئے۔

فریدالدہر

حضرت شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن حلاج رضی اللہ عنہ کی روحِ پُرفتوح نے 150 سال بعد از وفات حضرت فریدالدین عطار رضی اللہ عنہ پر تجلی فرما کر اُن کی تربیت فرمائی۔ ماہِ شعبان 513ھ سلطان سنجر کے زمانہ میں آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی اور تقریباً 114 سال کی عمر میں تاتاریوں کے ہاتھوں 626ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

ایک دن آپ اپنی دکان عطاری پر تشریف فرما تھے کہ کسی درویش نے دکان پر آکر کہا **شَیْئًا لِلّٰہ** آپ رضی اللہ عنہ نے اس درویش کی طرف کوئی توجہ نہ کی جس پر اس درویش نے کہا کہ تم کیسے آدمی ہو؟ میں نہیں جانتا کہ تم کس طرح مرو گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جس طرح تم مرو گے، فقیر نے کہا کہ کیا تم میری طرح مر سکتے ہو؟ آپ نے کہا کہ ہاں، تب وہ درویش اپنا پیالہ ایک طرف رکھ کر زمین پر لیٹ گیا، ایک مرتبہ اللہ، کہہ کر فوت ہوگیا، اس حالت کو دیکھ کر آپ کے دل پر سخت چوٹ لگی اور حالت کچھ کی کچھ ہوگئی۔ عشق الٰہی نے آپ کے دل میں گھر کرلیا اور اسی وقت دکان کو راہِ حق میں لٹا دیا۔

اسی حالت میں آپ نے شیخ رکن الدین کے دستِ حق پرست پر توبہ کی اور پھر شیخ محمد الدین بغدادی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اپنے وقت کے بہت سے مشائخ کرام سے فیض حاصل کیا اور فرید الدہر بن گئے۔

حضرت فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ کو بزرگانِ دین اور مشائخ سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی، اسی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ نے مشہور زمانہ کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' تحریر فرمائی اور سات سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اس تصنیف کی شہرت اسی طرح قائم و دائم ہے اور دنیائے تصوف کا سب سے پہلا اولیاء کا تذکرہ جو فارسی زبان میں تصنیف کیا گیا۔ اِسی کتاب کے دیباچہ میں آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ قرآن پاک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے بزرگانِ دین کے کلام کو سب سے بہتر دیکھا، اس لئے اپنے آپ کو اسی میں مصروف رکھا تا کہ اگر میں ان لوگوں میں سے نہ بن سکوں تو ان کے ساتھ کچھ نہ کچھ مشابہت ہی ہو جائے گی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے (جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے وہ اسی میں سے ہوگا) ایک مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتے ہیں۔

اے زمین و آسمان خاک درت
عرش و کرسی خوشہ چیں جوہرت

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں خراجِ عقیدت اس طرح پیش کرتے ہیں۔

ہفت شہر عشق را عطار گشت
ما ہنوز اندر خمِ یک کوچہ ایم

(حضرت فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ تو عشق کی سات منازل طے کر گئے اور ہم تو ابھی صرف گلی کے ایک موڑ میں پہنچے ہیں)

عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

(حضرت عطار اگر روح ہیں تو حکیم سنائی دو آنکھیں اور ہم تو سنائی اور عطار کے بعد آئے ہیں)

حضرت فرید الدین عطار نیشاپوری رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ایک وسیع و عریض خوبصورت باغ

میں ہے اور اس مقام پر داخلے کیلئے غیر ملکیوں کیلئے کافی مہنگا ٹکٹ مقرر ہے لیکن آپ کا تصرف اور ایک سید زادے کی برکت کہ مختصر تعارف کے بعد ہمیں نہایت عزت و تکریم کے ساتھ اندر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔

قبلہ شاہ صاحب نے ذکر بالجہر کا ورد کیا اور حضرت فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ کے فارسی کلام کا نذرانہ پیش کیا، ختم شریف پڑھا اور دُعا کے بعد باہر آ کر اُس باغ میں ہی کتابوں کی ایک دُکان کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے حضرتِ شیخ کے بارے میں کچھ کتابیں خریدیں۔

حضرت فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک سے ملحق حضرت امام زادہ محمد محروق رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ہے جن کو عہدِ مامون میں شہید کر کے جسم مبارک کو جلایا گیا تھا جس وجہ سے آپ محمد محروق رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت فرید الدین عطار نیشاپوری رضی اللہ عنہ سے ملحق حکیم عمر خیام کا مقبرہ بھی معروف و مشہور ہے۔ حکیم عمر خیام کے تفصیلی حالات پوشیدہ ہیں مختصراً یہ ہے کہ آپ نے کچھ مدت حضرت امام موفق رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ میں فقہ، حدیث اور اصول کی تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے زمانے کے نہایت نامور حکیم، مھندس، نجومی، فلسفی اور شاعر ہو گزرے ہیں جس پر خاک ایران کو ہمیشہ فخر رہے گا۔

حکیم عمر خیام کی موت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ ایک دن آپ بوعلی سینا کی کتاب پڑھ رہے تھے ایک مقام پر پہنچ کر کتاب بند کر دی اٹھے وضو کر کے نماز پڑھی اور سجدہ میں کہا،

''اے خدا! جہاں تک میرے امکان میں تھا میں نے تجھ کو پہچانا، اسی وسیلے سے مجھ کو بخش دے اور یہی کہتے کہتے روح جسم سے نکل کر منزل مقصود کو پہنچ گئی''۔

حکیم عمر خیام نے اپنی زندگی میں باتوں باتوں میں کہا تھا کہ میری قبر ایسے مقام پر بنے گی جہاں سال میں دو دفعہ اس پر پھول برسیں گے۔ چنانچہ بعد میں لوگوں نے دیکھا کہ اسی طرح ہوا، اور آپ کی یہ پیشن گوئی لفظ بہ لفظ درست ثابت ہوئی۔ آپ کی قبر باغ میں ہونے کی وجہ سے پھولوں اور پتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اِن مقامات کی زیارات کے بعد مراکش کے ایک بزرگ حضرت سلام بن مغربی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

حضرت شیخ ابو عثمان مغربی رضی اللہ عنہ

آپ کا اسمِ مبارک سعید بن اسلام اور آپ مغرب کے رہنے والے تھے۔ حضرت ابو حسین دینوری کے شاگرد اور حضرت شیخ ابو علی کاتب کے مرید تھے۔

ابتداء کے تیس سال ویرانوں میں ریاضات و مجاہدات میں بسر کی، پھر حسب الحکم مکۃ المکرمہ کا رُخ کیا جہاں کئی سال تک مجاور رہے اور اِس دوران کئی مشائخ کاملین سے ملاقات کا شرف حاصل رہا۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اُس نے چاہا کہ حضرت شیخ مجھ سے کوئی سوال کریں جس کو میں پورا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم لینے کو ناپسند کرتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے وقت کو مت ضائع کرو۔ ہمیشہ گریہ و زاری وقت گزارو، تا کہ آخرت میں حسرت وندامت نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں۔

جز دردِ دوست ہر چہ بیا بی بکن رہا
وز کاروبارِ عالم یک بار شو جدا

از غیر حق گریز، دل اندر خدا ببند
وز خویشتن فنا شو، آویز در بقا

عثمانؔ مدام اشک ہمی بار زار زار
وز بیخودی خود بخدا تو آشنا

حضرت شیخ ابو عثمان مغربی رضی اللہ عنہ صاحبِ تصانیف ہونے کے علاوہ شاعری سے بھی گہرا تعلق رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں جو عاشقِ حقیقی ہے اُس پر قرار و آرام حرام ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔

ہمیشہ مردِ عاشق بی قرار است
ہمی گریان چو ابر نو بہار است

بیا در باز عثمانؔ جان بجانان
کہ جان در باختن مردانہ کار است

حضرت شیخ ابو عثمان مغربی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اُمراء کی صحبت اختیار کرتا ہے اُس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ شوق کی علامت یہ ہے کہ راحت میں موت کو درست کیا جائے۔

حضرت شیخ ابو عثمان مغربی رضی اللہ عنہ نے 130 سال عمر پائی۔ جب آپ مریض ہوئے اور طبیبوں

کو بلایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے اطباء کی مثال بعینہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں جیسی ہے۔ وفات کے بعد سماع کی خواہش کی اور اُسی میں سال 373 ہجری نیشاپور میں وصال فرمایا۔

آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا، چادر کا نذرانہ پیش کیا، کچھ دیر آپ کی بارگاہِ اقدس میں مراقب رہے۔ اجازت کے طلبگار ہوئے اور باہر آ کر گاڑی میں سوار ہو کر مین جی ٹی روڈ پر آئے۔

ابوالقاسم ڈرائیور بھی ہمارے ساتھ بس کے انتظار میں رہا اور جب تہران جانے والی ایک بس آئی تو اُس نے ہمیں اُس بس میں بٹھایا اور ڈرائیور کو تاکید کی انہیں شاہرود شہر میں اُتار دیا جائے۔

ہم نے اپنے اس ڈرائیور کا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ اِن شاء اللہ العزیز تمام زیارات سے فارغ ہونے کے بعد جب مشہد مقدس پہنچیں گے تو آپ سے ضرور رابطہ کریں گے۔ ایک مسافری دوسرا دیارِ غیر، نئے لوگ اور بالخصوص ڈرائیور حضرات کا ہمارے ساتھ یہ سلوک اور رویہ، اسے بزرگوں کا تصرف ہی کہا جاسکتا ہے۔

ایران میں پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کا بہترین انتظام ہے۔ ایرانی بسیں نہایت آرام دہ وپُر سکون ہوتی ہیں۔ بس فراٹے بھرتے ہوئے نیشا پور سے جانبِ شاہرود روانہ ہوئی تا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا جاسکے۔

بس مقررہ وقت پر شہرِ شاہرود پہنچ گئی۔ بس سے اُترے، سامان نکالا اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر ہوٹل ''نادر'' روانہ ہوئے۔ 11 سال قبل بھی جب زیاراتِ ایران کے دوسفروں میں شاہرود آئے تھے تو اِسی ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ اِس بار بھی اِس ہوٹل میں آئے اور ایک کمرہ کرائے پر حاصل کرلیا۔ سامان رکھا اور تیار ہو کر ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر بسطام شریف روانہ ہوگئے۔

بُسطام شریف

زیارتِ
حضرت شیخ بایزید بُسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

بابرکت ومقدس چھوٹا سا خوبصورت، سرسبز وشاداب شہر بسطام شریف، شاہرود سے تقریباً 8/7 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جہاں پر عارفانِ الٰہی کے سُلطان اور ہمیشہ قُربِ الٰہی میں رہنے والے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا مزارِ اقدس ہے۔

شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری رضی اللہ عنہ تذکرۃ الاولیاء میں روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم بزرگانِ بسطام میں سے تھے۔ آپ کی کرامات کا ظہور اسی وقت سے شروع ہو گیا جب آپ رضی اللہ عنہ مادرِ شکم میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ اگر میں اپنے منہ میں کوئی مشتبہ لقمہ ڈالتی تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے تھے اور جب تک میں اس لقمے کو نکال نہ دیتی آپ آرام نہ کرتے تھے۔

آپ کی والدہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا تو ایک دن سورۃ لقمان پڑھتے پڑھتے جب آپ رضی اللہ عنہ اِس آیت پر پہنچے **(ان اشکر لی ولوالدیك)** میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر کرو، تو آپ کے دل پر اس آیت کا بہت اثر ہوا۔ استاد سے درخواست کی کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیں تا کہ میں اپنی والدہ کی خدمت میں کچھ عرض کر آؤں جب گھر آئے تو والدہ نے دریافت کیا، بیٹے کیوں آئے ہو؟ عرض کیا کہ مذکورہ آیت کو پڑھ کر میرے دل پر بہت اثر ہوا، میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے آیا ہوں کہ دو جگہوں پر میں خدمت ادا نہیں کر سکتا، یا تو مجھ کو خدا سے مانگ کر ہمیشہ کیلئے اپنی خدمت میں رکھ لو، یا مجھ کو خدا کے حوالے کر دو تا کہ اسی کی خدمت میں لگا رہوں، والدہ نے جواب میں فرمایا کہ برخوردار میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی خدمت کیلئے چھوڑتی ہوں اور اپنا حق بخشتی ہوں جا اور خداوندتعالیٰ کا بن جا، اس واقعہ کے بعد آپ نے بسطام کو چھوڑ دیا اور تیس سال تک جنگلوں میں ریاضت کرتے رہے۔ تقریباً ایک سو تیرہ بزرگانِ دین کی خدمت کی اور سب سے فیض حاصل کیا۔

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کام کو میں سب کاموں سے بعد جانتا تھا وہ مقدم کام تھا یعنی والدہ کی رضامندی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات والدہ نے پانی طلب کیا میں کوزہ میں سے پانی لینے گیا مگر اس میں پانی نہیں تھا چنانچہ میں پانی لینے نہر پر چلا گیا مگر جب واپس آیا تو اس وقت تک والدہ سو چکی تھیں میں اسی طرح پانی لئے کھڑا رہا حتیٰ کہ سخت سردی کے باعث پانی جم گیا

جب والدہ بیدار ہوئیں تو انہوں نے مجھے یوں کھڑے دیکھ کر سبب دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ شاید آپ بیدار ہوں اور پانی طلب کریں اور میں موجود نہ ہوں۔ اس ڈر کی وجہ سے کھڑا رہا یہ سن کر والدہ نے پانی پیا اور میرے حق میں دُعا کی۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ کی والدہ نے آپ سے فرمایا کہ بیٹا آدھا دروازہ کھول دو یہ کہہ کر وہ سو گئیں میں اب پریشان تھا کہ کون سا دروازہ کھولوں دائیں طرف کا، یا بائیں طرف کا۔ اسی پریشانی میں کہ والدہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر بیٹھوں دروازے میں ہی کھڑے کھڑے ساری رات گزار دی۔ صبح کے وقت میں نے دیکھا کہ جس چیز کی مجھ کو خواہش تھی وہ دروازہ سے اندر داخل ہوئی۔

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا اور چند منزل کے سفر کے بعد ہی راہ سے واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بغیر حج کے واپس کیوں آئے کیونکہ آپ نے کبھی اپنے ارادے کو بدلا نہیں، فرمایا کہ راہ میں ایک زنگی کو برہنہ تلوار لئے ہوئے دیکھا جو مجھ کو کہہ رہا تھا واپس لوٹ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ ابھی سر کو تن سے جدا کر دوں گا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ خدا کو تو بسطام میں چھوڑ آیا ہے اور خود خانہ کعبہ کی طرف جا رہا ہے۔

ایک دفعہ عالم خلوت میں آپ نے "**سبحان ما اعظم شانی**" حالت بےخودی میں کہہ دیا جب آپ اپنے مریدوں میں آئے تو انہوں نے عرض کیا، یا حضرات! آپ رضی اللہ عنہ نے ایسے الفاظ کہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ تمہارا دشمن ہو، اگر دوبارہ یہ الفاظ میری زبان سے سنو تو مجھے مار مار کر میرے ٹکڑے اڑا دو اور یہ فرما کر ہر ایک کو ایک ایک چھری دے دی کچھ دنوں بعد آپ پر وہی حالت طاری ہوئی اور وہی الفاظ پھر کہے، مریدوں نے حسب الارشاد آپ کو مار ڈالنے کا قصد کیا، اندر داخل ہو گئے تو دیکھا کہ سارے مکان کے اندر آپ ہی آپ بھرے ہوئے ہیں، مریدوں نے بے تحاشا چھریاں مارنی شروع کر دیں مگر ان کو ایسا معلوم ہوتا جیسے پانی پر مار رہے ہیں کچھ وقت کے بعد آپ کی شکل چھوٹی ہو کر اپنی حالت میں آ گئی تو مریدوں نے تمام کیفیت عرض کی، سن کر آپ نے فرمایا، بایزید تو یہ ہے جس کو تم دیکھ رہے ہو، وہ بایزید نہ تھا۔

نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک مصلیٰ بھیجا آپ نے وہ مصلیٰ واپس کر

دیا اور کہلا بھیجا کہ مصلیٰ میرے کس کام کا، مجھے مسند درکار ہے وہ بھیجو تا کہ تکیہ لگا کر بیٹھوں چنانچہ حضرت ذالنون مصری رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ایک نہایت اعلیٰ مسند آپ کو بھیجی لیکن آپ نے اس کو بھی واپس کر دیا اور فرمایا کہ جس شخص کیلئے اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم تکیہ گاہ ہو اس کو کسی مخلوق کے تکیہ پر ناز نہ کرنا چاہئے اور نہ ہی اس کو اس کی ضرورت رہتی ہے۔

ایک دفعہ چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط کی شکایت کر کے دُعا فرمانے کی درخواست کی اور عرض کی کہ بارش ہونی چاہئے۔ آپ اپنا سر گھٹنوں میں لے گئے، چند لمحوں کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے مکان کے پرنالوں کو درست کرو بارش آ رہی ہے اور اسی وقت بارش برسنا شروع ہو گئی۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز کے بعد امام نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نہ تو کوئی کام کرتے ہیں اور نہ کسی سے کچھ لیتے ہیں، پھر آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟ فرمایا کہ پہلے مجھے نماز کی قضا کر لینے دو، ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جائز نہیں جو روزی دینے والے کو بھی نہیں جانتا۔

ایک مقام پر حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلدی آ جائے تا کہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے لگا کر بیٹھ جاؤں اور وہ اس لئے کہ دوزخ مجھ کو دیکھ کر پست ہو جائے اور میں خلقت کیلئے راحت کا سبب بنوں۔ حضرت حاتم اصم رضی اللہ عنہ اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ تم میں سے جو شخص قیامت کے دن اہل دوزخ کا شفیع نہ ہو، صرف وہ میرا مرید بنے کسی نے یہ بات حضرت بایزید رضی اللہ عنہ کے کانوں تک پہنچا دی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا مرید وہ ہے جو دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو جائے اور جس کو دوزخ میں لے جائیں وہ اس کو پکڑ کر جنت میں کر دے اور اس کی جگہ خود دوزخ میں چلا جائے۔

ایک دفعہ ایک مرید نے رخت سفر باندھا اور روانگی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ سے وصیت طلب کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ تین باتوں کا خیال رکھنا۔

1- اگر تجھ کو کسی بداخلاق سے واسطہ پڑے تو اس کی بدخلقی کو اپنی خوش خلقی میں تبدیل کر لینا۔

2- اگر کوئی تجھ پر احسان کرے تو اول خدا کا شکر ادا کرنا اور پھر محسن کا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے دل کو تجھ پر مہربان کیا ہے۔

3- اگر تجھ کو کوئی مصیبت پیش آ جائے تو فوراً اپنی عاجزی کا اقرار کرنا اور فریاد کرنا کہ میں اس مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

کسی نے عرض کیا کہ حضرت کوئی وصیت کریں، فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھ جب اس نے اوپر نظر اُٹھائی تو پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا، عرض کیا کہ ہاں جانتا ہوں فرمایا کہ جس نے آسمان کو پیدا کیا ہے وہ ہر جگہ تمہارے حال سے واقف ہے اس لئے بس اُس سے ڈرتے رہو۔

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ ایک مرید کو جو، بیس سال سے ایک دم کیلئے بھی آپ رضی اللہ عنہ سے جدا نہ ہوا تھا جب بلاتے تو اس سے اس کا نام دریافت فرماتے ایک دن اس مرید نے عرض کی کہ حضرت شاید آپ مذاق میں ایسا کرتے ہیں، میں بیس سال سے آپ کی خدمت میں ہوں اور آپ ہر روز میرا نام دریافت فرماتے ہیں جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام نے تمام ناموں کو میرے ذہن سے فراموش کر دیا ہے اگرچہ میں تیرا نام یاد کرتا ہوں لیکن پھر بھول جاتا ہوں اس پر لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ درجہ کس طرح حاصل کیا، فرمایا کہ بچپن میں ایک رات میں گھر سے باہر نکلا تو چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور سب لوگ محوِ خواب تھے اس وقت میں نے ایک دربار دیکھا جس کے مقابلے میں تمام جہان ذرہ کی مانند معلوم ہوتا تھا۔ دل میں ایک کیفیت سی پیدا ہوئی اور ایک عجیب حالت وارد ہو گئی میں نے کہا خداوندا کہ تیری اس قدر عالی شان درگاہ، مگر خالی، اس قدر اعلیٰ، مگر پنہاں، اسی وقت غیبی آواز آئی کہ دربار کے خالی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی اس طرف آتا نہیں اس واسطے ہم بھی نہیں چاہتے کہ اس دربار میں کوئی داخل ہو، پھر میں نے نیت کی کہ تمام خلقت کو چاہوں لیکن خیال آیا کہ مقام شفاعت تو سیدنا و مولانا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے۔ میں نے ادب کا لحاظ رکھا اسی وقت ایک آواز سنی کہ اس ادب کی وجہ سے ہم نے تمہارا نام بلند کیا کہ قیامت تک لوگ نہ بھولیں گے یعنی **سُلطان العارفین با یزید بسطامی** رضی اللہ عنہ

شاہرود سے ٹیکسی میں روانہ ہونے کے بعد چند ہی منٹوں میں ہم بارگاہِ سُلطان العارفین

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ میں حاضر ہو گئے۔ سلام کا نذرانہ پیش کیا، ختم شریف پڑھا، قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب دُعا کروا رہے تھے کہ دورانِ دُعا کسی شخص نے روٹی کے چند ٹکڑے ہمارے ہاتھوں میں رکھ دیئے۔ دُعا کے اختتام پر منتظم مزارِ مبارک کی موجودگی میں بارگاہِ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ میں چادر کا حقیر سا نذرانہ پیش کیا گیا۔ 10/11 سال قبل جب اِس مقامِ مقدس پر حاضری ہوئی تھی تو یہی شخصیت منتظمِ دربار تھے۔ ہم نے اُنہیں پہچان لیا اور اُنہوں نے بھی ہمیں پہچان لیا اور بارگاہِ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے چادروں کے دو قطعات ہمیں بطورِ نذرانہ پیش کئے، جنہیں بارگاہِ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا تبرک سمجھتے ہوئے محفوظ کر لیا اور منتظم مزار کا شکریہ ادا کیا۔

آپ کے مزارِ مبارک پر کچھ دیر مراقب رہے، اِس دوران خواتین زائرین نے اپنی بچیوں کو دم کرنے کیلئے قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب سے درخواست کی جو اِس بندہ کے درخواست پر آپ نے اُنہیں دم فرمایا۔ اِس مقامِ مقدس پر حاضری کے بعد باہر آئے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے محمد رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری دی، اِن تمام مقاماتِ مقدسہ پر جملہ احباب کا سلام پیش کرنے اور پھر انہی بزرگوں کے وسیلہ جلیلہ سے دُعائیں کرنے کے بعد مرکزی دروازے سے باہر آئے تو دروازہ پر ایک شخص کھیر کی طرح بنی ہوئی کوئی چیز تقسیم کر رہا تھا، جسے لنگر بسطامیہ سمجھتے ہوئے باہر نصب ایک فوارہ کے پہلو میں بیٹھ کر تناول کیا۔

الوداعی سلام کرتے ہوئے ایک ٹیکسی والے کے ساتھ بیٹھ کر ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے اور جب ہوٹل کے قریب اُترنے لگے تو اُس ٹیکسی والے نے کرایہ لینے سے انکار کر دیا۔ بڑی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا اور یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا کہ ''آپ مہمان ہیں''۔ قارئین کرام! آپ اِسے کیا کہیں گے؟ ایک مقام پر چائے پی، لیکن ہماری کوشش کے باوجود اُس ہوٹل والے نے چائے کے پیسے نہ لئے اور کہا کہ **''شُما مہمانِ ما است''** آپ ہمارے مہمان ہیں۔ واپس ہوٹل پہنچے اور اگلے دن کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

نمازِ فجر کی ادائیگی اور صبح کے مختصر ناشتے کے بعد ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر **''قلعۃ نوخرقان''** کی طرف روانہ ہوئے تا کہ بارگاہِ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا جائے۔

خرِقان شریف
زیارتِ
حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ

سُلطان المشائخین قطب وقت حضرت شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ''علی'' اور کنیت ابوالحسن تھی۔ اپنے زمانہ کے غوث ہو گزرے ہیں تصوف وطریقت میں آپ کو حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے نسبت تھی اور راہ سلوک میں بھی آپ کو روحانی فیض حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوا، ہر وقت آپ رضی اللہ عنہ مشاہدہ الٰہی میں رہا کرتے تھے اور درگاہِ باری تعالیٰ کے نہایت ناز پروردہ تھے۔

حضرت شیخ فریدالدین رضی اللہ عنہ عطار فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ ہر سال دھنسان میں تشریف لے جاتے کیوں کہ وہاں شہداء کے مزار تھے جب خرقان پہنچتے تو کھڑے ہو کر سانس بھرتے مریدوں نے عرض کیا حضرت! کیا ماجرا ہے تو فرمایا کہ میں اس جگہ میں ایک بندہ خدا کی خوشبو پاتا ہوں جو تین درجہ مجھ سے آگے ہیں۔

ابتداء میں حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ بارہ سال تک ہر روز خرقان میں عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کی زیارت کو تشریف لے جاتے وہاں پہنچ کر فرماتے کہ خداوندا! اس نعمت میں سے جو، تو نے بایزید رضی اللہ عنہ کو بخشی ہے ابوالحسن کو بھی حصہ عطا فرما اور پھر وہاں سے لوٹ آتے اور صبح کی نماز خرقان میں جماعت کے ساتھ ادا فرماتے۔ واپسی کے وقت پچھلے قدموں پر آتے تاکہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کی طرف پشت نہ ہو۔ بارہ سال کے بعد حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے آواز آئی کہ ابوالحسن تمہارے بیٹھنے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں امی ہوں اور رموز شریعت زیادہ نہیں جانتا جواب ملا کہ ابوالحسن! جو کچھ مُجھے ملا ہے وہ تمہاری برکت سے عطا ہوا ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ کیسے جبکہ آپ مجھ سے ایک طویل عرصہ پہلے ہوئے ہیں جواب ملا کہ مجھ کو خرقان میں ایک نور نظر آیا کرتا تھا جو آسمان تک پہنچتا تھا میں تیس سال تک ایک حاجت لے کر درگاہِ الٰہی میں کھڑا رہا، آخر آواز آئی کہ اس نور کو شفیع لاؤ تاکہ تمہاری حاجت پوری کی جائے۔

ایک دفعہ آپ کا ایک باغ سیلاب میں بہہ گیا لیکن جب دریا کا سیلاب کم ہوا تو وہ سب چاندی ہی چاندی کا بنا ہوا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ کی، دوسرے سال پھر ایسا ہی ہوا اور اس مرتبہ سیلاب

کے بعد سب کچھ سونا ہی سونا نظر آیا، آپ رضی اللہ عنہ نے پرواہ نہ کی تیسرے سال پھر ایسا ہی ہوا مگر اس مرتبہ لعل و جواہر پائے گئے آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا کہ خداوندا! ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہ ہوگا۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ سفر کو چلے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم سفر پر جاتے ہیں کوئی ایسی دُعا بتائیں کہ محفوظ رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی بھی پریشانی کی صورت میں ابوالحسن کا نام لے لینا مگر ان لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چلے گئے راستے میں ڈاکوؤں سے واسطہ پڑ گیا سب لوگ خدا کا نام لینے اور بچاؤ کی دُعا مانگنے لگے صرف ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جونہی اس شخص نے آپ کا نام لیا وہ، اس کا سامان چوروں کی نگاہ سے چھپ گیا دوسرے لوگ لوٹے گئے، چوروں کے چلے جانے کے بعد ان لوگوں نے افسوس کیا کہ ہم نے ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کا نام کیوں نہ لیا۔ سفر سے واپس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر وجہ پوچھی کہ باوجود اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے، ہمیں اس مصیبت سے نجات کیوں نہ ملی اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام لینے والا محفوظ رہا فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کو مجاز پکارتے ہو مگر ابوالحسن کو حقیقی طور پر یاد کیا گیا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کوئی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہے تو میری آنکھیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہیں، جس حدیث مبارکہ پر آپ ابرو کھینچ لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کبھی سماع نہ سنا کرتے تھے ایک دفعہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ابوسعید نے کہا اگر اجازت ہو تو کچھ پڑھیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگرچہ میں سماع نہیں سنتا لیکن تمہاری مرضی۔ غرض قوال نے ایک شعر پڑھا شیخ ابوسعید نے کہا کہ اُٹھنے کا وقت ہے آپ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوئے، تین بار آستین کو ہلایا اور زمین پر پاؤں مارا تو اسی وقت تمام در و دیوار اور مکان رقص میں آ گئے۔ شیخ ابوسعید نے کہ بس کیجئے ورنہ تمام بنیاد خراب ہو جائے گی اور آسمان و زمین آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رقص کرنے لگیں گے جس پر شیخ نے فرمایا کہ سماع اس کیلئے درست ہے جو اوپر کی طرف عرش تک اور نیچے تحت الثریٰ تک جگہ کشادہ دیکھے۔

حضرت سُلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت شیخ کی زیارت کیلئے خرقان پہنچے شہر کے

باہر سے ہی شیخ کی طرف پیغام بھیجا کہ سُلطان غزنی یہاں تک پہنچ گیا ہے آپ گھر سے نکل کر اس کا استقبال کریں اور اگر آپ انکار کریں تو اطیعو اللہ و اطیعوالرسول واولی الامر منکم پڑھنا چنانچہ پیغام رساں نے ایسا ہی کیا مگر آپ نے پھر بھی انکار کیا اور کہا اطیعوا اللہ میں ہی اس قدر مشغول ہوں کہ اطیعوا الرسول تک نہیں پہنچ سکتا اور اولی الامر کا کیا ذکر، یہ بات سن کر حضرت سُلطان غزنوی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ شخص ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں جن کا ہم گمان کرتے ہیں پھر اپنا لباس اور سواری ایاز کو دے دی اور ایاز کا لباس خود پہن کر حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام کیا شیخ نے جواب دیا مگر تعظیم کو کھڑے نہ ہوئے فرمایا یہ سب تمہارا حال ہے اور میں اس میں پھنس نہیں سکتا پھر محمود غزنوی کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور باقی سب کو باہر بھیج دیا۔ سُلطان نے عرض کی کہ مجھ کو نصیحت فرمائیں فرمایا کہ چار باتوں کا خیال رکھو۔

1- ممنوعات سے پرہیز
2- جماعت کے ساتھ ادائیگی نماز
3- شیوہ سخاوت
4- خلق خدا پر شفقت

محمود غزنوی نے کہا کہ مجھے کوئی اپنی یادگار عنایت فرمائیں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک پیراہن دے دیا اور یہ وہی پیراہن تھا کہ جس کے طفیل سُلطان محمود غزنوی رضی اللہ عنہ کو سومنات کے میدان میں فتح ونصرت عطا ہوئی۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ اپنے مریدین کے ہمراہ آپ کے ہاں مہمان ہوئے تو اس وقت گھر میں چند روٹیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا لیکن آپ نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ ان روٹیوں پر ایک چادر ڈھانپ دو اور بوقت ضرورت مہمانوں کے سامنے نکال نکال کر رکھتی جاؤ چنانچہ اس عمل سے تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا۔

پھر حضرت ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نے رخصت ہوتے وقت احترام کے طور پر آپ کی چوکھٹ کو بوسہ دیا جس کا یہ مطلب تھا کہ میں آپ کا ہم پلہ نہیں ہوں اور آستان بوسی کو اپنے لئے فخر تصور کرتا ہوں، پھر حضرت ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ آپ کی چوکھٹ کے پتھر کو اُٹھا کر احترام کے طور پر محراب میں نصب کر دیں لیکن پتھر نصب کرنے کے بعد صبح کو دیکھا گیا تو وہ پھر اپنی جگہ پہنچ چکا تھا اور مسلسل

تین دن تک ایسا ہی ہوتا رہا کہ رات کو پتھر محراب میں نصب کر دیا جاتا اور صبح کو پھر آپ کی چوکھٹ پر نصب ہو جاتا۔ لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ اب اس کو یہیں رہنے دو اور ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے احترام کی نیت سے آپ نے خانقاہ کے اس دروازے کو بند کر کے آمد و رفت کیلئے دوسرا دروازہ کھول دیا۔

ایک دن آپ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آج میں نے تمہیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا۔ کیونکہ عرصہ دراز سے میں یہ دُعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسا فرزند عطا فرمادے جو میرا ہم راز بن سکے اور اب میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تم جیسا شخص عطا کر دیا۔

حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "**من خشتِ خام بودم، چون به خرقان رسیدم، گوهر باز گشتم**" میں ناپختہ اینٹ تھا جب خرقان پہنچا تو گوہر بن کر واپس آیا۔

حضرت امام ابو القاسم عبدالکریم ہوازن القشیری رضی اللہ عنہ اپنے مشہورِ زمانہ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں "جب میں ملکِ خراسان پہنچا تو اس پیر کی ہیبت سے میری فصاحت و بلاغت نے جواب دے دیا اور زبان بند ہو گئی۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید مجھے ولایت سے معزول کر دیا گیا ہے"۔

ابتداء میں امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے درمیان رنجش تھی۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا خیال تھا کہ میرا علم و دانش شیخ ابو سعید سے زیادہ ہے، پھر ان کا درجہ و رتبہ مجھ سے بلند کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک عرصہ تک یہ خیال امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں رہا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ کی زیارت کا عزم کیا۔ پہلے وہ خرقان میں ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تین ماہ تک یہیں مقیم رہے۔ ایک روز خرقانی رضی اللہ عنہ نے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: "واپس چلے جاؤ اور شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کو راضی کر لو۔ اس کے بعد تمہارا خانہ کعبہ کو جانا صحیح ہوگا"۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ خرقانی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بعد سفر حجاز مقدس کو منسوخ کر دیا اور جب وہ نیشا پور میں واپس پہنچے تو لوگوں نے سفر حج پر نہ جانے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "شیخ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ نے میری کمر سے ستر زناریں توڑ ڈالیں ہیں جن میں سب سے کم درجے کی زنار میری شیخ ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ سے عداوت تھی"۔ (جواب ختم ہو گئی ہے)۔

حضرت خواجہ عبداللہ انصاری هروی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیث، علم اور شریعت میں میرے بہت سے مشائخ ہیں، لیکن تصوف و حقیقت میں میرے مرشد حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر

میں اُن کی زیارت نہ کرتا تو حقیقت کو میں نہ پا سکتا تھا۔

اولاد امجاد

آپ کے چند صاحبزادے تھے جن میں سے دو کے اسمائے گرامی حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت احمد رضی اللہ عنہ ہیں۔

وفات مبارک

10 محرم 425ھ بمطابق 5 دسمبر 1033ء کو آپ کا وصال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک 73 برس تھی اور آپ نے خرقان میں اپنی خانقاہ میں آخری آرام گاہ پائی۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالی قیامت میں فرمائے گا۔ کہ ابوالحسن میرے پاس سے جو کچھ چاہو مانگو۔ میں کہوں گا کہ خداوند تو اعلم ہے۔ پھر کہے گا۔ کہ ہم نے تمہاری ہمت تم کو دے دی۔ پس جو چاہو مانگو۔ میں کہوں گا۔ کہ الٰہی ان لوگوں کو جو میرے وقت میں تھے اور میرے بعد قیامت تک میری زیارت کو آئے۔ یا انہوں نے میرا نام سن لیا۔ میں ان لوگوں کو چاہتا ہوں۔ حق تعالی فرمائے گا۔ کہ تم نے دُنیا میں وہ کیا۔ اس لئے اب ہم بھی وہی کرینگے، پس حق تعالی میری خواہش کے مطابق سب کو میرے سامنے کریگا اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ آگے جاؤ۔ مگر میں عرض کروں گا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آپ کے تابع فرمان تھا۔ اب بھی تابع فرمان ہوں۔ آپ کے درجے کی انتہا کسی نے نہیں دیکھی۔ پھر نورانی فرش بچھا دیا جائیگا جس پر وہ سب لوگ جن کو میں نے چاہا، بیٹھیں گے۔ سبحان اللہ

حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے میرے حوض کا پانی پیا، یا میری زیارت زندگی میں کی، یا بعد زندگی کے کی، یا جس نے میری باتیں سُنیں اُس کا ادنی درجہ یہ ہے کہ قیامت میں اس سے حساب و کتاب نہیں لیا جائیگا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی مسجد اور دوسری مسجدوں میں کیا فرق ہے؟ فرمایا بروئے شریعت سب یکساں ہیں۔ مگر بروئے معرفت اس مسجد کی حالت بہت طول ہے۔ دیکھتا ہوں کہ دوسری مسجدوں میں سے ایک نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا ہے۔ مگر اس مسجد پر ایک نور کا قبہ بنا ہوا ہے۔ آسمان

سے نورالٰہی اس طرف آتا ہے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

یک روز خدا به من ندا کرد که "هر آن بنده که به مسجد تو در آید گوشت و پوست وی بر آتش حرام گردد"

ایک روز خداوند تعالیٰ کی طرف سے ندا سنی، کہ "جو شخص تمہاری مسجد میں آئے گا اُس کے گوشت و پوست پر دوزخ کی آگ حرام کردی جائے گی"۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میری خانقاہ میں مسافروں کو موت مت نصیب فرما، کیونکہ ابوالحسن مسافر کی موت کا غم برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا کہ کل ندا دی جائے کہ ابوالحسن کی خانقاہ میں ایک آدمی فوت ہوا تھا۔

آپ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو کہنے لگے۔ کاش میرا یہ خونِ دل لوگوں کو چیر کر دکھا دیا جاتا، تاکہ وہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُت پرستی ٹھیک نہیں ہے رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ میری قبر میں گز نیچے کھودنا، تاکہ حضرت بایزید رضی اللہ عنہ کی قبر سے اونچی نہ ہو، اور بے ادبی میں شمار نہ ہو۔

بعض لوگوں نے شیخ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ میرا، اعمال نامہ میرے ہاتھ میں دیدیا میں نے کہا کہ خداوندا مجھ کو اعمال نامہ میں مشغول کرتا ہے۔ حالانکہ عمل سے پیشتر تو جانتا ہے کہ میں کیا کروں گا۔ میرا نامہ اعمال کرام کاتبین کو دیدے۔ وہ پڑھیں اور مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں تیرے ساتھ عیش کروں۔

شاہرود شہر سے خرقان شریف تقریباً 27 / 28 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور اِس مقام پر آنے جانے کیلئے آسانی سے ٹیکسی مل جاتی ہے۔ تقریباً 40 منٹ میں ہم بارگاہِ سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ میں پہنچ گئے۔ حاضری کا شرف حاصل کیا، ختم شریف پڑھا، شیرینی کا لنگر تقسیم کیا اور احاطۂ مزارِ مبارک سے باہر آ کر منتظم مزار کا معلوم کیا کہ وہ کون ہیں؟ اور اِس وقت کہاں پر ہیں؟ 11 سال قبل جس منتظم مزار سے ہماری یاد اللہ تھی اُن کا نام تقی احمد خان تھا، معلوم ہوا کہ اُس منتظم کے بعد کئی اشخاص تبدیل ہو چکے ہیں اور اِس وقت منتظمِ مزار اور لائبریری انچارج کا نام میثم رفائیان ہے۔ اُن سے ملاقات کا شرف حاصل کیا

جنہوں نے بہت اچھے طریقے سے ہمیں خوش آمدید کہا، ہمارے پاس حضرت کی بارگاہ میں پیش کرنے کیلئے چند چادریں تھیں، اُن سے درخواست کی کہ وہ اجازت فرمانے کے ساتھ ہمارے ساتھ خود تشریف لائیں تاکہ اُن کے ہمراہ ان چادروں کا نذرانہ بارگاہِ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ میں پیش کیا جائے۔

چادریں پیش کرنے کے بعد قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے نہایت پرسوز اور رقت بھرے انداز میں دُعا کروائی جس میں کئی دوسرے زائرین بھی شامل تھے۔ چادر پوشی کے بعد منتظمِ مزار کے ہمراہ حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی کی لائبریری کی طرف روانہ ہوئے، اس بندۂ ناچیز نے دُرود و سلام کی مختلف کتابیں لائبریری کیلئے تحفہ پیش کیں پھر قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے دربارِ عالیہ منگانی شریف کی نمائندگی کرتے ہوئے مجلّہ آئینۂ کرم کے رسالوں کا ایک سیٹ لائبریری کیلئے پیش کیا۔ لائبریرین نے ان تمام چیزوں کی رسیدیں پیش کیں جو بطورِ خیر و برکت اور درگاہِ ابوالحسن خرقانی سے نسبت کے طور پر ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی، اُس کے بعد پھل، چائے اور مٹھائیاں درگاہ شریف کی طرف سے پیش کی گئیں۔ منتظمِ مزار کے ہمراہ اس لنگرِ خرقانیہ سے مستفید ہوئے، منتظم مزار نے دربار شریف کی طرف سے چادروں کے دو قطعات پیش کئے جسے ہم نے شکریے کے ساتھ قبول کیا۔

لائبریری میں موجود کتابوں کی زیارت کے بعد منتظمِ مزار نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے خانقاہِ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کا تعارف کروایا، چشمۂ حضرت سے ٹھنڈا اور میٹھا ذائقہ دار پانی نوشِ جان کیا۔ اس مقام پر کچھ نئی تعمیرات ہو رہی ہیں، منتظمِ مزار نے بتایا کہ یہاں مہمانوں کیلئے کمروں کے سیٹ تعمیر ہو رہے ہیں اور آئندہ آپ جب بھی آئیں تو ہوٹلوں میں ٹھہرنے کی بجائے سیدھا یہاں تشریف لائیں اور حضرت کے قرب میں ٹھہرنے کی سعادت حاصل کریں۔

بارگاہِ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ سے اب الوداعی لمحات قریب تھے، دل تو قطعاً نہیں چاہ رہا تھا لیکن ایک پروگرام کے مطابق عمل کرنا تھا، اس لئے دوبارہ بارگاہِ ابوالحسن خرقانی میں حاضر ہوئے، آپ کی مسجد میں نوافل ادا کئے، مزار شریف کے قریب کچھ دیر مراقب رہے اور نمناک آنکھوں سے اجازت کے طلبگار ہوئے۔ منتظم مزار ہمارے ساتھ رہے اور خانقاہ کے مرکزی دروازے تک ہمیں الوداع کہنے کیلئے خود تشریف لائے اور دوبارہ آنے کی دعوت بھی پیش کی۔ ہم نے اُن سے دُعا کی التماس کی کہ آپ دُعا

فرمائیں کہ ہم پھر اس مقدس مقام پر حاضری کیلئے آئیں اور ہماری یہ حاضریاں ہماری بخشش و مغفرت کا سبب بن جائیں۔

آخری بار حضرت کی خانقاہِ مبارکہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور الوداع کہتے ہوئے ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر نادر ہوٹل پہنچے، سامان اُٹھایا اور اسی ٹیکسی ڈرائیور کے ہمراہ شاہرود کے بس ٹرمینل پہنچ گئے تاکہ ایران کے دارالحکومت تہران کی طرف سفر شروع کریں۔

''ایران پیما'' کی بس سروس کے ٹکٹ خریدے، بس اپنے مقررہ وقت پر تہران کیلئے روانہ ہوئی، آرام دہ، پُر سکون اور ایئر کنڈیشن بس تھی، بس کے روانہ ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد تمام مسافروں کی ٹھنڈے مشروبات، چاکلیٹس، چائے اور کافی سے تواضع کی گئی۔ بس تقریباً 5½ بجے تہران میں داخل ہوگئی لیکن دارالحکومت تہران کا مشہور رش آڑے آیا اور بس نے ٹرمینل تک کا مختصر فاصلہ تقریباً آدھا گھنٹہ میں طے کیا۔ بس ٹرمینل پہنچنے کے بعد ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر 10 سال قبل تہران کے جس مہمان خانہ میں ٹھہرے تھے اُسی کی جانب روانہ ہوئے، اِس مہمان خانہ میں کمرہ حاصل کیا، چائے نوش کی اور مرکزی بازار میں آ کر کھانا کھایا۔

تہران آمد کا مقصد صرف شہرِ ''رے'' میں زیارات کا شرف حاصل کرنا اور جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا سے ملاقات تھا۔ اِس سارے سفر کے دوران جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا صاحب سے ٹیلیفونک رابطہ رہا۔ اُن کو تہران میں اپنی آمد کا بتایا جس پر اُنہوں نے صبح 9 بجے ملاقات کیلئے اپنے دفتر بلوایا۔ نمازِ عشاء ادا کی اور اُس کے بعد آرام کیا۔

جمعرات (14 جولائی 2011ء) نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا، ڈاکٹر تسبیحی صاحب کے گھر فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ دفتر جا چکے ہیں اور ہمارے منتظر ہیں۔ تیار ہو کر ہوٹل سے باہر آئے اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کے دفتر **''دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی''** روانہ ہوئے۔ استقبالیہ پر پہنچ کر اپنی آمد کا بتایا تو انتظامیہ نے ڈاکٹر صاحب کو فون پر اطلاع دی جو تھوڑی ہی دیر میں خوش آمدید کہنے کیلئے نیچے تشریف لے آئے۔

ملاقات کا شرف حاصل کیا، قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب سے ڈاکٹر صاحب سے ٹیلیفونک

رابطہ تو تھا لیکن ملاقات پہلی بار ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب ہمیں اپنے دفتر لے گئے، وہاں پر موجود اپنے دوسرے احباب سے ہمارا بھرپور تعارف کروایا۔ ہمارے پاس ڈاکٹر صاحب اور مدیر دائرۃ المعارف بزرگِ اسلامی کیلئے کچھ کتابیں اور آئینہ کرم کے کچھ شماروں کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کیلئے کچھ ذاتی تحائف تھے جو ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کئے گئے۔

ایران کے تمام سرکاری اداروں میں جمعرات اور جمعۃ المبارک کو ہفتہ وار تعطیل ہوتی ہے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کو رات فون کر دیا تھا اس لئے وہ دفتر میں اپنے کچھ احباب کے ہمراہ موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے فوراً ٹھنڈے و گرم مشروبات اور ایرانی کھجوروں سے ہماری خوب تواضع کی۔ گفتگو کا آغاز ہوا، سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ آپ تہران کے کس ہوٹل میں ٹھہرے ہیں؟ میں نے ہوٹل کا نام بتایا تو کہنے لگے کہ ہمارے اس ادارے کے ڈائریکٹر آپ کی آمد سے مطلع ہیں، اور غائبانہ آپ کا بہت اچھا تعارف بھی ہے۔ ڈائریکٹر صاحب نے مجھے کل بتایا تھا کہ یہ مہمان جب تہران پہنچیں گے تو ہمارے ادارے کے سرکاری طور پر مہمان ہوں گے اور اُن کے ہوٹل کے تمام اخراجات بھی یہ ادارہ برداشت کرے گا۔ سوائے شکریے کے ہم اور کیا کر سکتے تھے؟ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا اور ڈائریکٹر صاحب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا، ڈاکٹر صاحب اور اُن کے عملہ کے ہمراہ یادگاری تصاویر بنائیں اور وقت کی کمی کے باعث ڈاکٹر صاحب سے اجازت کے طلبگار ہوئے، الوداعی کلمات کے بعد باہر آ کر ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر **"قیطریہ میٹرو سٹیشن"** کی جانب روانہ ہوئے تاکہ تیز ترین ریل سروس جو تہران شہر کے نیچے چل رہی ہے، اُس میں سوار ہو کر شہرِ "رے" زیارات کیلئے جائیں۔

ہمارے سابقہ دونوں سفرِ زیارات کے دوران تہران شہر میں میٹرو سروس نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ لیکن اس بار یہ تیز ترین ریل سروس دیکھ کر ایرانیوں کو شاباش دیئے بغیر نہ رہ سکے کہ انہوں نے چند ہی سالوں میں تہران شہر کے نیچے دنیا کا جدید ترین ریلوے نظام متعارف کروا دیا اور جس کو مزید آگے بڑھایا جا رہا ہے، کرایہ بھی اتنا مناسب کہ اُس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ تہران کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اور پھر شہرِ رے تک کا کرایہ صرف 17 روپے پاکستانی بنتا ہے۔ میٹرو ٹرین سے شہرِ رے کے اسٹیشن پہنچے اور وہاں سے ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر حرمِ شاہ عبدالعظیم الحسنی رضی اللہ عنہ پہنچے۔

شہرِ رے

زیاراتِ

حضرت شاہ عبد العظیم الحسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حمزہ بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام زادہ طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہرِ رے

شہر ''رے''، جس کی حکومت کے لالچ اور یزید کے کہنے پر، ابن سعد نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔ اب نہ وہ ابنِ سعد رہا اور نہ ہی وہ شہرِ ''رے'' رہا لیکن نام اگر باقی ہے تو صرف شہیدِ کربلا حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ کا۔

مشہور مفسر امام فخر الدین رازی اور امام ابن جریر طبری کا تعلق بھی رے سے بتایا جاتا ہے لیکن اب اُس زمانے کا رے نہیں رہا، اب تو یہ چھوٹا سا شہر تہران کی آبادی سے 13/15 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور حضرت شاہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

حضرت شاہ عبد العظیم الحسنی رضی اللہ عنہ

حضرت شاہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب چار واسطوں سے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ **عبد العظیم بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن حسن مجتبیٰ**

آپ کی ولادتِ باسعادت 173 ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی کنیت مبارکہ ''ابو القاسم'' اور آپ ''سید الکریم'' سے مشہور و معروف ہوئے۔ 252 ھ میں شہر ''رے'' میں وصال فرمایا۔ **روایت است کہ زیارتِ اُو ثوابِ زیارتِ امام حسین در کربلا است** ایک روایت کے مطابق جس کو صاحبِ بحار الانوار نے ذکر کیا ہے، کے مطابق حضرت شاہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ کی زیارتِ مبارکہ کا ثواب کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کے برابر ہے۔

حضرت شاہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ خاندانِ نبوت کی وہ عظیم ہستی تھیں جو علوم و تقویٰ اور پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا تھا۔

حضرت شاہ عبد العظیم رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک نہایت خوبصورت اور عالیشان انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس بابرکت و مقدس مقام پر ہمہ وقت زائرین کا ہجوم ہوتا ہے اور اکثر زائرین تہران میں ٹھہرنے کی بجائے اِس مقام پر ٹھہرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اِس بابرکت مقام پر حاضری کی سعادت حاصل کی، نوافل ادا کیے، ختم شریف پڑھا، قبلہ شاہ صاحب نے دُعا کرائی اور پھر حضرت امام زادہ حمزہ بن موسیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

حمزہ بن موسیٰ رضی اللہ عنہما

حضرت حمزہ بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما کا مزارِ پُرانوار حرم مطہر حضرت شاہ عبدالعظیم رضی اللہ عنہ کے بالکل قریب ہے۔آپ جس زمانے میں رے میں خلوت نشین تھے، دِن کو روزہ رکھتے، رات کو نماز پڑھتے اور جب گھر سے باہر آتے تو اِس قبرِ مبارک کی زیارت کرتے اور اپنے قریبی رازدانوں سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کی قبرِ مبارک ہے۔

بحارالانوار میں ہے کہ حضرت حمزہ بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک وہی ہے جس کی زیارت حضرت شاہ عبدالعظیم رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔

اِس مقدس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، احباب کے سلام پیش ہوئے اور سب کیلئے دُعائیں کی گئیں۔

حضرت امام زادہ طاہر رضی اللہ عنہ

حضرت شاہ عبدالعظیم رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کے شمال مشرق میں حضرت امام زادہ طاہر رضی اللہ عنہ کا خوبصورت اور پُر انوار مزارِ مبارک ہے۔آپ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولادِ مبارکہ سے ہیں۔آپ کی قبرِ مبارک نامعلوم اور گمنام تھی۔ جب قبرستان کی تعمیر شروع ہوئی تو آپ کا بدن مبارک صحیح اور سالم نظر آیا اور لوحِ مزار سے بھی اِس کی تصدیق ہوگئی۔

ظل السلطان قاچار که نابینا شده بود به آن حضرت متوسل شد و دو چشمش شفا پیدا کرد.

قاچاری سُلطان جو نابینا تھے آپ کے توسل سے اُس کو بینائی حاصل ہوئی۔

ان تمام زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کے بعد حرم شاہ عبدالعظیم رضی اللہ عنہ سے باہر آئے اور حرم مطہر کے زیرِ سایہ ایک ہوٹل میں لنگر تناول کیا، سڑک پر آ کر ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر میٹرو اسٹیشن پہنچے اور ہوٹل کے قریب ترین اسٹیشن پر اترنے کے بعد پیدل چلتے ہوئے ہوٹل پہنچے، استقبالیہ پر موجود شخص نے بتایا کہ دائرۃ المعارف کی طرف سے آپ کے بلوں کی ادائیگی ہوگئی ہے، بازار کا ایک چکر لگایا، ایک مقام سے کھانا کھایا، نمازِ عشاء ادا کی اور اگلے دن کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

گیلانِ مُعلّٰی

زیاراتِ

سیدۃ فاطمۃ ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ
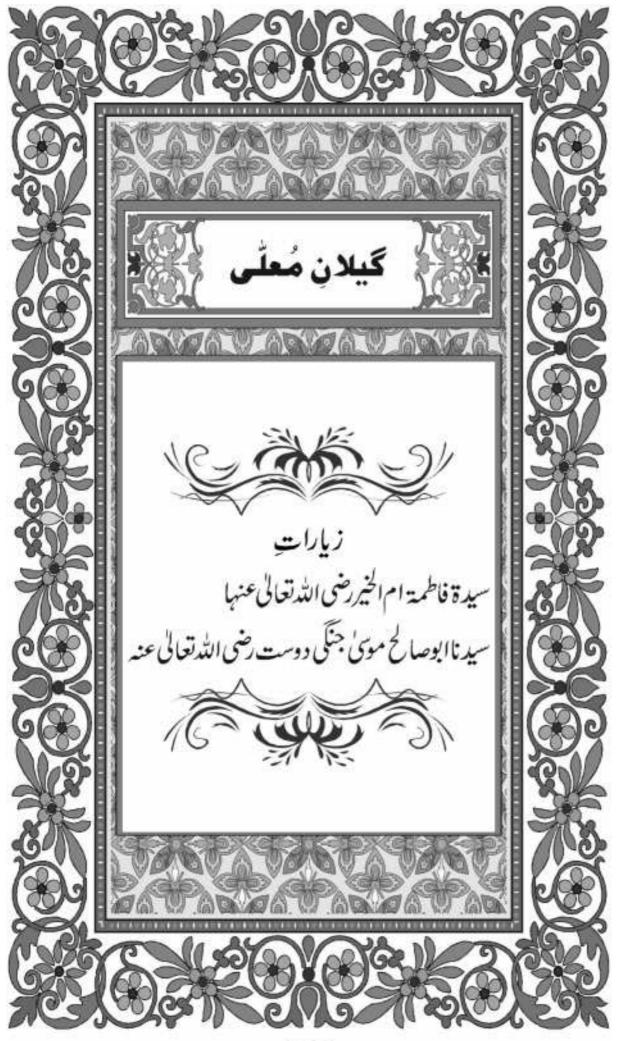
سوئے گیلان میروم

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد شریف اور گیلان معلی کا حاجی ہوں، سرکارِ غوث پاک کے شوقِ محبت میں کبھی سوئے بغداد اور کبھی گیلان معلیٰ کی طرف جاتا ہوں۔

حاجی بُغداد و گیلانم ز شوقِ حضرتش
گہ سوئے بغداد گاھے سوئے گیلان میروم

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور سرکارِ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تصرفِ خصوصی سے دو (2) بار بغداد شریف اور دو (2) بار گیلانِ معلیٰ کا حاجی بن چکا ہوں اور بحمد اللہ! اب تیسری بار بروز جمعۃ المبارک 14 شعبان المعظم 1432 ہجری (15 جولائی 2011ء) ایک کاظمی سید زادے جناب پیر سید رفاقت علی شاہ مدظلہ العالی کی قیادت میں گیلانِ معلیٰ (جو حضور شہنشاہِ بغداد رضی اللہ عنہ اور آپ کے اجداد کا مسکن ہے) کی طرف روانہ ہیں۔

ایران میں شبِ برأت کی تقریبات بہت زور وشور سے منائی جاتی ہیں جو کئی دن تک جاری رہتی ہیں۔ اس دن کی خصوصیت کے حوالے سے ہر سطح پر ٹھنڈے وگرم مشروبات اور مٹھائیاں ہر خاص وعام میں تقسیم کی جاتی ہیں اور اِس دن سرکاری تعطیل بھی ہوتی ہے۔

تہران میں ہوٹل چھوڑنے کے بعد ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر ٹرمینل ''آزادی'' روانہ ہوئے، جب ہم بس ٹرمینل کے مرکزی دروازے پر پہنچے تو ایک بس گیلانِ معلیٰ کے صدر مقام ''رشت'' جانے کیلئے تیار کھڑی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید ہمارا ہی انتظار ہو رہا ہے۔ سامان رکھا، بس میں سوار ہوئے اور بس گیلانِ معلیٰ کی طرف روانہ ہوگئی۔

صوبہ گیلان کا صدر مقام ''رشت'' دارالحکومت تہران سے تقریباً 325 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور بس میں تقریباً 4 گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ 2 گھنٹے کی مسافت کے بعد بس ایک مقام پر دوپہر کے کھانے اور نماز کیلئے رُکی۔ اُس کے بعد مزید 2 گھنٹے سفر کرنے کے بعد صوبہ گیلان کے صدر مقام رشت کے بس ٹرمینل پر پہنچ گئی۔ یہاں سے ہم ایک دوسری بس میں سوار ہو کر ''صومعہ سرا'' روانہ ہوئے۔ ایک گھنٹہ کے بعد ہم صومعہ سرا پہنچ گئے۔ خیابانِ جعفری کے قریب بس نے ہمیں اُتارا اور وہاں پر ایک ٹیکسی

والا کھڑا تھا، اُس سے بات کی اور ٹیکسی میں سوار ہو کر حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی والدۂ ماجدہ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کی بارگاہِ مقدسہ میں تقریباً 11 سال بعد یہ تیسری مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ پچھلی دو حاضریوں میں اِس بارگاہِ مقدسہ کی متولیہ ایک خاتون تھیں جن کا اِسم گرامی ''**حاجیہ خانم نجمه بهاری نژاد صومعه سرای**'' تھا۔ دونوں مرتبہ اس عظیم خاتون نے ہماری رہنمائی کے علاوہ بہت خدمت کی تھی اور ہمیں آپ کی بارگاہ سے چادروں کے نذرانے بھی عطا کئے تھے۔

احاطہ مزار میں داخل ہوئے اور متولیہ صاحبہ کا پتہ کیا، تو معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ قبل اُن کا وصال ہو گیا ہے اور اب اُن کی جگہ اُن کی صاحبزادی ''**خانم اُمیدوار اقدس**'' متولیہ ہیں۔ وہ فوراً باہر تشریف لے آئیں، ہمیں خوش آمدید کہا، ہم نے مختصر تعارف اور اُن کی والدہ ماجدہ کے متعلق اپنی ملاقاتوں کا تذکرہ کیا تو وہ بہت خوش ہوئیں۔

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی والدۂ ماجدہ سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا کا خصوصی تصرف اور قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کی دِلی تمنا کہ متولیہ صاحبہ نے ہمیں دو دِن اور دو راتیں مزارِ مبارک میں ہی قیام کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا المشہور بہ سیدۃ نساء رضی اللہ عنہا

حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہ، کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار تھا۔ آپ کی ذات سراپا خیر و برکت تھی۔ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد شریف روانہ ہوگئے (اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی عمر 78 برس تھی) لیکن آپ گیلان میں ہی رہیں اور یہیں وصال فرمایا۔

سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا کے والد ماجد اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نانا جان حضرت سید عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہ کا شمار جیلان کے مشائخ اور زوھاد میں ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ صاحب کرامات شخصیت تھیں اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ اگر کسی شخص پر غصہ آجاتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کے غصہ کی وجہ سے اس پر غضب نازل فرما دیتا۔ اسی طرح جب کسی کیلئے کلمہ خیر فرماتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر اپنا فضل وکرم فرما دیتے۔ آپ کو مستقبل کے واقعات کا اکثر پہلے ہی علم ہو جاتا تھا۔

قلائد الجواہر میں ہے کہ کچھ حضرات ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ سفر میں تھے کہ انہیں ڈاکوؤں نے آگھیرا، اُنھوں نے اسی وقت شیخ صومعی سے مدد چاہی اوران کا نام لے کر پکارنا شروع کر دیا، انہوں نے جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ اُن کے قریب کھڑے یہ کلمات پڑھ رہے تھے۔

سبوح قدوس ربنا الله تفرتی یا خیل عنا

ہمارا پروردگار بہت پاک ہے۔سوارو! ہم سے منتشر ہو جاؤ۔

یہ کلمات آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر جاری تھے کہ ڈاکو منتشر ہو گئے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کے شر سے محفوظ رہے۔ جب ہم نے شیخ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو وہ موجود نہ تھے۔سفر کے بعد جب ہم گیلان پہنچے اور لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا تو لوگوں نے قسم اُٹھا کر کہا کہ اس دن شیخ کہیں بھی نہیں گئے تھے۔

ابتدائے زمانہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نواسۂ عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہ سے جانے جاتے تھے۔

وکان یکنی بجیلان بسبط عبدالله الصومعی رضی اللہ عنہ

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ کو مجھ سے بہت زیادہ پیار تھا۔ بغداد آجانے کے بعد میری والدہ مجھے اکثر خطوط لکھا کرتیں۔جن میں وہ اپنی شوق ومحبت کا تذکرہ بھی کرتیں۔ میں بھی آپ کو جوابی خطوط لکھا کرتا، بلکہ میں نے ایک خط میں لکھا کہ اگر آپ فرمائیں تو علم کی تعلیم چھوڑ کر واپس آپ کے پاس آجاؤں تو اُنہوں نے جواب لکھا کہ واپس نہ آؤ بلکہ علم کے حصول میں لگے رہو۔

"**غبطة الناظر فی ترجمة الشیخ عبدالقادر**" میں ہے کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے محبت کے اظہار میں اپنے کچھ بال مبارک کاٹ کر خط کے اندر رکھ کر مجھے ارسال کئے۔

"**غبطة الناظر فی ترجمة الشیخ عبدالقادر**" میں ہے کہ امام شطنوفی نے شیخ مفرج بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس پاک میں حاضر تھا، آپ رضی اللہ عنہ کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار فرما لی اور آپ رضی اللہ عنہ کی چشمانِ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔

آپ نے فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا ہے (سبحان اللہ کہاں گیلان معلٰی جہاں آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی اور کہاں بغداد شریف کہ آپ کو فوراً علم ہو گیا) حضرت شیخ مفرج بن شہاب فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ تاریخ نوٹ کر لی اور کچھ عرصہ بعد ہمیں اطلاع ملی کہ عین اسی وقت اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تھا۔ آپ کو صومعہ سرا (صوبہ گیلان) میں دفنایا گیا۔

متولیہ صاحبہ سے ابتدائی گفتگو کے بعد بارگاہِ سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا کے آستانہ مقدسہ کو بوسہ دیا، اپنا اور اپنے احباب کا سلام پیش کیا، اِسی دوران متولیہ صاحبہ اپنے گھر سے ٹھنڈے اور گرم مشروبات اور شیرینی لائیں اور ہماری خاطر خواہ تواضع کی۔

دورانِ گفتگو اُنہوں نے ہمیں بتایا کہ دس سال قبل جب تم کچھ لوگ اِس مقامِ مقدس پر حاضری کیلئے آئے تھے اور چادروں کے نذرانے پیش کئے تھے تو میں بھی اُس وقت موجود تھی اور میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ پھر اُنہوں نے ہمیں دس سال قبل پیش کردہ اُن چادروں کی بھی زیارت کروائی۔ چند تحائف جو پاکستان سے ساتھ لے کر گئے تھے، متولیہ صاحب کی خدمت میں پیش کئے، لائبریری کیلئے کتابیں اور رسالے پیش کئے، پھر متولیہ صاحبہ کے ہمراہ سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا کی بارگاہِ اقدس میں چادریں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے قرب میں حاضر تھے، اور بار بار اپنی قسمت پر ناز کر رہے تھے۔ اِسی دوران متولیہ صاحبہ تشریف لائیں اور رات کا کھانا اور چائے ہمیں پیش کیا جو ہم نے لنگرِ غوثیہ سمجھتے ہوئے تناول کیا۔

متولیہ صاحبہ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے آپ کی بارگاہِ اقدس سے دو عدد جائے نمازیں اور دو عدد چادروں کے قطعات ہمیں تحفے میں پیش کئے۔ نمازِ عشاء ادا کی اور رات بارگاہِ سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا میں گزارنے کا شرف حاصل ہوا۔

نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد متولیہ صاحبہ کے خاوند محترمی جناب صادق احمد صاحب خود ناشتہ اُٹھائے ہوئے تشریف لے آئے اور ہم سب نے مل کر ناشتہ کیا۔ ناشتہ کے بعد ٹھیک آٹھ بجے جس گاڑی والے سے پروگرام طے کیا تھا وہ آ گیا اور اُس کے ہمراہ سوار ہو کر حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی

حضرت سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس (جو ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے) میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے۔

صومعہ سرا سے آرام گاہ سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ تک کا فاصلہ تقریباً 70 کلومیٹر ہے اور پرائیویٹ گاڑی میں تقریباً 2½ سے 3 گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔ 35 کلومیٹر بہترین کارپیٹڈ سیدھی سڑک ہے اور 35 کلومیٹر سڑک کا راستہ پہاڑی ہے۔

ایران میں ساداتِ کرام کیلئے امام زادہ کا لفظ زیادہ استعمال ہوتا ہے اور سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کو بھی **امام زادہ سید صالح** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

آپ کا اسمِ مبارک ابو صالح موسیٰ "جنگی دوست" (جنگی دوست کے معنی جنگ سے محبت کرنے والا یا مجاہد فی سبیل اللہ ہے) ہے۔ آپ زہد و تقویٰ، پرہیز گاری، اطاعتِ خداوندی اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی مثال آپ تھے۔ سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ کے عین عالم شباب کا ایک واقعہ اس پر شاہد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

"میں ریاضت و مجاہدات کے دوران ایک مرتبہ ایک نہر کے کنارے جا رہا تھا۔ کئی روز سے کچھ نہ کھانے کی وجہ سے بھوک کا شدید غلبہ تھا۔ اسی اثناء میں نہر میں ایک سیب بہتا ہوا آیا۔ شدید بھوک کی وجہ سے اس سیب کو نکال کر کھا لیا۔ کچھ دیر بعد بھوک کو تو افاقہ ہو گیا مگر روح مضطرب ہو گئی اور خیال آیا کہ پتہ نہیں کہ یہ کس کا سیب تھا؟ جو میں نے بغیر اجازت کے کھا لیا ہے۔

اسی حالت میں اُٹھ کھڑا ہوا اور جس طرف سے سیب بہتا ہوا آ رہا تھا اسی طرف چلنا شروع کر دیا تاکہ سیب کے مالک سے مل کر اجازت طلب کر لوں، کچھ ہی دیر بعد ایک باغ نظر آیا، جس کے درختوں کے پکے ہوئے پھل پانی پر لٹکے ہوئے تھے۔ میں باغ میں داخل ہوا اور باغ کے مالک شیخ عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا طلب گار ہوا"۔

حضرت سید عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہ اولیائے وقت میں سے تھے۔ سمجھ گئے کہ یہ کوئی عام شخصیت نہیں، موقع غنیمت جانتے ہوئے اس شرط پر معافی دینے پر راضی ہو گئے کہ ایک عرصہ تک اس باغ میں

خدمت کے فرائض سرانجام دیں۔ آپ نے یہ شرط بخوشی قبول کر لی۔

عرصہ متفقہ تک نہایت دیانتداری اور محنت سے کام کرنے کے بعد دوبارہ حاضر خدمت ہو کر معافی کے طلبگار ہوئے۔ سید عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شرط کا اور پورا کرنا مطلوب ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ایک لڑکی آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، زبان سے گونگی اور پاؤں سے لنگڑی ہے۔ اسے اپنے نکاح میں قبول کرو تو پھر معافی ہو جائے گی۔

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ نے معافی حاصل کرنے کیلئے اس شرط کو بھی قبول کر لیا، چنانچہ نکاح کے بعد جب کمرہ میں داخل ہوئے تو اپنی رفیقہ حیات کو ان تمام عیوب سے پاک بلکہ حسن و جمال سے متصف پایا، خیال گزرا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے فوراً واپس پلٹے اور سید عبداللہ الصومعی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تمام صورتحال بیان کی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے وہ تیری ہی بیوی ہے لیکن میں نے جو تم سے اس کی صفات بیان کی تھیں، وہ بھی صحیح ہیں۔ وہ ایسی پاکیزہ اور پیکر شرم و حیا ہے کہ آج تک کسی غیر محرم پر اس کی نگاہ نہیں پڑی، لہٰذا وہ اس لحاظ سے اندھی ہے۔ اس نے کوئی بری یا ناحق بات کبھی نہیں سنی، اس لحاظ سے بہری ہے۔ اس کے منہ سے کبھی کوئی بری یا ناحق بات نہیں نکلی، اس لحاظ سے وہ گونگی ہے اور لنگڑی اس لحاظ سے ہے کہ کبھی خلاف شرع کام کیلئے گھر سے باہر نہیں نکلی۔

مجھے اپنی اسی بیٹی کیلئے ایک مناسب رشتہ کی تلاش تھی جس کیلئے میں بارگاہ ایزدی میں دست بدعا رہتا تھا۔ اس مالک کائنات نے میری دُعا کو قبول فرمایا اور سیب کا بہانا بنا کر تجھے یہاں بھیج دیا۔

قارئین کرام! یہ وہ مقامِ مبارک ہے کہ جہاں پر حاضری کیلئے کئی سالوں سے تڑپ تھی اور آج اِس مقدس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ دربار شریف کے منتظم (متولی) بھی تشریف لے آئے، اُن کی موجودگی میں ختم شریف پڑھا، متولی صاحب سے دُعا کی درخواست کی لیکن آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ مسافر ہیں اور آپ ہی دُعا کریں۔

سید رفاقت علی شاہ صاحب نے دُعا کروائی، لنگر تقسیم کیا، متولی صاحب کی طرف سے ایرانی چائے اور شیرینی سے تواضع کی گئی، لائبریری کیلئے کتابیں پیش کیں، پھر یکے بعد دیگرے چادروں کے نذرانے پیش کئے۔

متولی صاحب ہمیں اپنے دفتر میں لے گئے جہاں پر ہمیں چند تحائفِ مبارکہ سے نوازا جس پر ہم نے اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت طلب کی اور دُعا کی درخواست کی۔ وہ ہمارے ساتھ ایک بار پھر بارگاہِ سیدنا ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ میں تشریف لائے، کچھ دیر مراقب رہے اور پھر الوداعی سلام و دُعا کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر واپس صومعہ سرا روانہ ہوئے۔

سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں پہنچے، متولیہ صاحبہ نے خوش آمدید کہا، اور حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کی بارگاہِ اقدس میں حاضری پر مبارک باد دی، ایرانی چائے سے تواضع کی، اسی دوران باہر ایک بس آکر رُکی جس میں چند افراد پر مشتمل ایک قافلہ کُردستان سے پہنچا، جنھوں نے احاطۂ مزار میں داخل ہوتے ہی نہایت خوبصورت اور پُر کیف انداز میں دَف پر ذکر کرنا شروع کر دیا۔ اس محفلِ ذکروسرور میں قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب بھی شامل ہوگئے اور فضا **اللہ، اللہ** کے ذکر سے گونج اُٹھی۔

کچھ دیر بعد یہ قافلہ ذکر کرتے ہوئے مزارِ مبارک کے اندر داخل ہوا اور نہایت پُر کیف آواز میں فارسی زبان میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ اس بابرکت محفل میں شریک زائرین کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ نعتیہ کلام کے بعد دُعا ہوئی اور کچھ دیر کے بعد یہ قافلہ جو شبِ برأت کی نسبت سے اس مقام پر حاضری دینے آیا تھا، اپنی اگلی منزل روانہ ہوگیا۔

شب برأت کی وجہ سے مزارِ مبارک پر زائرین کا آج خاصا رش تھا۔ ہم بھی اِس مبارک مقام پر بیٹھ کر درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے رہے، اپنے اہل خانہ، عزیز و اقارب اور جملہ احباب کیلئے دُعائیں کرتے رہے، نمازیں بھی مزار مبارک کے قریب ادا کیں، رات کا کھانا اور ایرانی چائے متولیہ صاحبہ کی طرف سے پیش کی گئی، متولیہ صاحبہ اور اُن کے خاوند کا ہم نے دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا جس پر اُنہوں نے ایک بار پھر اپنی فیملی کے ہمراہ اس مقدس مقام پر حاضری کی دعوت دی۔

ہم نے دُعا کی درخواست کی اور آج کی بابرکت و مقدس رات حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے مبارک قدموں میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی، نماز فجر کے بعد ناشتہ کیا اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر رشت روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے بس میں سوار ہو کر قُم شریف روانہ ہوں۔

قُم شریف

زیارتِ

سیدۃ فاطمۃ معصومۂ قُم رضی اللہ تعالیٰ عنہا
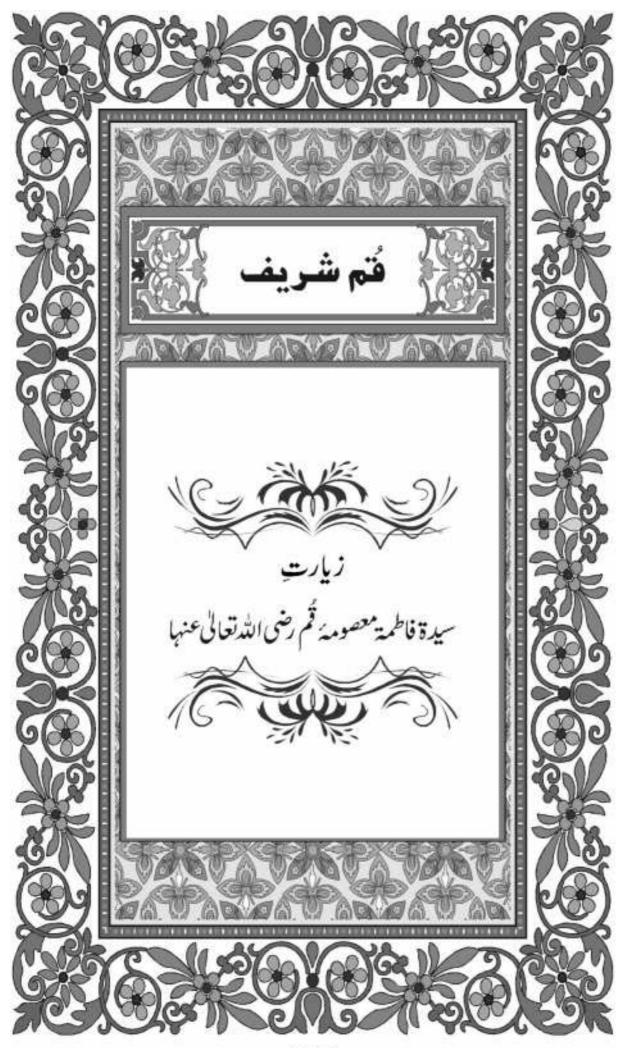
قُم شہر سیدۃ فاطمہ معصومہ رضی اللہ عنہا

مشہد مقدس کے بعد ایران کی دوسری بڑی زیارت گاہ جس کی فضاؤں میں پاکیزگی اور روحانیت پائی جاتی ہے وہ شہرِ قُم میں سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مزارِ مقدس ہے جو حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی ہمشیرۂ محترمہ ہیں۔ آپ ایران میں **معصومۂ قُم** کے نام سے مشہور ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید نے جب حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے خراسان بلوایا تو کچھ عرصہ بعد سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے برادرِ محترم سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ سے خراسان روانہ ہوئیں، لیکن قُم سے پہلے ایک مقام ''ساوہ'' پر پہنچیں تو بیمار ہوگئیں اور اِسی حالت میں قُم میں داخل ہوئیں اور کچھ دنوں بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ اہلِ قُم کو جب پتہ چلا کہ آپ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں تو اُنہوں نے آپ کو بڑی عقیدت واحترام سے قُم میں دفن کردیا۔

حضرت امام تقی الجواد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ:-

''مَنْ زَارَ عَمَّتِیْ بِقُمْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ''

جس نے میری پھوپھی صاحبہ کی (شہر) قُم میں زیارت کی اُس پر جنت واجب ہوگئی۔

اِس عظیم بارگاہ میں حاضری کیلئے ہم رشت (صوبہ گیلان) سے 11 بجے روانہ ہوئے تو شام 6½ بجے قُم شریف پہنچ گئے۔ آپ کے مزارِ مبارک کا سنہری گنبد اور مینار دور سے نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ حرمِ مطہر میں داخل ہوئے تو گنبد کے سامنے خوبصورت عربی رسم الخط میں یہ لکھا ہوا نظر آیا۔

يَا فَاطِمَةُ اِشْفَعِیْ لَنَا فِی الْجَنَّةِ

ہم نے بھی اِس کلمۂ مبارک پر آمین کہا، اور اندر داخل ہوئے، حرمِ سیدۃ معصومہ رضی اللہ عنہا انتہائی خوبصورت ہے، بہترین قالین، فانوس، کشیدہ کاری یعنی ہر چیز دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مزارِ مبارک کی خوبصورت جالی اور اندر کا روحانی منظر تو بیان سے باہر ہے۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں سلام پیش کیا، دُعائیں کیں اور پھر اجازت کے بعد مزارِ مبارک کے مختلف حصے دیکھے، جن میں سرِ فہرست مزارِ مبارک سے متصل ایک عظیم تاریخی مسجد ''مسجدِ اعظم'' ہے جہاں پر درس وتدریس کی مجالس میں بے شمار طالبانِ علم شریک ہوتے ہیں۔

قُم میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے ساری دنیا سے طلباء، علماء اور محققین علم کی پیاس بجھانے کیلئے آتے ہیں۔ قُم مسجدوں اور دینی مدارس کا شہر ہے جن میں سرفہرست "مدرسہ حوزہ علمیہ" ہے، یہاں سے سالانہ ہزاروں طلباء فارغ ہوتے ہیں۔

قُم کی اہم مساجد میں ایک مسجد "مسجد جمکران" ہے جسے مسجد صاحب الزمان بھی کہتے ہیں، یہ مسجد قُم شہر سے تقریباً 6 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مشہور و مقدس مسجد تصور کی جاتی ہے۔ یہاں پر بدھ کی شب خصوصی اجتماع ہوتا ہے، جس میں "دُعائے کمیل" کا وِرد ہوتا ہے اور اِس قدر رجوم ہوتا ہے کہ جگہ مشکل سے ملتی ہے۔

قُم کی دیگر اہم زیارات

شہر قُم میں سیدۃ معصومہ کے علاوہ بے شمار امام زدگان بھی مدفون ہیں۔ بقعۂ چہل اختران میں چالیس قبریں ایک ہی مقام پر واقع ہیں۔ بقعۂ حضرت موسیٰ مبرقع رضی اللہ عنہ میں آپ کا مزارِ مبارک ہے، آپ حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ اِس قدر انتہائی حسین وجمیل تھے، جہاں جاتے سب کی توجہ آپ کی طرف ہو جاتی۔ اِس وجہ سے آپ اپنا چہرۂ مبارک کو برقع میں چھپائے رکھتے تھے، آپ کا مزارِ مبارک محلہ موسویان میں ہے۔ اِن کے علاوہ امام زادہ ابراہیم، امام زادہ شاہ ناصر الدین، امام زادہ خاک فرج اور کئی دوسرے امام زادگان کی قبورِ مبارکہ موجود ہیں۔

موزہ آستانہ مقدسہ قُم

موزہ عجائب گھر کو کہتے ہیں اور یہ حرمِ معصومہ احاطۂ مزار سے باہر واقع ہے۔ اِس میں بے شمار نوادرات، ترتیب سے سجا کر زیارت کیلئے رکھے گئے ہیں جن میں قرآن پاک کے قلمی نسخے، دورِ قدیم کے قالین، پارچہ جات اور برتن وغیرہ شامل ہیں، لیکن ہماری توجہ میوزیم کے اُس حصہ پر رہی جہاں پر قلمی قرآن پاک اور قلمی نسخہ جات موجود ہیں۔

اِن تمام مقامات پر حاضری اور سیدۃ معصومہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہِ اقدس میں الوداعی سلام کے بعد ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر مین جی ٹی روڈ پر پہنچے۔ جہاں پر کچھ ہی دیر میں تہران سے آنے والی ایک بس جو شیراز جا رہی تھی، اُس میں شیراز جانے کیلئے سوار ہو گئے۔

شہرِ عشق "شیراز"

زیارات

☆ حضرت سید احمد بن موسیٰ کاظم المعروف شاہ چراغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت سید میر محمد بن موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت سید علاؤ الدین بن موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت سید عبداللہ خفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت شیخ روزبہان بقلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت شیخ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ بلبلِ شیراز حضرت حافظ شمس الدین شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ چہل مقام

☆ ہفت تنان
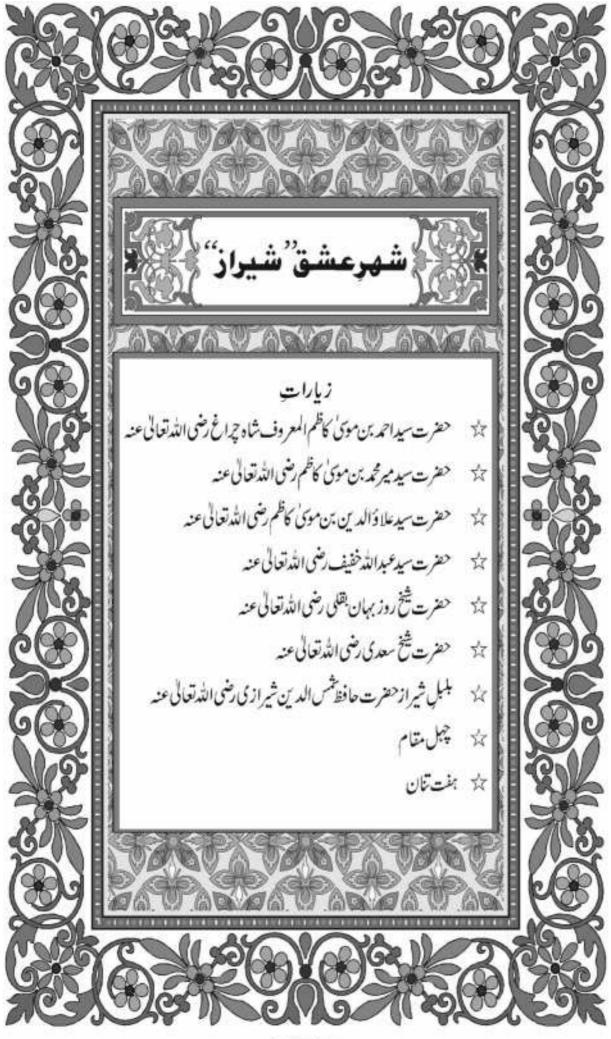
شیراز

شہر شیراز صوبہ فارس کا صدر مقام اور اِس کی شہرت کئی اعتبار سے مذہبی اور تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ مذہبی مقامات میں سرفہرست مزارِ مبارک حضرت سید میر احمد المعروف شاہ چراغ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ روز بہان بقلی رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ اور حضرت حافظ شیرازی رضی اللہ عنہ ہیں۔

تاریخی مقامات میں دروازۂ قرآن، عجائب گھر، تختِ جمشید، نقشِ رستم، پسار گاد اور تاریخی عمارات سرفہرست ہیں۔ ہمارا سفر خالص زیاراتِ مقدسہ کیلئے تھا، اِس لئے ہماری زیادہ توجہ اِنہی مقامات پر رہی۔

حضرت سید میر احمد بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

صوبۂ فارس کی سب سے اہم ترین زیارت گاہ، بقعۂ مبارکہ سید میر احمد بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی ہے جو "شاہ چراغ" کے نام سے مشہور ہوئے، جہاں پر دُنیا کے ہر کونے سے ہمہ وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔

یہ عظیم بارگاہ شیراز کے مرکزِ شہر میں واقع ہے اور اس شہر کی رونق ہے۔ آپ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے برادر محترم ہیں۔ خلیفہ مامون عباسی کے دورِ حکومت میں حضرت سید میر احمد رضی اللہ عنہ ایک قافلہ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے خراسان کیلئے روانہ ہوئے، مامون کو جب اِس خبر کی اطلاع ملی تو اُس نے حکم جاری کیا کہ اُن کو خراسان نہ پہنچنے دیا جائے۔ رجب 202 ہجری آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

شاہانِ سلف نے حرم سید میر احمد رضی اللہ عنہ کو عجوبۂ روزگار بنا دیا۔ اندرونی حصے کی کیفیت کا بیان تو الفاظ میں ناممکن ہے۔ ہر طرف نور ہی نور کی بارش نظر آتی ہے۔ ہمہ وقت زائرین کا اِس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ جشن کا سماں معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک نورانی اور روحانی مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کو قلبی اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

شیراز پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا، آستان بوسی کی سعادت حاصل کی، ختم شریف پڑھا اور دُعائیں کیں۔

حضرت سید میر محمد بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

حرمِ شاہ چراغ کے قریب ہی شمال مشرقی کونے میں حضرت سید میر محمد رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ہے جو حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور حضرت شاہ چراغ رضی اللہ عنہ کے برادرِ محترم ہیں۔ حضرت میر محمد رضی اللہ عنہ بھی حضرت شاہ چراغ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ خراسان کیلئے روانہ ہوئے تھے لیکن سیاسی حالات وواقعات کی وجہ سے آپ خراسان نہ پہنچ سکے۔

حضرت سید میر محمد رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک بھی انتہائی خوبصورت انداز میں تعمیر ہوا ہے۔ ہر طرف خوبصورت شیشہ کاری نظر آتی ہے۔ جالی مبارک کے اوپر بہترین واعلیٰ قسم کے فانوس نصب ہیں جو ہر وقت اپنی روشنی بکھیرتے رہتے ہیں۔ اِس مقام پر بھی زائرین کثرت سے حاضری دیتے ہیں۔ بحمد اللہ! یہاں بھی ہمیں حاضری کا شرف حاصل ہوا، فاتحہ شریف پڑھی اور سب کیلئے دُعائیں کیں۔

حضرت سید علاؤ الدین حسین رضی اللہ عنہ

آپ کا اسمِ مبارک حسین بن حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما ہے اور علاؤ الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور حضرت سید میر احمد کے برادر ہیں۔

''خیابانِ آستانہ'' کے جنوب مشرق میں آپ کا مزارِ پُر انوار ہے۔ آپ بھی اُسی قافلہ میں شامل تھے جو مدینہ منورہ سے خراسان کیلئے روانہ ہوا تھا لیکن راستے میں ہی اس قافلہ کو روک دیا گیا۔

حضرت سید علاؤ الدین حسین رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک بھی شیراز کی اہم زیارت گاہوں میں سے ایک ہے اور ہمہ وقت اندرونِ و بیرونِ ملک سے زائرین حاضری کیلئے آتے ہیں۔ جالی مبارک کا بیرونی اور اندرونی منظر قابلِ دید ہے۔ ہر طرف کیف وروحانیت کی فضا پائی جاتی ہے۔

بحمد اللہ! اِس مقامِ مقدس پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ کچھ دیر آپ کی بارگاہ میں حاضر رہے اور دُعائیں کرنے کے بعد واپس ہوٹل آ گئے۔

حضرت عبد اللہ خفیف رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ خفیف رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی اہلِ شیراز سے تھے اور والدۂ ماجدہ کا تعلق نیشاپور سے تھا۔ حضرت عبد اللہ خفیف رضی اللہ عنہ کی ولادتِ باسعادت 210 ہجری یا 219 ہجری شیراز میں ہوئی اور

124 سال کی طویل عمر میں تقریباً 332 ہجری شیراز میں وصال فرمایا۔

آپ شیخِ کبیر اور شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کا شمار شیراز کے مشائخ عظام میں ہوتا تھا۔ انتہائی ہلکے پھلکے جسم کے مالک تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کا لقب ہی خفیف پڑ گیا۔ حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت آپ کے مزارِ مبارک پر مجاور رہی۔

حضرت شیخ عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حج کو جا رہا تھا، رسی اور ڈول میں نے ساتھ رکھ لیا، بغداد سے گزرا، مگر حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی زیارت نہ کی۔ راستے میں پیاس کا غلبہ ہوا ایک کنواں دیکھا، جس پر سے ایک ہرن پانی پی رہا تھا۔ جب وہ پانی پی کر چلا گیا تو میں نے اپنی رسی اور ڈول ڈالا لیکن پانی اس قدر نیچے چلا گیا کہ میں پانی حاصل نہ کر سکا میں نے کہا خدایا، ہرن کی قدر مجھ سے زیادہ ہے، آواز آئی کہ اس کے پاس ڈول اور رسی نہ تھی۔

اس آواز کے بعد میں نے ڈول اور رسی کو پھینک دیا اور بغیر پانی پیئے چل دیا اسی وقت ایک اور آواز آئی کہ ہم تمہارا امتحان لیتے تھے اب لوٹ کر جاؤ اور پانی پیو۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں کنوئیں پر واپس آیا تو کنواں لبا لب بھرا ہوا تھا میں نے شکر ادا کیا، پانی پیا۔ حج سے واپسی پر جب میں بغداد پہنچا تو حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی انہوں نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرتے تو تمہارے قدموں سے چشمہ نکل آتا۔

حضرت شیخ عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں روم میں تھا۔ ایک دن جنگل میں گیا تو دیکھا کہ ایک راہب اپنے پاؤں کی خاک کو اندھوں کی آنکھوں میں ڈالتا ہے تو ان کی بینائی درست ہو جاتی ہے بیمار لوگ وہ مٹی کھاتے ہیں تو شفا پاتے ہیں۔ میں حیران ہو گیا اور خیال کیا کہ یہ لوگ تو باطل پر ہیں، یہ کیا معاملہ ہے؟ اسی رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہاں کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے آیا ہوں میں نے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ فرمایا یہ اس صدق کا اثر ہے جو باطل میں ہے اور اگر حق میں صدق ہو تو کس قدر اثر ہو؟۔

حضرت عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ کا مزارِ مبارک ''محلہ درب شاہزادہ، بازارِ وکیل، نزد ارگِ کریم

خانی‘‘ میں واقع ہے۔ جس کے ساتھ ایک پبلک لائبریری ہے۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ لائبریری کے انچارج جو بذاتِ خود ایک مصنف بھی ہیں اور صوبۂ فارس کے مذہبی و تاریخی مقامات پر ایک کتاب بھی تحریر کی ہے اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ لائبریری کیلئے چند علمی تحائف پیش کئے اور بارگاہِ سید عبداللہ خفیف رضی اللہ عنہ میں الوداعی سلام کے بعد واپس ہوئے۔

حضرت شیخ روزبہان بقلی رضی اللہ عنہ

شیخ کبیر حضرت ابومحمد روزبہان بقلی رضی اللہ عنہ سال 522 ہجری فسا شہر میں ولادت ہوئی اور 85 سال کی طویل عمر میں 606 ہجری شہرِ شیراز میں وصال فرمایا۔ علم وتقویٰ میں آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ ایک طویل عرصہ تک سوائے نمازِ جمعہ یا ضیافتِ مہمان کیلئے اپنے گھر سے کبھی باہر نہ نکلے۔ حضرت شیخ روزبہان بقلی رضی اللہ عنہ کو حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحبوں میں بتایا جاتا ہے۔

حضرت شیخ روزبہان بقلی رضی اللہ عنہ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ درج ذیل تصانیف سرفہرست ہیں۔

عرایص البیان فی حقائق القرآن، المطالب البیان فی تفسیر القرآن، کتاب المناهج، سیر الارواح، تحفة المحبین، مسائل التوحید، دیوان المعارف۔

حضرت شیخ روزبہان بقلی رضی اللہ عنہ شعر کہنے پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے قصائد، غزلیات، مثنویات اور رباعیات بھی کہیں۔ صاحبِ حال بزرگ تھے۔ اکثر حالتِ جذب میں شطحیات فرماتے، اس لئے آپ شطاح کے نام سے بھی مشہور ہوئے۔

خیابانِ لطف علی خان زند، دربِ شیخ میں، سڑک کے کنارے آپ کا مزارِ مبارک ہے۔ آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ چادر کا نذرانہ پیش کیا اور دُعا کے بعد اگلی منزل روانہ ہوئے۔

شیخ الاجل مشرف الدین مصلح المعروف حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ کا شمار دنیائے اسلام کے نامور اسلام میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، معلم اخلاق اور عظیم شاعر تھے۔ بچپن ہی سے عبادات، شب بیداری اور

تلاوت کلام مجید کا بے حد شوق تھا۔ نبی اکرم ﷺ سے شیخ سعدی ﷺ کی محبت اور عقیدت انتہاء درجہ کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مشہور زمانہ رباعی:-

بلغ العلی بکمالہ	کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ و آلہ

جو عاشقانِ رسول ﷺ کے دلوں کی دھڑکن ہے، کے متعلق کچھ اس طرح روایت ہے کہ جب حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں یہ رباعی لکھی تو اس کا چوتھا مصرعہ مکمل نہیں ہو رہا تھا جس کی وجہ سے آپ ہر وقت پریشان اور غمگین رہتے۔ ایک دن حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ کی قسمت جاگ اُٹھی اور خواب میں نبی اکرم ﷺ نے شیخ سعدی کو دیدار سے نوازا، اور پوچھا کہ سعدی کیا بات ہے؟ آج کل کیوں پریشان ہو؟ جس پر شیخ سعدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شان میں ایک رباعی ترتیب دے رہا ہوں لیکن اس کا آخری مصرعہ مکمل نہیں ہو رہا، شیخ سعدی رضی اللہ عنہ نے تینوں مصرعے پڑھے جس پر نبی اکرم ﷺ نے شیخ سعدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھ دو، صلوا علیہ وآلہ اور رباعی مکمل ہوگئی، یعنی اس رباعی کا آخری مصرعہ خود نبی اکرم ﷺ نے ترتیب فرمایا اور پھر اس برکت سے یہ رباعی اتنی مشہور ہوئی کہ آج کئی صدیاں گزرنے کے باوجود بھی یہ رباعی زندہ ہے اور انشاء اللہ زندہ رہے گی کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر سلام ہے اور اس رباعی کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہمیشہ زندہ رہے گا۔

حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا زیادہ حصہ تحصیل علم اور سیر و سیاحت میں بسر ہوا۔ مدتِ دراز تک ایشیاء اور افریقہ میں سیر و سیاحت کرتے رہے، پیدل حج کئے۔ ہمیشہ بے سروسامانی اور متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتے، عسرت اور تنگدستی کے باوجود خودداری کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

''گلستان'' میں آپ رضی اللہ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی زمانے کی سختی اور آسمان کی گردش کا شکوہ نہیں کیا مگر صرف ایک موقع پر دامن استقلال ہاتھ سے چھوٹ ہی گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نہ میرے پاؤں کی جوتی تھی اور نہ جوتی خریدنے کی طاقت، اسی حالت میں غمگین اور تنگ دل کوفے کی جامع مسجد میں جا پہنچا، وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے پاؤں ہی نہ تھے، اسی وقت میں نے

خداوند تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور اپنے ننگے پاؤں ہی غنیمت سمجھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا تمام کلام پند و نصائح سے لبریز ہے، پاک و ہند کا کوئی ایسا مدرسہ نہ تھا جہاں آپ کی تصانیف نہ پڑھائی جاتی ہوں، سعدی رضی اللہ عنہ کو سب ہی اپنا استاد مانتے ہیں اور پھر ایسے استاد، کہ رہتی دنیا تک آپ کا نام زندہ رہے گا۔

حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں دوسری بار ایک سید زادے کے ہمراہ حاضری کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ ہدیہ سلام پیش کیا، ختم شریف پڑھا اور ایک چادر کا نذرانہ آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔

کچھ دیر آپ کے قرب میں مراقب رہنے کے بعد دُعا کی اور باہر آ کر مزارِ مبارک سے ملحق ایک چائے خانے کے نیچے ''حوضِ ماھی'' مچھلیوں کا حوض ہے۔ جس میں کافی تعداد میں مچھلیاں موجود ہیں، اِن کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ مچھلیاں قدیم زمانے سے نسل در نسل چلی آ رہی ہیں۔

چائے خانے میں ایرانی چائے کا لطف اُٹھایا، اِس کے بعد حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ کمپلیکس کے ڈائریکٹر صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، کتابوں اور رسالوں کے تحائف اُنہیں پیش کیے، ٹھنڈے مشروبات سے ہماری تواضع ہوئی، تصاویر بنائیں اور اجازت کے بعد باہر آ کر حافظ شیرازی کے مزارِ مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

بلبلِ شیراز حضرت خواجہ محمد شمس الدین حافظ المعروف حافظ شیرازی رضی اللہ عنہ

خواجہ صاحب کا اسم گرامی محمد، لقب شمس الدین اور تخلص حافظ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ 726 ہجری میں شیراز میں پیدا ہوئے۔ آپ نے پہلے قرآن مجید حفظ کیا پھر وقت کے مشہور فقیہ و مفسر مولانا شمس الدین محمد عبداللہ شیرازی سے فقہ و تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔

آپ دورِ تیموریہ کے بلند پایا بزرگ اور عظیم صوفی شاعر مانے جاتے ہیں۔ آپ بھی حضرت سعدی رضی اللہ عنہ کی طرح بچپن میں ہی سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے مگر اس کمی کی وجہ سے آپ کی تعلیم میں کوئی رکاوٹ نہ آئی۔ آپ نے قصیدے، مثنویاں اور قطعات لکھے مگر آپ رضی اللہ عنہ کی شہرت آپ کی غزلیات کی وجہ سے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دیوان سے لوگ فال نکالتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کے دیوان

کو ’’لسان الغیب‘‘ اور ’’ترجمان الاسرار‘‘ کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت حافظ شیرازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی زندگی میں شیراز میں متعدد انقلابات دیکھے، تقریباً سات بادشاہ آپ کی آنکھوں کے سامنے تختِ حکومت پر بیٹھے، خونریز لڑائیاں ہوئیں اور حشر خیز جنگوں نے امن و سکون کو تباہ کر دیا۔ ان افسوسناک مناظر سے دنیا کا عارضی جاہ و جلال آپ کی نگاہوں میں حقیر ہو گیا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزارِ مبارک سطحِ زمین سے اونچے چبوترے پر ہے۔ قبر قدرے لمبی ہے اور ستونوں کے اوپر چھتری نما گنبد ہے۔ احاطہ مزار میں جگہ جگہ سایہ دار درخت اور پھولوں کی کیاریاں، ہر طرف ماحول کو معطر کئے ہوئے ہیں، یہاں پر آنے والوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے۔

بحمد اللہ! دوسری بار حضرت حافظ شیرازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ فاتحہ خوانی کی، سب کیلئے دُعائیں کیں اور تصاویر بنانے کے بعد مقامِ ’’چہل تنان‘‘ روانہ ہوئے۔

چہل تنان

چہل تنان یعنی ’’چالیس اجسام‘‘ ایک وسیع و عریض خوبصورت باغ کے اندر چالیس قبورِ مبارکہ ہیں جن کے بارے میں صرف اتنی ہی معلومات ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک و پرہیزگار بندے تھے اور اِس مقام پر عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے کے بعد وصال فرما گئے اور بعد میں یہ مقام چہل تنان کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اِس مقام پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، فاتحہ خوانی کی اور اِن بزرگوں کے وسیلۂ جلیلہ سے دُعائیں کرنے کے بعد مقامِ ’’ہفت تنان‘‘ روانہ ہوئے۔

ہفت تنان

ہفت تنان یعنی ’’سات اجسام‘‘ ایک خوبصورت کمپلیکس کے اندر سات قبورِ مبارکہ ہیں، یہاں کسی زمانہ میں باغ اور خانقاہ ہوا کرتی تھی، جہاں پر یہ سات بزرگ عبادت و ریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ کرامت یزدانی کی فارسی کتاب **’’اماکن تاریخی، مذہبی، اُستانِ فارس‘‘** کے مطابق اِن بزرگوں کا شمار اولیائے کاملین میں ہوتا تھا اور اِن بزرگوں میں سے جب کسی کا آخری وقت آ جاتا تو باقی سب اولیائے کرام اُس کے کفن و دفن کا انتظام کرتے اور اُسے اِس مقام پر دفن کر دیا جاتا، اِس

طرح آہستہ آہستہ ہر ولی اپنے مقررہ وقت پر اِس دنیائے فانی کو الوداع کہہ جاتا۔

آخری بزرگ کا جب وقت بالکل قریب آ گیا اور اُنہیں اس کا مکمل علم بھی تھا، اُنھوں نے شہر سے غسال کو بلوایا اور اُس سے کہا ''ہم سات آدمی تھے، اور ہم میں سے چھ آدمی اپنی اپنی باری پر اس دنیا کو الوداع کہتے ہوئے اگلے جہان چلے گئے، اب میں اکیلا رہ گیا ہوں اور میرا وقت بھی بالکل قریب ہے، میں نے اِس مقام پر چھٹے آدمی کی قبر کے بعد اپنی قبر تیار کر لی ہے، بس میں اب اپنی منزل پر روانہ ہوتا ہوں، تم میرے جسم کو غسل دے کر اِس جگہ دفن کر دینا، اور خود انتقال فرما گئے''۔

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم، یہ ہے اولیائے کاملین کی شان۔

بحمد اللہ! اِس باغ میں موجود سات قبور پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، فاتحہ خوانی کی اور دُعا کے بعد واپس ہوئے۔

صوبۂ فارس کے خوبصورت و پر کیف شہر میں تین دن قیام رہا، اِس دوران جہاں تک ہم سے ممکن ہو سکا، ساداتِ کرام اور اولیائے کاملین کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ بروز بدھ 20 جولائی 2011ء بارگاہِ حضرت شاہ چراغ میں حاضری کے بعد شہرِ شیراز کو الوداع کہتے ہوئے، بس اسٹینڈ پہنچے اور یہاں سے 2½ بجے کی بس سے اپنی اِس سفر کی آخری منزل مشہد مقدس روانہ ہوئے۔

مشہد مقدس میں دو دِن قیام رہا، اپنے سابقہ ڈرائیور ابو القاسم کے ہمراہ مشہد مقدس کی بقیہ زیارات کا شرف حاصل کیا۔ بارگاہِ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ میں بھی حاضری رہی اور سرزمینِ ایران سے رُخصتی کا وقت ہوا اور بروز اتوار مورخہ 24 جولائی 2011ء حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام کے بعد مشہد کے بین الاقوامی ائیر پورٹ پہنچے، جہاز مقررہ وقت پر وہاں سے لاہور ائیر پورٹ کیلئے روانہ ہوا، اور یوں یہ زیارات کا سفرِ مقدس جو اتوار 10 جولائی 2011ء کو لاہور سے شروع ہوا تھا، بروز اتوار 24 جولائی 2011ء لاہور میں اختتام پذیر ہوا۔

بارگاہِ رب العزت میں دِلی دُعا ہے کہ یا رب العالمین! اپنے دوستوں کی بارگاہوں میں ہماری اِن حاضریوں کو قبول و منظور فرما کر اِنہیں ہماری بخشش و مغفرت کا سبب بنا دے، آمین

بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه وآله و اصحابه و بارك وسلم

زیارتِ مزاراتِ مبارکہ

(تحریر: صاحبزادہ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی قادری)

ھر کسے را بھر کارے ساختند
میل آن اندر دلش انداختند

(ہر کسی کو کسی نہ کسی کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کام کی طرف توجہ یا اس سے محبت اسکے دل میں ڈالی گئی ہے)

کتاب کا نام چونکہ ''زیارتِ ایران'' ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مزارات کی زیارت کے جواز میں نہایت اختصار کے ساتھ کچھ باتیں قلمبند کروں، کیونکہ آج کل بعض کم علم لوگ مزارات کی زیارت سے متعلق طرح طرح کے سوالات کرتے ہیں۔ زیارتِ قبور کے مستحب ہونے پر حالانکہ سلف و خلف میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا اور حضور سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات ﷺ کے اقوال و افعال سے بھی زیارتِ قبور کی ترغیب ثابت ہے اور اس بارے میں بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں۔

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم كلها كان ليلتها من رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم يخرج من اخر الليل الى البقيع فيقول السلام عليكم دار قومٍ مومنين و اتاكم توعدون غداً موجلون وان انشاء الله بِكم لاحقون اللّهم اغفر لا هل البقيع الغرقد (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، صفحہ 525)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ان کے ہاں باری ہوتی تو آپ ﷺ آخر رات میں بقیع کی طرف نکل جاتے۔ فرماتے اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ خُدایا! بقیع والوں کو بخش دے''۔

اس کے علاوہ شہداء اسلام کے مزارات پر سفر کر کے جانا بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال میں ثابت ہے۔ رہی بات عورتوں کی تو نبی کریم ﷺ نے اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

کو اپنے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور کی زیارت اور درستگی کی اجازت دے رکھی تھی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے بھائی عبدالرحمن کے مزار کی زیارت کیا کرتیں۔ ''مشکوٰۃ شریف'' میں زیارتِ قبور کے وقت مخصوص دعا کا بھی ذکر ہے جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تعلیم فرمائی۔ ''صحیح بخاری شریف'' میں ہے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو قبر کے پاس روتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا اتقی اللّٰہ واصبری ''اللہ سے ڈر اور صبر سے کام لے''۔ جبکہ زیارتِ قبر سے آپ نے اُسے منع نہ فرمایا۔ جو علمائے کرام عورتوں کو زیارتِ قبور سے منع کرتے ہیں اسکی وجہ حدودِ شریعت سے تجاوز اور آدابِ زیارتِ قبور کے مخالف کچھ امور ہیں جن کا وعظ و تذکیر سے علاج از حد ضروری ہے۔ یہی پیشِ نظر رکھتے ہوئے اسلام کے آغاز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارتِ قبور سے کچھ عرصہ کیلئے منع فرما دیا تھا تا کہ مسلمان زیارتِ قبور کے آداب سے واقف ہو جائیں اور زمانۂ جاہلیت کے امور چھوڑ دیں۔ بعد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارتِ قبور کی اجازت فرمائی تو یہی بات دہرائی **کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور ألا فزوروھا ولا تقولوا حجرا** ''میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کر دیا تھا مگر اب زیارتِ قبور کرو لیکن جاہلیت والی بات نہ کرنا''۔

زیارتِ قبور کسی تخصیص کے بغیر ہر وقت اور ہر روز کرنا جائز اور مستحب کام ہے۔ عُرس یا کسی خاص دن میں زیارتِ قبور کرنا لوگوں کی عادت ہے سُنت نہیں اور چونکہ اعراس اور ایامِ مبارکہ میں زیارتِ قبور کے متعلق کوئی نہی وارد نہیں ہوئی۔ اسی لیے ان ایام میں بھی زیارتِ قبور مباح اور جائز ہے۔

عن محمد بن ابو بکر قال دخلت علی عائشة فقلت یا امه اکشفی لی عن قبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم وصاحبیه رضی اللّٰہ تعالی عنهما فکشفت لی عن ثلثة قبورٍ ۔ (ابوداؤد شریف، جلد دوم، صفحہ 103، مشکوٰۃ شریف، صفحہ 149)۔ ''محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا۔ اماں جان! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی زیارت کا طلبگار ہوں۔ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ عنہم سے اُچھاڑ اٹھائیے تو آپ نے میرے لیے تین قبروں سے اُچھاڑ کو ہٹا دیا''۔

میرے پدر و مرشد حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ مبارکہ کے فوائد میں

فرمایا کرتے'' اِس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

(۱)۔ قبر کی زیارت کیلئے جانا (۲)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا روضۂ اطہر کی کنجی برداری کرنا ورنہ آپ سیدھے روضۂ اطہر پر پہنچ جاتے (۳)۔ قبر شریف پر اُچھاڑ کا ہونا''۔

عن عائشة قالت كُنت ادخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واني واضعٌ ثوبي واقول انما هُو زوجي وابي فلما دفن عمر معهم فوالله مادخلتهُ الا انا مشدودة على ثيابي حيآءً من عمر (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم، صفحہ 527)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں یوں ہی چادر اتارے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی ایک میرے زوج ہیں اور ایک میرے والد، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہو گئے تو خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شرم کے باعث بغیر کپڑا لپیٹے اس گھر میں نہ گئی''۔

صاحبِ مزار کی تکریم اور لحاظ کا واضح منظر قارئین مندرجہ بالا احادیث سے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ملتِ اسلامیہ کے بعض اکابرین اور اولیائے حق کے مزارات کو جب اہلِ علم و فضل اپنی والہانہ محبت کے پیشِ نظر بوسہ دیتے ہیں تو کچھ لوگ اسے شرک و بدعت ٹھہراتے ہیں حالانکہ اہلِ محبت کے یہ انداز آثارِ صحابہ سے ثابت ہیں۔

عن داؤد بن صالح قال اقبل مروان يوماً فَوجَدَ رجلاً واضعاً وجهه على القبر فَاَخَذَ رقبتهِ وقال اتدري ما تصنع قال نَعَمْ فاقبل عليه فاذا هو ابو ايوب الانصارى رضى الله عنه جِئتُ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا تبكوا على الدّين اِذا وليهُ واهله ولكن ابكو عليه اذا وليهُ غير اهلِه (مستدرک الحاکم، جلد چہارم، صفحہ 515، مسند امام احمد بن حنبل، جلد پنجم، صفحہ 422)

''داؤد بن صالح سے روایت ہے ایک دن مروان متوجہ ہوا تو ایک آدمی کو اسطرح پایا کہ وہ اپنا چہرہ مزار مقدس پر رکھے ہوئے تھا۔ تو مروان نے اسے گردن سے پکڑا اور کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ کیا کر رہا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا۔ ہاں (مجھے معلوم ہے)۔ جب وہ شخص مروان کی طرف متوجہ ہوا تو وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں نہ کہ کسی پتھر کے پاس۔

پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ تم دین پر ایسے وقت نہ رونا جبکہ اس کا اہل اور لائق آدمی حاکم ہو۔ البتہ اس وقت دین پر رونا جس وقت نالائق اور نا اہل آدمی حاکم ہو"۔

مؤذنِ رسول اللہ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا مزارِ نبی کریم ﷺ پر اپنا چہرہ ملنے کا واقعہ ابن عساکر نے بروایت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اپنی والہانہ محبت کے پیشِ نظر مزار بوسی کرتے تھے اور اس فعل سے روکنے والے کو سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے نا اہل کا خطاب ملا۔

رہی بات توسّل کی تو بارگاہِ خداوندی میں دُعا اور طلب کے وقت صاحبِ مزار سے توسل کرنا بھی جائز اور مشروع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی جناب میں وسیلہ طلب کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم مطلق ہے۔ اس میں اعمال و رجال اور احیاء و اموات سب شامل ہیں۔ یہاں وسیلہ کو مقید کرنا اور صرف اعمال یا احیاء مراد لینا آیتِ کریمہ کی روح کے خلاف ہے۔ "ترمذی شریف" کے باب الدعوات میں اور "ابن ماجہ شریف" کے باب صلاۃ الحاجۃ میں بروایت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔ جس میں ایک نابینا شخص کو رسولِ اکرم ﷺ نے خود اپنے وسیلہ سے دُعا کی تعلیم فرمائی جس کی برکت سے اسکی بینائی لوٹ آئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل حضرت ابوالجوزاء سے مروی ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا اُنظُرْ وقَبْرَ النَّبِی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ بِنَتَ الْعُشْبِ وَسَمَنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى لَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ (سنن دارمی شریف، جلد اول، صفحہ 43، مشکوٰۃ شریف، باب الکرامات، صفحہ 545)۔ "کہ روضۂ رسول ﷺ کو کھول دو اور آسمان کی طرف سے ایک سوراخ بناؤ۔ یہاں تک کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے پس لوگوں نے ایسا کیا۔ ان پر خوب بارش برسائی گئی۔ یہاں تک کہ چارہ اُگا، اونٹ موٹے ہو گئے گویا چربی سے بھر گئے اور اس سال کا نام "عام الفتق" پڑ گیا"۔

قطعاتِ تاریخ (سالِ طباعت)

کتابِ مستطاب "زیاراتِ ایران مع تصاویر"
از قلم مکرمی افتخار احمد حافظ قادری زید مجدہ
افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

کتاب کا نمبر شمار 32
بہ الفاظ بحساب ابجد "زیبا جهد" "زیب و ادب"
32 32

سالِ طباعت 1433ھ / 2012ع
بہ الفاظ بحساب ابجد

فضیلتِ عجم	تذکارِ اہلِ نگاہ	زجاجِ منہاجِ فضیلت	فروغِ شموعِ علم ویقین	انوارِ اہلِ ادب وشریعت وطریقت
1433ھ	1433ھ	1433ھ	2012ء	2012ء

اولیاء کے ذکر سے تاریکیاں کرتا ہے دُور	افتخار احمد کا مُدت سے قلم ہے نُور بار
ہم سے دُور اُفتادگاں کو بھی سُنایا اُن کا حال	اُس نے علم و فقر کے دیکھے جو امصار و دیار
عالمِ اسلام کا لاریب سیاحِ عظیم	ہے مُسلّم اُس کا اربابِ نظر میں اعتبار
اس کتابِ خوب کی طارقؔ کہی تاریخِ چاپ	بالیقیں یہ ہے "شہانی جدوجہدِ افتخار" 1433ھ
دوسری تاریخ بھی اُس کی طباعت کی کہی	واہ واہ "وہاجِ شوق انگیز کارِ افتخار" 2012ء
اُس نے ذوق و شوق سے طارقؔ کیا آراستہ	وہ گلستاں جو قیامت تک، رہے گا پُر بہار

اُس پہ ہے لطفِ خدا و مصطفیٰ	ہے خجستہ بخت حافظِ افتخار
ہیں جہاں آرام فرما اہلِ حق	اُن ممالک میں گیا ہے بار بار
حق تعالیٰ کے عبادِ محترم	کبریا کے اولیائے ذی وقار
اُن کے درباروں پہ وہ حاضر ہوا	دائمی ہے جن کا اوج و اقتدار
جن کے علم و فقر کے عظمت کے باغ	تا قیامت ہیں گل افشاں، پُر بہار
قونیہ کا بھی ہے زائر سعد بخت	قونیہ، عشق و محبت کا دیار
اُس نے دیکھا، ناز کر سکتا ہے وہ	''مولوی'' کا روضۂ گردوں وقار
اُس نے دیکھا وہ گیا بغداد بھی	غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فلک پایہ مزار
دُور تر ایسی جگہوں پر بھی گیا	جن پہ جانا سخت ہے دشوار کار
دیکھا خوش قسمت نے نیشاپور میں	مرقدِ پاکِ فرید الدین عطار
با یزید، عبدالعظیم و شاہ چراغ	اُن کی دیکھیں تربتیں انوار بار
دیکھے دیدہ ور بلند اقبال نے	حافظِ شیراز رحمۃ اللہ علیہ و سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار
بو سعید و جام احمد، جنگی دوست	اولیائے کام گار و نام دار
''بندگانِ خاصِ علّامُ الغیوب''	اُن کی دیکھیں بارگاہیں باوقار
کاہلی و سہل انگاری سے دور	سعیِ پیہم، جستجو اُس کا شعار
اس کتابِ دلکش و مرغوب کی	خوبیاں، رعنائیاں ہیں بے شمار
ہے مزین عمدہ تصویروں کے ساتھ	یہ کتابِ علم و عرفاں، شاہکار
سالِ چاپ اس کا ہے ازروئے ''ادب'' 1	یہ ہے دیدہ زیب ''عکس افتخار'' 1433=1432+1
اس کی تاریخ طباعت ازروئے ''ادب'' 1	کی رقم طارق نے ''عکس افتخار'' 1433=1432+1
دوسری تاریخ سال عیسوی	کی رقم ''خوبی، علو و افتخار'' 2012ء

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری، واہ کینٹ

زیاراتِ ایران نامه

بہ مناسبت دیدار از زیارت گاہ های ایران و گردش در ایران ، دو یار یکدل و یکسویہ جناب آقای سید رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری منگانوی و جناب آقای الحاجّ پرفسور افتخار احمد حافظ قادری شاذلی قونیوی و تحریرو تألیف و ترتیب کتاب مستطاب " زیارات ایران " باتصویر رنگین و دل نشین و نوشتہ های روح پرور دربارۂ ایران و زیارتگاہ های گونا گون ایران۔

آغاز سفر زیارتی

زیارات ایران گلستان بُوَد		محبت ہمہ جا فراوان بود
زیارات ایران شدہ بی نظیر		بُوَد افتخار احمد ما کبیر
زیارات ایران مقدّس شمار		ز بہر زیارت ہمہ جان نثار
زیارات ایران مصوّر بود		تصاویر رنگین منوّر بود
زیارات ایران دلِ اولیاء		ہمہ اوصیا و ہمہ اتقیا
زیارات ایران عشقِ آفرین		" قَلَم یَسطُرونَ " چو حصِن حَصین
ہمہ جای ایران شدہ نو بہار		ببین عزّت و دانش و افتخار
رفاقت علی شاہ دانای دین		شدہ ہمرہ افتخار الأمین
رفاقت علی ہمدل افتخار		بہ گردش در ایران بہ عزّ و وقار
ز پنڈی روان ہر دو این یارجان		از آن گل زمین آمدند جان فشان

مشہد مقدّس رضا علیہ السلام

دو یار طریق محبت روان		بہ مشہد رسید ند و قُدس آستان
زیارت نمودند امام رضا علیہ السلام		علیّ بن موسیٰ الرّضا علیہ السلام با رضا
دل و جان سپردند در راہ حق		سفر آمدہ راہ عشق و سَبَق
بہ طوس و اَبا صَلت و خواجہ ربیع		شدند شادمان در مقام رفیع

امام رضا علیه‌السلام

خراسان و درگاه شاه رضا علیه‌السلام	به لطف و ارادت بُوَد اقتدا
نخست از امام رضا علیه‌السلام یاد کن	به هشتم امام علیه‌السلام عشق بنیاد کن
دعا و مناجات هشتم امام علیه‌السلام	به هر کس دهد ذوق و همّت تمام
به ایوان و گنبد نظر کن به جان	محمّد رسول خدا ﷺ را بخوان
محمّد رسول ﷺ و همه آل او علیهم‌السلام	صحابه رضی‌الله‌عنهم همه اولیا رحمهم‌الله شان ازو
خراسان بُوَد مرکز عشق و دین	شهیدان درگاه حق الیقین

تربت ابوالقاسم گرگانی رحمة‌الله‌علیه

سپس سوی تربت روانه شدند	در آنجا پی آب و دانه شدند
ابوالقاسم آن پیر عشق و کمال	به گرگانی او را نَسَب هست و حال
زیارتگهش مرکز عاشقان	روان سوی درگاه او سالکان
بُوَد کشف درگاه او دل پسند	همه بهر دیدار او مستمند

تربت شیخ احمد جام رحمة‌الله‌علیه

سپس سوی جام آمدند آن دو یار	رفاقت علی همره افتخار
به شیخ احمد جام مست آمدند	طلب کار عهد اَلَست آمدند
از آن تربت جام نوشان شدند	همه مست و شاد و خروشان شدند
به شیخ احمد جام و آن ژنده پیل	همین است عرفان او را دلیل

مزارا بو سعید ابوالخیر رحمة‌الله‌علیه

دیگر بو سعید شیخ نیکو سرشت	به اسرار توحید نیکو نوشت
ابوالخیر مهنه بزرگ و شریف	کلامش کند جان و دل را لطیف
همه سالکان سوی او می روند	همه سالکان سوی او می روند
بیایید به درگاه این بو سعید	پناه همه هست ربّ المجید

مزار شیخ فریدالدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ

نشابور بُوَد جلوهٔ عشق حق	همه روشن از بود ربّ الفلق
به شهر نشابور خوش آمدند	به درگاه عطّار نعره زدند
همان شیخ عطّار پیر طریق	به گلزار عشق الٰهی دقیق
زیارتگهش جلوهٔ عارفان	خروشان به اشعار او کاملان
بخوان منطق الطّیر او ای جوان	به پند نامه اش جهچه زن بلبلان
بخوان تذکره اولیا ای پسر	همه اولیا اندر آن جلوه گر
زخیّام و بحروق کنون یاد کن	مزار کمال را تو دلشاد کن

مزار شیخ سعید مغربی رحمۃ اللہ علیہ

دیگر مغربی شیخ سعید بزرگ	سعید بن سلام است و باشد سترگ
به درگاه او داده هر کس سلام	به شهر نشابور دارد مقام
دو تن عارف پاک از گل زمین	به نیکی برا و داده اند آفرین
شدند شادمان این دو یار کُهن	دعا و درود و سلام و سُخن

مزار بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

سپس سوی بسطام پاک و شریف	روانه شدند با درود لطیف
روان افتخار و رفاقت علی	به جان یا محمد ﷺ به دل یا علی علیہ السلام
زیارتگه بایزید زمان	شده جلوهٔ پاک زنده دلان
همه اولیا پیرو بایزید	تصوّف از او در جهان شد مزید
کلامش بُوَد شهرهٔ عارفان	بیانش بُوَد روح حق را نشان
گلستان بسطام رنگین بُوَد	در آن بایزید لوح زرّین بُوَد

مزار ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

خرقان شده لنگر مبهمان	بُوَد بوالحسن عارف میزبان

خرقان شده جلوهٔ زندگی	شب و روز مردم بُوَد بندگی
خرقان بُوَد لنگر بوالحسن	همانجا که مهمان بُوَد مؤتمن
ربهر همه لنگر آمد پناه	نبا شد در آنجا کسی را گناه
مپرسید از دین مهمان من	دهیسد نان و آیش چو گل در چمن
برای همه لنگر بوالحسن	توانا کند نان او جسم و تن
هر آن کس که مهمان لنگر شود	به جان و به دل او توانگر شود

شهر ری و تهران

چو از شهر شاهرود بیرون شدند	به گردش سوی دشت و هامون شدند
به شهر ری و شهر تهران روان	رفیقان رسیدند گردش کنان
رفاقت علی همره افتخار	به تهران رسیدند و دل شادوار
درود و سلام همه دوستان	ستایشگر این دو یار جوان

درگاه شاه عبدالعظیم علیه‌السلام

رسیدند به درگاه عبدالعظیم	همان شاه عزّ و وقار و کریم
زیارت نمودند او را به جان	سپردند راه و طریق امان
بود شهر ری مرکز قُدسیان	بُوَد شاه عبدالعظیم سایبان
در آنجا بود شهر بانو یقین	به کوه طبرک بود او مکین
بُوَد این بابویه را بارگاه	همه کس دعا خوان در آن جایگاه

گیلان معلّی

مقدّس همه جای ایران زمین	بدیدند و شادان شدند و امین
معلّی شده مُلک گیلان یقین	همه جای آن گلشن و گل ببین
دو یار بزرگ و عزیز و شریف	رسیدند بی گیلان به لطف لطیف
به گیلان و گیلانی شادان شدند	به جان شوق و ذوق فراوان شدند

همه جنگل و کوه صحرای آن	شده جلوه گاه همه عارفان
همه قادری سلسله شادمان	که گردیده گیلان مهد امان
سراسر همه قادری بالیقین	به گیلان و بغداد و این گل زمین

مزار سیّدة فاطمه امّ الخیر

زیارتگه سیّده فاطمه	بُوَد مادر قادری ها همه
بُوَد امّ خیر فاطمه پاک باز	شده عبد قادر از او دلنواز
رفاقت علی همره افتخار	به درگاه این امّ خیر جان سپار
بپوشید چادر بر آن تربتش	که باشد به درگاه حق رُتبتش

مزار ابوصالح موسٰی جنگی دوست

از آنجا ابوصالح آمد به یاد	که موسٰی بُوَد در جهان وِداد
پدر باشد او قادری را یقین	شده جنگی دوست آن محبّ امین
سراسر همه قادری را مکان	پرا کنده عشق و محبت در آن
بُوَد شهر نور جای بوصالحان	که روشن نموده تمام جهان
همین است که گیلان معلّی شده	برای مسلمان مصلّی شده
شده مهد گیلان نقش آفرین	ابوصالح و امّ خیر گل زمین
بپوشید چادر بر آن قبر پاک	به عشق خدا سینه شد چاک چاک

قم المقدّسة

پس از آن به قُم آمدند آن دو یار	رفاقت علی شاه با افتخار
زیارت نمودند معصومه قُم	به گلزار قُم جملگی گشته گم!
همان سیّده فاطمه نام او	بود شهر قم شُهره با نام او
زن و مرد و پیر و جوان سر به سر	به درگاه معصومه بسته کمر
مناجات و وِرد و دعا و درود	همه بر زبان و دل و جان سرود

شاه چراغ شیراز علیه السلام

سپس سوی شیراز گشته روان	به عشق خدا جانشان ترجمان
همان افتخار احمد رازدان	رفاقت علی شاه شیرین زبان
همه گفت و گوشان ز شاه چراغ	ز گل زار و سرو و گل و باغ وراغ
نخست سوی شاه چراغ آمدند	دعا خوان به دل باغ باغ آمدند
سپردند مهر و محبت به او	به لطف و صفا هر کجا جُست و جُو
زیارت نمودند به نور روان	سلام و دعا و صلٰوة و اذان

مزار سیّد عبداللّٰه خفیف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

دیگر عارف پاک دانا شریف	همان سیّد عَبداللّٰه خفیف
به نیکی بُوَد نام او مشتهر	به کشف حقایق به شوق سفر
زیارت نمودند درگاه او	دعا و ثنا خوان خرگاه او
تصوّف از و گشته هر جا روان	بدان سان که نام خفیف جاودان

مزار شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ :سعدیه

دیگر شیخ اخلاق و دین و طریق	بُوَد مسلح الدّین سعدی رفیق
گلستان و بوستان و اشعار او	شده نقش ایوان و نام نِکو
غزل های او دلرُبایی کند	به عُشّاق جان آشنایی کند
به پند و نصیحت گلستان بُوَد	به دانش یکی باغ و بستان بود
به سعدیه رفتند شادان شدند	در آن حوض ماهی نمایان شدند
بُوَد سعدیه مرکز عاشقان	شب و روز مردم در آنجا روان
نشستند بر خاک سعدی دو یار	به یادش دعا خوان شعار و دثار

مزار حافظ شیرازی : حافظیّه

بُوَد شهر شیراز چون سر و ناز	در آنجا بُوَد حافظ پاک باز

بُوَد درگهش جای راز و نیاز		شده فال حافظ به دل جان نواز
رفاقت علی شاه با افتخار		شدند معتکف هر دو پیمان گزار
نشستند و خواندند اشعار او		غزل های شیرین و گفتار او
گشودند فال محبت یقین		به قرآن بُوَد نقش حافظ مَکین
توای افتخار و رفاقت بدان		که حافظ شده حافظ جاودان
سراسر جهان عشق حافظ گرفت		تفاَل ز حافظ شده در شگفت
سفرنامهٔ این دو یار شفیق		"زیارات ایران" و راه طریق "۸۱۱"
"زیارات ایران" باغ و بهار "۸۱۱"		شده هم عدد این بُوَد "رستگار"
"زیارت ایران" گوهر نثار "۸۱۱"		"سراسر نشاط" آمده افتخار "۸۱۱"
"زیارات ایران" قُدس آستان "۸۱۱"		"سُخن صاف" باشد چو آب روان "۸۱۱"
"زیارات ایران" نوشت افتخار "۸۱۱"		چو "کبریت احمر" بُوَد آشکار "۸۱۱"

مادهٔ تاریخ های زیارات ایران

کنون بشنوید جمله تاریخ آن		حروف جُمَل آمده خوش بیان

مادهٔ تاریخ های هجری شمسی

به تاریخ شمسی بخوان داستان		"زیارات ایران نقش جهان" "۱۳۹۰ھ ش"

کتـــاب زیـــارات شده مستطـــاب		بـود مستـفیض نام تـاریخ ناب "۱۳۹۰ھ ش"
نـوشتـه شـده نیکـی از این سفـر		" زیـــارات ایـــران راهـم جگــر " "۱۳۹۰ھ ش"
بـه تـاریخ شـمسی شده شش جهات		" زیـــارات ایـــران امید نـجــات " "۱۳۹۰ھ ش"
بــه پـنـد و بـه اندر ز و عرفـان سَبَق		" زیـــارات ایـــران عــرفــان حق " "۱۳۹۰ھ ش"
هـمیـن افتـخـار یار معروف شد		" زیـــارات ایـــران مـعطـوف " شد "۱۳۹۰ھ ش"

مادۂ تاریخ های هجری قمری

بـه تـاریخ هـجری بخوان این چنین		" فیوضـات کـونیـن " حبل المتین "۱۲۳۳ھ ق"
بــه تــاریــخ هـجری بُوَد دلپـذیر		" زیـــارات ایـــران مهـر مـنیـر " "۱۲۳۳ھ ق"
دهـد جـذبــۂ حـق و حـق الیقین		" زیـــاراتِ ایــران ر کــن ر کیــن " "۱۲۳۳ھ ق"
ز مَـروه سفـر کـن بــه سعی صَفا		" زیـــاراتِ ایـــران عــقل آشـنـا " "۱۲۳۳ھ ق"
هـمـــه جــای ایران بُوَد بخـردی		" زیـــارات ایـــران شُـکـر ایـزدی " "۱۲۳۳ھ ق"
فبـه تــاریخ هـجـری نـوشتـه قلم		" زیـــاراتِ ایـــران بتـاج و عَـلَـم " "۱۲۳۳ھ ق"

محبت در آن گشته مَسند نشین		" زیارات ایران قلم عنبرین " "۱۴۳۳ھ ق"
مادهٔ تاریخ های میلادی یا عیسوی		
بہ تاریخ میلادی آمد حساب		" خوشا این فیض بود " تاریخ چاپ "۲۰۱۲م"
ز عشق و محبت رساند پیام		" زیارات ایران بزم خرام " "۲۰۱۲م"
ببین افتخار احمد خوش روش		" زیارات ایران الفت کشش " "۲۰۱۲م"
خدا و رسول ﷺ و علی علیہ السلام جان ماست		" زیارات ایران استاده است " "۲۰۱۲م"
بہ راہ شهادت چو خون ریختن		" زیارات ایران انگیختن " "۲۰۱۲م"
بہ درگاہ حق دست ما بر دعا		" زیارات ایران کشور خدا " "۲۰۱۲م"
نوشتہ کتاب افتخار والسّلام		" زیارات ایران ختم کلام " "۲۰۱۲م"
" رھاؔ " این زمان گشته تاریخ گوی		بخوان ای جوان تاشوی نیک خوی
" رھاؔ " خادم افتخار و علی		دو تن قادری : شاه و حافظ ولی

سرودهٔ

دکتر محمد حسین تسبیحی " رھاؔ "

تهران، ایران

مادۂ تاریخ ہای دیگر در حروف جُمَل (ابجد)

اوّل : ہجری شمسی

" زیاراتِ ایران ثواب " "۱۳۹۰ ھ ش "		" زیاراتِ ایران مہر نو بہار " "۱۳۹۰ ھ ش "
" زیاراتِ ایران حرم اکرم " "۱۳۹۰ ھ ش "		" زیاراتِ ایران مکارم حُرّ " "۱۳۹۰ ھ ش "
" زیاراتِ ایران جمال عالم افروز " "۱۳۹۰ ھ ش "		" زیارات ایران لایق و شایان " "۱۳۹۰ ھ ش "
" زیاراتِ ایران مجلس ارباب معنی " "۱۳۹۰ ھ ش "		" زیاراتِ ایران سیّد الابرار " "۱۳۹۰ ھ ش "

دوم : ہجری قمری

" زیاراتِ ایران اصحاب محبت " " ۱۴۳۳ ھ ق "		" زیارات ایران اصحاب مودّت " " ۱۴۳۳ ھ ق "
" زیاراتِ ایرام استکمال " " ۱۴۳۳ ھ ق "		" زیاراتِ ایران نقّاش مانی " " ۱۴۳۳ ھ ق "
" زیاراتِ ایران شمع زندگانی " " ۱۴۳۳ ھ ق "		"زیاراتِ ایران رفیق و مونس " " ۱۴۳۳ ھ ق "
" زیاراتِ ایران سفر دراز " " ۱۴۳۳ ھ ق "		" زیاراتِ ایران ولی وقت " " ۱۴۳۳ ھ ق "
" زیاراتِ ایران نیک نیّت بود " " ۱۴۳۳ ھ ق "		" زیاراتِ ایران جان و ایمان فقیر " " ۱۴۳۳ ھ ق "
" زیاراتِ ایران تبسّم گل " " ۱۴۳۳ ھ ق "		زیاراتِ ایران حاتم زمانہ " " ۱۴۳۳ ھ ق "
" زیاراتِ ایران شکر لب " " ۱۴۳۳ ھ ق "		" زیاراتِ ایران کام تمنّا " " ۱۴۳۳ ھ ق "

”زیاراتِ ایران سریر اعجاز“ ”۱۴۳۳ ھ ق“		”زیاراتِ ایران گوهر اشک“ ”۱۴۳۳ ھ ق“
”زیاراتِ ایران صحّت جان“ ”۱۴۳۳ ھ ق“		”زیاراتِ ایران داستان کُوی“ ”۱۴۳۳ ھ ق“
”زیاراتِ ایران نهال سرور“ ”۱۴۳۳ ھ ق“		”زیاراتِ ایران میرا میران“ ”۱۴۳۳ ھ ق“
”زیاراتِ ایران از پنجهٔ آفتاب“ ”۱۴۳۳ ھ ق“		”زیاراتِ ایران تیز فهمی“ ”۱۴۳۳ ھ ق“

مادهٔ تاریخ های میلادی ، عیسوی ، عیسایی

”زیاراتِ ایران نیشتر غم بود“ ”۲۰۱۲م“		”زیاراتِ ایران ابواب غنی خوشد“ ”۲۰۱۲م“
”زیاراتِ ایران جواب الحفیظ فرّح فاله“ ”۲۰۱۲م“		”زیاراتِ ایران حفیظ غیب احبّا“ ”۲۰۱۲م“
”زیاراتِ ایران حاجّ حافظ اعظم“ ”۲۰۱۲م“		”زیاراتِ ایران حضرت آب جاه“ ”۲۰۱۲م“
”زیاراتِ ایران تاج خسرو خلق بُوَد“ ”۲۰۱۲م“		”زیاراتِ ایران حدّ پاک ذات خسروی“ ”۲۰۱۲م“
”زیاراتِ ایران جهد فیّاض زر بخش“ ”۲۰۱۲م“		”زیاراتِ ایران شربت خرد افروز باده“ ”۲۰۱۲م“
”زیاراتِ ایران انتخاب دلپذیر احبّا“ ”۲۰۱۲م“		”زیاراتِ ایران خوش لقا خوش نوا هوا“ ”۲۰۱۲م“
”زیاراتِ ایران باغ خوشنما بُوَد“ ”۲۰۱۲م“		”زیاراتِ فخر زمان خوش پسند احبّا“ ”۲۰۱۲م“

دکتر محمد حسین تسبیحی ”رهاؔ“

تهران ،ایران

کتابیات

نام کتاب/مجلہ (فارسی)		مصنف/مترجم/ناشر
معجزات وکرامات امام رضا علیہ السلام		محمد رضا سعادتی راد
زیارت نامہ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہ		انتشارات آستان قدس رضوی، مشہد
کشف المحجوب		ابوالحسن علی بن عثمان جلابی ہجویری غزنوی
تحلیل کشف المحجوب		دکتر محمد حسین تسبیحی رہا
معیار سالکانِ طریقت		میر علی شیر قانع تتوی
اماکن تاریخی، مذہبی، اُستان فارس		کرامت یزدانی
جلوہ گاہِ نور		شیخ غلام رضا اسلامی
نام کتاب/مجلہ (اُردو)		**مصنف/مترجم/ناشر**
زندگانی امام رضا علیہ السلام		حاج شیخ علی اصغر عطائی خراسانی
مقاماتِ صوفیہ (اُردو ترجمہ، اسرار التوحید)		حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ مترجم پیرزادہ اقبال فاروقی
شرح کشف المحجوب		کپتان واحد بخش سیال
تذکرۃ الاولیاء		حضرت شیخ فریدالدین عطار
روشنی کے مینار		ضیاء تسنیم بلگرامی
سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ		افتخار احمد حافظ قادری
زیاراتِ مقدسہ (جلد اول)		افتخار احمد حافظ قادری
زیاراتِ مقدسہ (جلد دوم)		افتخار احمد حافظ قادری
تاریخ مشائخ نقشبندیہ		صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی
اُردو دائرۃ معارف اسلامیہ (جلد دوم)		پنجاب یونیورسٹی، لاہور
مجلّہ سہ ماہی پیغام آشنا، اسلام آباد، شمارہ 27		ثقافتی قونصلیٹ اسلامی جمہوریہ ایران
مجلّہ آئینۂ لاہور، فروری 1957		لاہور

حصہ دوم

- سید رفاقت علی شاہ کاظمی مدظلہ العالی کی مختصر سوانح حیات
- سید رفاقت علی شاہ کاظمی مدظلہ العالی کے سفرِ زیاراتِ مقدسہ
- حصہ تصاویر (2)
- سید رفاقت علی شاہ کاظمی مدظلہ العالی پر تاثرات
- حصہ تصاویر (3)
- تعارف مصنف کتاب ہذا، افتخار احمد حافظ قادری

فخرِ ساداتِ کاظمیہ

جناب پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری

کی مختصر

سوانح حیات

خاندانی پسِ منظر

جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری مدظلہ العالی تاجدارِ ساداتِ موسویہ کاظمیہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ (مزار مقدس، کاظمین شریفین، بغداد شریف، عراق) کے چمنستان کے 37 ویں گل معطر اور حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ (مزار مقدس، ایران) کے برادر، شہیدِ اصفہان (ایران) حضرت امام زادہ سید ہارونِ ولایت رضی اللہ عنہ کے 36 ویں گل سر سبز ہیں۔

حضرت سید ہارونِ ولایت رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے ایک قافلہ سادات کے ہمراہ اپنے برادرِ مکرم جناب حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ بن حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری اور ملاقات کے لئے روانہ ہوئے لیکن اصفہان میں منافقین کے حملے میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

شرفِ اولاد حضرت سید ہارونِ ولایت رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا امام زادہ ہارونِ ولایت رضی اللہ عنہ اور اُن کی اولادِ امجاد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں عظیم نسب شناس حضرت علامہ مرعشی نجفی اپنی تالیف میں فرماتے ہیں

''این ولی خدا حضرت هارون بن موسٰی بن جعفر بافرزنداش را که هر کدام اولیاء زمان و قطب مکان خود بوده اند و در ممالک مختلف زینت بخشیده و فیض رسانیده اند''۔

(حضرت ہارون بن موسیٰ بن جعفر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ولی ہیں۔ اُنکی اولادِ مُبارکہ میں ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں ولی اور قطب کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں، یہ حضرات دُنیا کے مختلف ممالک کو زینت بخشنے کے ساتھ فیض بھی پہنچاتے ہیں۔)

حضرت امام زادہ ہارون رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سید احمد ہوئے جو حافظ قرآن ہونے کے علاوہ زہد و تقویٰ اور اتباعِ شریعت مطہرہ کی ایک باکمال شخصیت تھے۔ انھی کی نسلِ مبارک سے آگے چل کر ساداتِ کاظمیہ کے ایک درخشندہ ستارے جناب سید کمال الدین رضی اللہ عنہ ہوئے جن کی جود و سخاوت زمانہ بھر میں مشہور تھی اور شہرِ طوس و مشہدِ مقدس کے صاحب امر و صاحب تصرف تھے۔

سید کمال الدین کاظمی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے سید حسین ثانی رضی اللہ عنہ تبلیغ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سُلطان سکندر لودھی کے دورِ حکومت میں مشہدِ مقدس سے دہلی تشریف لا کر مقیم ہوئے ۔ سُلطانِ وقت آپ سے بہت زیادہ عقیدت و محبت رکھتا تھا۔ حضرت سید حسین ثانی کی اولادِ امجاد بغرضِ تبلیغ برصغیر کے مختلف علاقوں میں پھیل گئی۔

حضرت سید حسین ثانی رضی اللہ عنہ کی اولادِ امجاد سے آگے چل کر ایک سیدزادے جناب سید احمد حجاز مقدس تشریف لے گئے ۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں طویل قیام کے بعد واپس ہندوستان تشریف لائے اور پھر اُن کی اولادیں پھیلتی رہیں حتیٰ کہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے اجداد میں سے ایک بزرگ سید چنن شاہ گجرات کے قریب شادیوال میں مقیم ہو گئے۔

سید نواب شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ:

سید چنن شاہ کے پڑپوتے اور سید رفاقت علی شاہ صاحب کے جدامجد سید نواب شاہ کاظمی ایک صدی قبل شادیوال (گجرات) سے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ ہجرت کر کے سرگودھا کی تحصیل بھلوال موضع مرولہ والا (معظم آباد) ڈیرہ امرتسریاں آ کر آباد ہو گئے ۔ بعد میں ڈیرہ امرتسریاں سے ڈیرہ ورکاں کے پاس آباد ہوئے جو بعد میں ڈیرہ نواب شاہ کے نام سے مشہور ہوا۔

سید نواب شاہ کاظمی کی شادی بخاری سادات کے ایک گھرانے میں ہوئی ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تین فرزندوں سے نوازا۔ (۱) سید اصغر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (والد محترم سید رفاقت علی شاہ کاظمی)۔ (۲) سید تصدق حسین شاہ کاظمی ۔ (۳) سید عاشق حسین شاہ کاظمی ۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے جد امجد سید نواب شاہ کاظمی کی نسبت چورہ شریف میں جناب امیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تھی ۔ سید نواب شاہ کا انتقال ڈیرہ نواب شاہ (معظم آباد) میں ہوا اور آپ کی آخری آرامگاہ قبرستان ڈیرہ امرتسریاں میں بنی۔

سید اصغر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ:

سید اصغر علی شاہ کاظمی (والدِ محترم جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی) کی ولادت شادیوال میں ہوئی ۔ مرولہ والا میں ابتدائی اور مڈل تک کی تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول میں حاصل کی ۔ بعد ازاں انڈین فوج میں ملازمت اختیار کر لی ۔

والدہ صاحبہ کے مجبور کرنے پر 1949ء میں فوج سے نوکری چھوڑ دی اور اپنے والد کے ہمراہ کھیتی باڑی شروع کر دی۔1966ء میں ڈیرہ نواب شاہ (مرولہ والا) سے چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی تحصیل بھلوال (سرگودھا) میں ہجرت فرمائی۔حضرت سید اصغر علی شاہ کاظمی کی شادی مبارک چک نمبر 83 جنوبی کے ایک گیلانی سادات گھرانے میں ہوئی۔جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بیٹا (سید رفاقت علی شاہ کاظمی) اور ایک بیٹی سے نوازا۔اپنی بیٹی کی شادی اپنے بھانجے سید آصف حسین شاہ کاظمی کے ساتھ کر دی۔

1969ء میں ایک سکول میں ملازمت اختیار کر لی۔آپ کی بیعت ارادت چورہ شریف میں حضرت امیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تھی بعد میں آپ نے بیعت صحبت تاجدارِ منگانی شریف حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر فرمائی۔

سید اصغر علی شاہ کاظمی جون 1995ء میں ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گئے اور وہی بیماری آپ کی آخری بیماری ثابت ہوئی اور بالآخر 31 دسمبر 1995ء کو اپنی جان مالک کے حوالے کر دی ۔اگلے روز مورخہ یکم جنوری 1996ء بعد از نمازِ مغرب جناب حافظ عبدالغفور صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں حضرت خواجہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری، قبلہ پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری کے علاوہ کثیر تعداد میں پیر بھائیوں اور اہلِ علاقہ نے شرکت فرمائی اور آپ کی آخری آرامگاہ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ اقدس کے بیرونی جانب حضرت پیر سید مطیع اللہ کے مزار سے متصل مشرقی جانب بنی۔

سید رفاقت علی شاہ کاظمی مدظلہ العالی

کسی کو کیا معلوم تھا کہ حضرت سید ہارونِ ولایت کی نسل کے ایک حسینی سید زادے اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی نسل مبارکہ کی ایک حسنی سید زادی کی شادی مبارکہ سے جو نجیب الطرفین حسینی حسنی سید زادے کی ولادت ہوگی وہ مستقبل میں ایک درخشندہ ستارہ بن کر رُوحانیت کی بلندیوں کو چُھوئے گا اور اُس کا نام سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری ہوگا۔(شجرۂ نسب اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری
کا شجرۂ نسب
حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
تاجدارِ ساداتِ موسویہ کاظمیہ
حضرت امام زادہ سید ہارون ولایت رضی اللہ عنہ
شہیدِ اصفہان نصف جہان
سید حجاز شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید احمد شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید طبّا طبّا شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید ہارون شاہ ثانی کاظمی رضی اللہ عنہ
سید جلال الدین شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید احمد شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید حسین شاہ اکبر کاظمی رضی اللہ عنہ
سید کمال الدین شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید موسیٰ شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید حسن شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید شاہ حسین ثانی کاظمی رضی اللہ عنہ
سید برہان الدین شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید محمد شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید جہان شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید احمد شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید حمید شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید قاضی شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
سید عزیز اللہ شاہ کاظمی رضی اللہ عنہ
اگلا صفحہ ملاحظہ ہو

پچھلے صفحہ کا تسلسل
سید شہاب الدین شاہ کاظمی
سید صدرالدین شاہ کاظمی
سید حسام الدین شاہ کاظمی
سید انبیاء شاہ کاظمی
سید حسن شاہ کاظمی
سید جیون شاہ کاظمی
سید حاجی شاہ کاظمی
سید سارک شاہ کاظمی
سید مُجَفَّر شاہ کاظمی
سید باقر شاہ کاظمی
سید نَطحَۃ شاہ کاظمی
سید کرم شاہ کاظمی
سید باقر شاہ کاظمی
سید چمن شاہ کاظمی
سید جلال شاہ کاظمی
سید نواب شاہ کاظمی
سید اصغر علی شاہ کاظمی
سید رفاقت علی شاہ کاظمی
نوٹ: یہ شجرۂ نسب بموجب عکس شجرہ جو سید رفاقت علی شاہ کاظمی کے پاس موجود ہے سے نقل کیا گیا ہے (افتخار احمد حافظ قادری)

ولادت وابتدائی تعلیم:

سید رفاقت علی شاہ صاحب کی ولادتِ باسعادت ڈیرہ نواب شاہ مرولہ والا (سرگودھا) مورخہ 2 جنوری 1957ء کو ہوئی۔ ابتدائی دینی تعلیم اور قرآن پاک اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا اور مکمل ہونے پر اُسکی تصحیح کیلئے جناب حافظ عبدالغفور صاحب مدظلہ العالی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

دُنیاوی تعلیم کیلئے گورنمنٹ مڈل سکول مرولہ والا میں داخل ہوئے۔ ابھی چار جماعتیں پاس کی تھیں کہ آپ کے والد گرامی جناب سید اصغر علی شاہ مرولہ والا سے چک نمبر 14 جنوبی میں ہجرت فرمائی۔ پانچویں جماعت کیلئے چک نمبر 16 جنوبی کے گورنمنٹ پرائمری سکول میں داخل ہوئے۔

قبلہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میری طبیعت بچپن سے ہی کھیل کود کی طرف راغب نہ تھی بلکہ میں اپنے گاؤں کے بزرگ لوگوں کی محفل میں بیٹھتا جس کی وجہ سے مجھے ابتداء سے ہی نماز پڑھنے کی عادت ہو گئی تھی۔ پرائمری کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مزید تعلیم کیلئے گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 26 شمالی (اجنالہ ریلوے اسٹیشن کے قریب) میں داخلہ لے لیا۔ مڈل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1974ء میں میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 75 جنوبی سے پاس کیا۔

ملازمت:

میٹرک کرنے کے بعد سال 1974ء میں ہی جناب ڈاکٹر افتخار الملت کے کلینک میں ملازمت شروع کردی۔ ایک طویل عرصہ سے او۔جی۔ ڈی۔ سی۔ ایل کے میڈیکل سینٹر میں خدمتِ انسانیت میں مصروف ہیں۔

سفرِ طریقت کی ابتدا!

ایک مرتبہ دورانِ سفر اس بندہ ناچیز نے قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب سے سوال کیا کہ حضرت مجھے بتائیں کہ آپ کے سفرِ روحانیت وطریقت کی ابتداء کیسے ہوئی اور اس کا پسِ منظر اور کیا محرکات تھے؟ قبلہ شاہ صاحب نے جواباً فرمایا کہ سفرِ طریقت کی بشارت یا اُس کا پسِ منظر تو ایک خواب تھی لیکن اس راہ کی طرف لے جانے کے بہت سے محرکات اور کئی اہم بُزرگ شخصیات اور اُن کی صحبت کا اثر ہے۔

خواب میں اشارہ روحانیت:

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جب میں گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 26 شمالی میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا تو ایک رات مجھے خواب میں ایک نہایت ہی خوبصورت بزرگ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جو ہمارے گھر میں موجود ہیں اور ایک پُختہ کمرہ بنا کر اس میں ایک مشین لگا رہے ہیں۔

مشین لگانے کے بعد اُنہوں نے اُس کے چاروں اطراف میں ٹیلی فون سیٹ بھی تاروں کے ساتھ نصب کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا کہ بیٹا! لو ٹیلی فون کا ایکسچینج لگ گیا ہے اور ٹیلی فون بھی میں نے نصب کر دیئے ہیں لیکن اس ایکسچینج کا کنکشن کوئی اور دے گا اور خواب ختم ہوگئی۔

صبح اُٹھا تو مجھ پر ایک کیفیت طاری تھی ۔ اپنے والدِ محترم سے خواب کا ذکر کیا۔ خواب سُننے کے بعد آپ نے مجھ سے اُن بزرگوں کا حلیہ پوچھا تو میں نے پورا حلیہ بیان کر دیا کیونکہ صبح تک مجھے مکمل خواب اچھی طرح یاد تھی ۔ حلیہ مبارک سُننے کے بعد والد صاحب نے فرمایا کہ میرے خیال کے مطابق یہ بزرگ چک نمبر 22 شمالی والے پیر سید گلاب شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1942ء) ہیں ۔ لیکن اس خواب کو اپنے دادا صاحب کے پاس جا کر ضرور بیان کرنا۔

دوسرے دن سکول سے چھٹی تھی ۔ میں مرولہ والا شریف ڈیرہ نواب شاہ حاضر ہوا اور دادا محترم کو سارا خواب بیان کیا جس پر آپ نے میرا ماتھا چوما اور فرمایا بہت مبارک خواب ہے اور یہ ہمارے خاندان کے بہت بڑے فقیر اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ ہیں۔

اس خواب کے بعد میں چک نمبر 22 شمالی میں ان کے مزار مبارک پر حاضر ہوا اور یہ سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے اور کم از کم ان کے سالانہ عُرس میں ضرور شرکت کرتا ہوں ۔ قبلہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس خواب کی تعبیر اور تکمیل اُس وقت ہوئی جب میں اپنے آقائے نعمت ، ولی کامل ، کشتۂ عشق و محبت حضور خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے قدم بوس ہوگیا اور اُس وقت جا کر معلوم ہوا کہ اُس ایکسچینج کا کنکشن کس نے دینا ہے۔ (پیر سید گلاب شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک اور اُن کی ذاتی تصویر حصہ تصاویر 3 میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں)

تصوف کی طرف رغبت:

چک نمبر 14 جنوبی کے قبلہ حافظ عبدالغفور صاحب جو رشتہ میں حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تایا حضرت بابا جی حافظ علی گل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور بہنوئی ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب نے اپنی والدہ ماجدہ سے قرآن پاک پڑھنے کے بعد انہی سے دوبارہ قرآن پاک پڑھا۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب کو جناب حافظ عبدالغفور صاحب سے انتہا کی محبت تھی اور وہ بھی قبلہ شاہ صاحب پر خصوصی شفقت و مہربانی فرماتے تھے۔ حافظ عبدالغفور صاحب کے والد محترم جو پیر سید سردار علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اپنے آبائی گاؤں میانوالی سے جب 14 لوکڑی تشریف لایا کرتے تو قبلہ شاہ صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اُن کی صحبت سے فیض حاصل کرتے۔ حضرت قبلہ حافظ علی گل صاحب بھی شاہ صاحب کو ہمیشہ اپنی نگاہ میں رکھتے اور بزرگان دین کا تذکرہ فرماتے اور خصوصیت سے اپنے مرشد کا ذکر اُن کی زبان پر ہوتا۔ ان دونوں بزرگوں کی صحبت کے باعث قبلہ شاہ صاحب تصوف کی طرف راغب ہوئے۔ اسی لئے تو حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ اچھی اور نیک صحبت اختیار کرنے کی تلقین فرماتے ہیں کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت بُرا بنا دیتی ہے

صُحبت صالح تُرا صالح کند　　　صُحبت طالع تُرا طالع کند

کامل بزرگ کی زیارت کا شوق:

حضرت قبلہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کے لالہ محمد حنیف جن سے میری دوستی بھی تھی سب سے پہلے حضور قبلہ پیر سید سردار علی شاہ بخاری دہڑوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مُرشد کریم نے آپ کو دربار بلوآنہ شریف میں حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری کی تلقین فرمائی کیونکہ دربار بلوآنہ شریف کے حضرت حافظ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ اور پیر کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی بیعت طریقت و خلافت دہڑ شریف سے تھی۔ حضرت بابا جی علی گل رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت، حافظ عبدالغفور صاحب کی صحبت و معیت اور لالہ محمد حنیف صاحب کی وجہ سے کسی کامل بزرگ کی زیارت کا شوق دل میں اُجاگر ہوا۔

حضور خواجہ پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات:

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جب میں ساتویں جماعت کا طالب علم تھا تو ایک مرتبہ ہمارے پڑوس میں حضرت پیر محمد کرم حسین لالہ محمد حنیف کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ والد صاحب کو جب معلوم ہوا تو آپ ان کی زیارت و ملاقات کیلئے گھر سے جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا اور میری یہ پہلی ملاقات صرف زیارت اور سلام تک محدود رہی۔

حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری ملاقات:

سید رفاقت علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گاؤں اپنی ہمشیرہ کے ہاں تشریف لائے۔ اِن سے ملاقات کے بعد جب واپس ریلوے اسٹیشن کی طرف جا رہے تھے تو میں سکول سے واپس آ رہا تھا۔ دور سے ہی جب آپ کے چہرہ اقدس کی زیارت ہوئی تو دل میں ایک خیال آیا کہ کامل بزرگوں کی صورت ایسی ہی ہوتی ہے کہ جن کی زیارت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد آ جائے۔ قریب ہونے پر میں نے جناب کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ آپ نے سلام کا جواب عنایت فرمایا میں نے عرض کی آپ کن کے گھر مہمان ہوئے تھے۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ میں حافظ عبدالغفور کے گھر حاضر ہوا تھا۔ میں نے عرض کی کہ کیا آپ اُن کے پیر بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا ''جی''۔ میں نے اپنے مڈل جماعت کے امتحان میں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا فکر مت کریں اور ساتھ ہی فرمایا کہ حافظ عبدالغفور کو پیغام دیں کہ وہ جلدی ریلوے اسٹیشن پر پہنچیں۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری ملاقات بھی انتہائی مختصر تھی لیکن اس ملاقات نے میری شخصیت پر گہرے اثرات چھوڑے۔

حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تیسری ملاقات:

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ سے قبلہ شاہ صاحب اپنی تیسری ملاقات وزیارت کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں ڈاکٹر افتخار الملت کے کلینک پر کام کرتا تھا۔ اچانک ایک دن شام کو قبلہ حافظ عبدالغفور صاحب، لالہ حافظ محمد شریف، لالہ محمد لطیف اور لالہ محمد حنیف کلینک پر آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے قبلہ پیر صاحب کل صبح سرگودھا ریلوے اسٹیشن سے

گزریں گے اور پھر انہوں نے منڈی بہاؤالدین میں اپنے والد گرامی کے عرس پر جانا ہے۔ حافظ عبدالغفور اور لالہ محمد شریف تو ان کے ساتھ جائیں گے اور ہم باقی لوگ زیارت کر کے واپس اپنے اسٹیشن اجنالہ اُتر جائیں گے۔ صبح ہوئی تو میں بھی شوق زیارت میں ان احباب کے ہمراہ سرگودھا ریلوے اسٹیشن پہنچ گیا۔ گاڑی رکتے ہی ایک درویش نے لالہ محمد حنیف کو آواز دی کہ ہم اس ڈبہ میں ہیں۔ ہم تمام لوگ دوڑ کر اُس ڈبہ میں پہنچے۔ ہمیں دیکھتے ہی جناب پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور سب سے بڑی محبت و شفقت فرمائی اور ہم سب کیلئے چائے کا آرڈر دیا۔ اس دوران آپ نے قبلہ حافظ عبدالغفور صاحب سے میرے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حافظ صاحب نے بتایا کہ جو شاہ صاحب ہمارے گاؤں میں رہتے ہیں یہ اُن کا بیٹا ہے۔ آپ نے بڑی توجہ سے دیکھا اور والد صاحب کے بارے میں چند کلمات تحسین فرمائے۔ گاڑی تقریباً پون گھنٹہ رُکی رہی اور اس دوران حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے موضوع پر بہت مفید گفتگو فرماتے رہے۔ گاڑی چلی اور میں اپنے کلینک واپس آ گیا۔ یہ ملاقات پہلی دونوں ملاقاتوں سے طویل تھی اور اس دوران مجھے جناب والا کی گفتگو بھی سُننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس ملاقات اور گفتگو کے نتیجے میں میرے دل میں بیعت ہونے کا شوق پیدا ہو گیا۔

جناب پیر سخی حسین سے نشست:

حضرت پیر سخی حسین مدظلہ العالی رشتہ میں حضور تاجدار منگانی شریف کے بھانجے اور خلیفہ مجاز ہیں۔ جس عرصے میں 14 لوکڑی میں قیام پذیر تھے قبلہ شاہ صاحب کی اُن سے دوستی بھی تھی اور ایک ہی سکول میں یہ دونوں شخصیات بھی زیرِ تعلیم تھیں۔ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تین ملاقاتوں کے بعد سید رفاقت علی شاہ صاحب کی طبیعت میں ایک نمایاں تبدیلی آ چکی تھی، قلب و دماغ طریقت کی طرف مائل ہو چکے تھے اور آتش شوق و مستی اپنے عروج پر تھی۔ ان جذبات کو جلا اسوقت ملی جب حضرت قبلہ پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور خلیفہ مجاز محترمی جناب حضرت پیر سخی حسین عیدالاضحیٰ کے موقع پر (نومبر 1977ء) پر اپنے والدین سے ملاقات کیلئے چک نمبر 14 لوکڑی تشریف لائے اور اس بار اُن سے طریقت و روحانیت کے موضوع پر ایک طویل نشست کے نتیجے میں ایک عجیب انقلاب برپا ہو گیا اور اس ملاقات کے تقریباً ایک ہفتہ بعد ہی قبلہ شاہ صاحب حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کا سلسلۂ طریقت
سلسلہ قادریہ کرمیہ
شہنشاہِ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ
سید سیف الدین عبدالوہاب رضی اللہ عنہ
سید صفی الدین عبدالسلام رضی اللہ عنہ
سید ابوالعباس احمد رضی اللہ عنہ
سید مسعود احمد رضی اللہ عنہ
سید ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ
سید شاہ میر رضی اللہ عنہ
سید شمس الدین رضی اللہ عنہ
سید محمد غوث گیلانی اوچوی رضی اللہ عنہ
سید عبدالقادر ثانی رضی اللہ عنہ
سید محمد غوث بالا پیر رضی اللہ عنہ
سید عبدالقادر ثالث رضی اللہ عنہ
سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہ
سید زین العابدین رضی اللہ عنہ
سید عبدالرزاق رضی اللہ عنہ
المعروف شاہ چراغ لاہوری
سید مصطفی گیلانی رضی اللہ عنہ
سید محمود گیلانی رضی اللہ عنہ
سید مجتبیٰ گیلانی رضی اللہ عنہ
سید حیدر بخش رضی اللہ عنہ
اگلا صفحہ ملاحظہ ہو

☆ جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی نے بروز جمعۃ المبارک 1977ء، حضور خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری، تاجدارِ منگانی شریف کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

14 جون 1979ء، بر موقع عرسِ مبارک حضور خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری نے جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کو اجازتِ بیعت اور دستارِ خلافت کے شرفِ عظیم سے نوازا۔

☆☆ جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری نے 16 جون 1991ء، حضور خواجہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری (سجادہ نشین دربارِ عالیہ قادریہ کرمیہ) کے دستِ مبارک پر بیعتِ صحبت کا شرف حاصل کیا۔

بیعتِ طریقت

حضرت سید رفاقت علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ بالا ملاقاتوں اور آتش شوق یار بھڑکنے کے بعد میں اکثر لالہ محمد حنیف صاحب سے حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ایک دفعہ میں نے عرض کی الحمدللہ نمازیں تو بہت پڑھ لی ہیں لیکن طبیعت میں وہ سکون وقرار نہیں اور اب میں مرید ہونا چاہتا ہوں۔لالہ حنیف نے مجھے کئی بزرگوں کا بتایا لیکن میں نے کہا کہ میں اُس شخصیت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں جن سے میں تین بار ملاقات کر چکا ہوں اور ہمارے گاؤں میں بھی اکثر تشریف لاتے رہتے ہیں۔

24 نومبر 1977ء جمعرات کا مبارک دن تھا کہ میں اور لالہ حنیف بذریعہ بس سرگودھا سے فیصل آباد کیلئے روانہ ہوئے اور 25 نومبر 1977ء علی الصبح منگانی شریف پہنچ گئے۔نمازِ فجر کے بعد حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔آپ نے مجھے دیکھتے ہی لالہ محمد حنیف سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ حضور ہمارے گاؤں میں جو شاہ صاحب ہیں یہ اُن کا بیٹا ہے۔ اس کے جواب میں جناب نے میرے والد صاحب کے بارے میں اتنے خوبصورت وشاندار کلمات فرمائے جو میں نے کبھی کسی کی زبان سے آج تک نہیں سُنے۔دن چڑھنے کے بعد آپ نے مجھے غسل کیلئے حکم فرمایا۔میں تیار ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔لالہ محمد حنیف صاحب نے مجھے بیعت فرمانے کی درخواست کی۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ دکانداری میں نے چھوڑ دی ہے۔لوگ اللہ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے بیعت نہیں ہوتے۔لوگوں کے اپنے دُنیاوی کام ہوتے ہیں جس کیلئے وہ بیعت ہوتے ہیں ''۔میں نے عرض کی کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاطر بیعت ہونا چاہتا ہوں۔میرا دُنیاداری کا کوئی کام نہیں۔آپ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا'' میں اسی کام کیلئے ہوں''۔آپ نے مجھے اپنے پلنگ مبارک پر اپنے ساتھ بٹھا کر بیعت فرمایا۔بیعت کے بعد جناب نے فرمایا ''حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تسبیح کے تم ایک دانے ہو''

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جناب کے حکم مبارک پر حضرت پیر سخی حسین نے اوراد و وظائف کی تلقین فرمائی۔اس کے بعد مجھ پر ایک عجیب وجد کی کیفیت طاری ہوگئی جس کا بیان مشکل ہے۔

جمعۃ المبارک کی نماز جناب کی قیادت میں ادا کی ۔نماز جمعہ کے بعد واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی۔ ایک خاص بات جس کا تذکرہ کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں جب جناب کی بارگاہ کے احاطہ سے باہر نکلا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے دل سے دنیا اور آخرت کا خوف نکال دیا گیا ہے۔بحمد للہ 34 سال گزرنے والے ہیں اور یہ کیفیت ابھی تک برقرار ہے۔

بیعت کے بعد کے معمولات:

قبلہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد آپ سے ایک مضبوط نسبت قائم ہوگئی اور جناب کی بارگاہ میں حاضری کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ شروع ہو گیا اور جناب کی نگاہِ کرم میں آ گیا۔اسی لئے تو ''میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں''

جناب کو مجھ سے اسقدر محبت تھی کہ احباب اپنے بیٹوں اور پوتوں کے نام رکھنے کیلئے جناب سے سوال کرتے تو آپ فرمایا کرتے کہ مجھے تو رفاقت علی سے محبت ہے آپ اپنے بیٹے یا پوتے کا یہ نام رکھ لیں۔

دستار خلافت و اجازت بیعت

14 جون 1979ء کی عُرس مبارک کی تقریب میں حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے سر پر اپنی دستار مبارک سجا کر سلسلہ قادریہ کرمیہ میں مجاز فرمایا۔

شادی

حضرت قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب مورخہ 7 مئی 1982ء بروز جمعۃ المبارک رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔آپ کی شادی مبارک ساداتِ گیلانیہ میں اپنے ماموں سید محمد اشرف گیلانی کی صاحبزادی سے سرانجام پائی۔ برات ذکرِ بالجہر کے ساتھ چک 14 لوکڑی سے چک 83 جنوبی روانہ ہوئی۔تمام راستے باآواز بلند اور ترنم کے ساتھ ذکر جاری رہا۔نمازِ جمعہ سے قبل نکاحِ مسنونہ پڑھا گیا۔نکاح پڑھانے کی سعادت حضرت مولانا نور محمد سیالوی کے حصہ میں آئی۔عزیز و اقارب اور پیر بھائیوں کے علاوہ جو عظیم و بزرگ شخصیات شریک تقریب تھیں اُن میں جناب حضرت بابا جی حافظ علی گل رحمۃ اللہ علیہ ، جناب حافظ عبد الغفور صاحب ، جناب سید مشتاق علی شاہ گیلانی ، لالہ محمد حنیف ،

لالہ محمد لطیف، لالہ سردار خان وڑائچ، ملک سرفراز اور ماسٹر محمد صادق سرِ فہرست ہیں۔

سنتِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دعوتِ ولیمہ کا شاندار انتظام کیا گیا جسمیں کثیر تعداد میں عزیز و اقارب، امیر و غریب، اہل محلہ و گاؤں، پیر بھائیوں اور خصوصیت کے ساتھ اس بابرکت تقریب میں دربارِ عالیہ منگانی شریف سے جناب صاحبزادہ پیر محمد اختر حسین مدظلہ العالی اور پیر یحیٰ حسین مدظلہ العالی نے شرکت فرمائی جن کو انتہائی دُھوم دھام اور شاندار روایتی انداز میں خوش آمدید کہا گیا۔

جناب قبلہ شاہ صاحب کی اولاد کا شجرہ درج ذیل ہے۔

قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنی دو بڑی صاحبزادیوں کی ذمہ داری سے فارغ ہو چکے ہیں۔ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے مختلف لیول پر یونیورسٹی، کالج اور سکول میں زیرِ تعلیم ہیں۔

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب نے اپنی دونوں صاحبزادیوں کی شادیوں کی تقاریب پر خصوصی محافلِ نعت وخطاب کا پروگرام منعقد کروایا۔

پہلی بچی کی تقریب عروسی میں عزیز و اقارب ، اہل محلہ ، دوست و احباب ، پیر بھائیوں ، مریدین ، مشہور و معروف نعت خوان ، قراء حضرات ،مشہور و معروف اسکالرز حضرات کے علاوہ سجادہ نشین دربارِ اقدس حضرت قبلہ عالم منگانی شریف جناب حضرت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری ، جانشینِ تاجدارِ منگانی شریف جناب حضرت ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری اور صاحبزادہ پیر زین العابدین نے خصوصی شرکت فرما کر شاہ صاحب کی خوشیوں کو دوبالا فرمایا۔

دوسری بچی کی تقریب شادی میں عزیز و اقارب ، اہل محلہ ، دوست احباب ، پیر بھائیوں ، مریدین ، قراء ونعت خوان حضرات ، اسکالرز کے علاوہ جن بزرگ وعظیم شخصیات نے شرکت فرمائی ان میں جناب حضرت خواجہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری (زیب سجادہ دربار قادریہ کرمیہ) فضیلۃ الشیخ حضرت پیر غلام رضا علوی قادری شاذلی ، جاوید احمد شاہ نوری (آستانہ عالیہ چورہ شریف) ، جناب سید امیر حسن شاہ (آستانہ قادریہ دین گاہ شریف ، گجرات) ، جناب محمد فاروق میروی (آستانہ چشتیہ ، میرا شریف) ، حضرت علامہ پروفیسر صاحبزادہ محمد عمر فیض قادری ، جناب ڈاکٹر محمد جمیل قلندر (چیئرمین قُل فاؤنڈیشن اسلام آباد) ، پیر سردار اسد قادری اور سید عابد حسین شاہ بخاری اور پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی سرِ فہرست ہیں۔اس بابرکت ،نورانی وروحانی تقریب سعید میں اس بندۂ ناچیز (افتخار احمد حافظ قادری) نے بھی اپنے چند احباب کے ہمراہ شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔

سلسلہ قادریہ کرمیہ کی تبلیغ وترویج

جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری نے حضور قبلہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہونے کے بعد سلسلہ قادریہ کرمیہ کی تبلیغ وترویج کے لیے کوششیں شروع کر دیں تھیں۔حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سال 1979ء میں آپ کو بیعت کرنے کی اجازت فرمادی تھی

لیکن بہ پاس ادب اور مرشد کریم سے شدید محبت کے نتیجے میں ایک طویل عرصہ تک کسی کو داخل سلسلہ نہ فرمایا بلکہ احباب کو سلسلہ قادریہ کی امتیازی خصوصیات سے روشناس کروانے کے بعد اُنہیں اپنے ساتھ لے جا کر اپنے مرشد کریم سے بیعت کرواتے۔ ایک کثیر تعداد نے آپ کی وساطت سے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

فنا فی الشیخ :

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کو اپنے مرشد کریم سے جسقدر عشق و محبت ہے اُس کی فی زمانہ مثال ملنا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ اپنے شیخ مکرم کی ذات میں وہ جس طرح فنا ہیں، یہ بندہ کسی بھی الفاظ میں اُس مقام فنائیت کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ صرف یہی عرض کرنا ہے کہ جناب شاہ صاحب کی زبان مبارک پر ہر وقت اپنے پیر کامل کا ذکر جاری رہتا ہے اور وہ اس راز کو مکمل طور پر پا چکے ہیں کہ یار کی یاد کے بغیر گزرا ہوا ہر لمحہ حرام شمار ہوگا۔ ''**دم بے یاد اُو بودم حرامے**'' کیونکہ اُن کی یاد ہی سرمایہ ایمان ہے اور ہر گدا اُن کی یاد سے سلطان بن جاتا ہے۔

یاد اُو سرمایہ ایمان بُود
ہر گدا از یاد اُو سُلطان بُود

اس مقام فنائیت دُنیا سے عدم رغبتی کو شیخ الاجل حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں

دلا رامی کہ داری دل درِ اُو بند
دگر چشمِ از ہمہ عالم فرُو بند

(کہ تجھے ساری دُنیا سے اپنی آنکھ کو بند کر کے صرف اور صرف اپنے محبوب کی طرف متوجہ رہنا چاہیے)

کیا سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعرِ مبارک کی جیتی جاگتی تصویر نہیں؟

فنا فی اولادِ شیخ:

بحمد للہ اس عاجز بندہ ناچیز کو زندگی میں کئی کاملین و بزرگ ہستیوں سے ملاقات اور اُن کی

دست وقدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ اسی طرح کئی مریدین کاملین جو اپنے شیوخ کی ذات میں فنا ہوئے اُن کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن آج تک اس بندہ کو کسی ایسی شخصیت سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا جو اپنے شیخ کی اولاد میں فنا کا مقام رکھتا ہو۔ اس اصطلاح (فنافی اولادِ شیخ) کی سمجھ اور اسکا عملی مظاہرہ اُس روز ہوا کہ جب یہ بندہ اپنے چند احباب اور سید رفاقت علی شاہ صاحب کے ہمراہ زیاراتِ مقدسہ کے ایک سفر سے واپسی پر ایک عزیز کے فارم ہاؤس میں چائے کی محفل میں شریک تھے کہ اچانک شاہ صاحب کو اطلاع ملی کہ اُن کے مرشد زادے نہیں بلکہ مُرشد زادے کے صاحبزادے راولپنڈی پہنچ رہے ہیں ۔ اس پر شاہ صاحب نے اُس صاحبزادے کے استقبال و ملاقات کی جس قدر بے قراری و بے چینی وعجلت کا اظہار کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ شاہ صاحب کی حالت اسوقت دیدنی تھی۔ اُس دن مجھے سمجھ آئی کہ شیخ کی اولاد میں فنا ہونا کسے کہتے ہیں اور وہ کون لوگ ہوتے ہیں۔ ہر کوئی اس مقام فنائیت پر فائز نہیں ہوسکتا کیونکہ ''کوئی ورلیاں موتی لے تریاں''۔ یہی وجہ ہے کہ جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب مرشد کامل کی ذات اور اُن کی اولادِ مبارکہ میں اسقدر فنا ہو چکے ہیں کہ اب کسی معاملے میں خوف وغم لاحق نہیں ہوتا۔

محفلِ گیارہویں شریف کی ابتداء

سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنے گھر میں 20 سال سے جاری محفلِ گیارہویں شریف کی ابتداء کا پس منظر کچھ اس طرح سے بیان فرماتے ہیں کہ میں شبِ برأت 31 مارچ 1991ء میں اپنے آقای نعمت حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر باش تھا کہ میرے ہمراہ راولپنڈی کے محمد فاروق اور کوٹ بلوچ کے منور حسین بھی موجود تھے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہر ماہ گیارہویں شریف کی محفل اپنے گھر میں جاری کرنے کیلئے حکم ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی محمد فاروق سے فرمایا کہ راولپنڈی میں جو میرے مرید ہیں اُن کو جا کر کہنا کہ ''کرم حسین کہہ رہا ہے کہ سارے شاہ صاحب کے گھر گیارہویں شریف کی محفل کے لئے اکٹھے ہوا کرو''۔ اس حکم کے بعد اپریل 1991ء سے اس بابرکت محفل کا ماہانہ آغاز کر دیا گیا۔ یہی محفل جمعۃ المبارک کے دن 6 آدمیوں سے شروع ہوئی پھر ہر محفل میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صدقے اس میں اضافہ اور برکت ہوتی چلی گئی۔ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ

تو بذاتِ خود اس محفل میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ ابھی اس محفل مبارک کے صرف 2 ہی پروگرام منعقد ہوئے تھے کہ جناب کا وصال مبارک ہو گیا لیکن آپ کے وصال کے بعد بے شمار مرتبہ حضور خواجہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری اور صاحبزادہ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری مہربانی اور کرم فرماتے ہوئے اپنے احباب کے ہمراہ اس محفل مبارک میں تشریف لا چکے ہیں۔ ابتداء میں یہ انگریزی ماہ کے پہلے جمعۃ المبارک کو ہوا کرتی تھی بعد میں قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی کی اجازت و منظوری سے دن تبدیل کیا گیا اور اب ایک عرصہ سے ہر ماہ کی دوسری اتوار کو یہ بابرکت تقریب منعقد ہوتی ہے جس میں قراء، حفاظ، مشہور و معروف نعت خوان حضرات، شعراء، اسکالرز، معروف قوال حضرات کے علاوہ شاہ صاحب کے مریدین کے علاوہ اہل علاقہ بھی جوش و خروش سے شامل ہو کر فیض یاب ہوتے ہیں۔ یہ سب فیضانِ پیر کرم حسین ہے جو جاری و ساری ہے۔

سلسلہ قادریہ میں بیعت کرنے کی ابتداء:

سال 1991ء میں حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا تو اس کے بعد بھی کوئی شخص آپ سے بیعت کا طالب ہوتا تو اُسے جناب پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری کی بارگاہِ اقدس میں پیش کر کے بیعت کروا دیتے اور کئی حضرات نے آپ کی وساطت سے حضور پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بالآخر پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری اور صاحبزادہ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری کے بار بار اصرار اور حکم پر کچھ سالوں سے آپ نے لوگوں کو بیعت کرنا شروع فرمایا۔ بحمداللہ اب آپ کے سلسلہ میں کثرت سے لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ راولپنڈی، چکوال، سرگودھا، ہری پور، جہلم اور گجرات کے علاوہ بیرون ملک بھی کئی احباب آپ کے داخل سلسلہ ہو چکے ہیں اور بالخصوص ضلع چکوال میں ایک کثیر تعداد آپ کے مریدین کی موجود ہے۔

چکوال میں سلسلہ قادریہ کرمیہ

ڈھوک نکہ (چکوال) کے محترمی جناب وقار حسین صاحب اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کرمیہ کی رُشد و ہدایت کی روشن کرنیں حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ الکاظمی القادری کے مُرشد قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر محمد کرم حُسین حنفی القادری منگانوی کے دورِ عالی شان میں

سرزمین چکوال میں پھیلنا شروع ہو گئی تھیں۔ لوگوں کا ایک گروہ حلقۂ ارادت میں شامل ہو کر قلب وروح کو منور و معطر کر چکا تھا۔ چکوال کے گردونواح میں موجود گاؤں کھودے اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ یہاں کے لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکے تھے۔ حضرت قبلہ عالم کے وصال کے بعد آپ کے نورِ چشم، سجادہ نشین درگاہ منگانی شریف، حضرت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری نے حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ یہاں روحانی فیض کا سلسلہ شروع کریں۔ آپ طویل مدت تک کھودے گاؤں میں محافل گیارہویں شریف میں باقاعدگی سے رونق افروز ہوتے رہے اور اپنے سلسلہ طریقت کی تعلیم فرماتے رہے۔

یہ حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ الکاظمی القادری کی کاوش، محنت، لگن اور اعلیٰ حضرت منگانوی کی نظر عنایت، قلبی وروحانی توجہ کا فیض ہے کہ ہر سال منگانی شریف میں عرس کے موقع پر چکوال سے لوگ جوق در جوق جاتے ہیں اور قلب وروح کی تشنگی کا سامان کر کے قرار و سکون سے مالا مال ہو کر لوٹتے ہیں۔ گاؤں کھودے کے بعد جناب پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری کی تشریف آوری ڈھوک نکہ میں ہوئی۔

اہلیان ڈھوک نکہ کا بھی تعلق صوفیا اور بزرگانِ دین کے ساتھ عرصہ دراز سے قائم ہے۔ یہاں کے باسی بھی چشمہ براہ تھے کہ اللہ کا مقرب اور ولی ان کی طرف نگاہِ فیض رساں ڈالے۔ اعلیٰ حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ کی نظر عنایت کا اُٹھنا تھا کہ یہ پورا گاؤں تصوف، مذہب اور عشق مصطفیٰ کے سُریلے نغموں سے گونجنے لگا۔ ایسی ایسی محافل ومجالس کا انعقاد ہونے لگا جن میں قومی اور بین الاقوامی شہرت کے حامل نعت خواں، قراء حضرات، علمائے کرام اور مشائخ عظام رونق افروز ہوئے اور نور وعرفان کی شمعیں زیادہ تب وتاب سے روشن ہونے لگیں۔

ہمارے ہاں کسی پیر کامل کے ہاتھ پہ بیعت ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ پیر کے ہاتھ میں ہاتھ پکڑایا، اس کے بعد پیر جانے اور اس کا کام۔ ڈھوک نکہ میں قدم رنجہ فرمانے والی پہلی صاحب کمال ہستی حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری ہی ہیں۔ آپ کے وجود مبارک کی برکت سے یہاں علم روحانی اور تصوف نے عملی طور پر فروغ پانا شروع کیا اور اولیائے کاملین سے محبت وعقیدت

رکھنے والے یہاں کے باشندوں کے دلوں میں اللہ، رسول اور اولیائے کرام سے تعلق اور بھی زیادہ مضبوط بنایا۔ ڈھوک نکہ کے درودیوار محافل ذکر وفکر اور کلمہ طیبہ کے ذکر مبارک سے گونج اٹھیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ لا الہ الا اللہ کی آوازیں اردگرد کے ملحقہ دیہات میں اس بات کی دلیل ہوتی ہیں کہ سرکار پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری کی آمد ہو چکی ہے۔ بلاشبہ یہ بات میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کی جتنی توجہ اور نظرِ عنایت ڈھوک نکہ اور اس کے رہائشیوں پر ہے شاید ہی کسی علاقہ اور اہل علاقہ پر ہو۔ یہاں آپ کا روحانی سلسلہ پوری آب وتاب سے جاری و ساری ہے۔ جناب کیپٹن (ر) نواب خان صاحب کے گھر ہر مہینے گیارھویں شریف کی باقاعدہ محفل ہوتی ہے بروز جمعہ باقاعدہ ذکر کی محفل ہوتی ہے۔ سالانہ عرس سراپا قدس ڈھوک نکہ کی محفل بھی بابا کیپٹن نواب خان صاحب کے گھر میں آپ کے زیرِ انتظام ہی ہوتی ہے۔

جناب بابا صاحب ایک انتہائی راسخ العقیدہ، عجز وانکساری سے بھرپور شخصیت کے مالک، اپنے پیر کامل سے محبت وعقیدت رکھنے والے انسان ہیں یہی سبب ہے کہ پیر صاحب کو بھی آپ سے بہت محبت ہے۔ اور پیر کامل کے تمام فیوض و برکات کا وسیلہ اور ذریعہ، خاص طور پر اس علاقے میں کیپٹن نواب خان صاحب ہی ہیں۔ پیر صاحب نے بابا صاحب کو خلافت سے بھی نوازا ہے اور آپ کو اس علاقے میں اپنا نائب مقرر فرمایا ہے۔

حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری کے لطف وعنایت کی کرامت ہے کہ اہل دیہات کی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں۔ شریعت وطریقت اور عرفان ومعرفت کے رموز سے پردے اُٹھے ہیں لوگوں نے لا الہ کی ضربیں لگا کر اپنے قلوب کو نہ صرف روشن کیا ہے بلکہ آپس کے جھگڑے، نفرتیں، کدورتیں اور عداوتیں بھی پس پشت ڈال دی ہیں۔ پیار، محبت اور بھائی چارے کو فروغ حاصل ہُوا ہے۔ یہ سب اعلیٰ حضرت کی نظرِ فیض اور کوشش وکاوش کا ثمر ہے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کرمیہ کا یہ فیضان اور پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کی نظرِ کرم اور تربیت کا اثر ہے کہ یہاں کے لوگ اپنی پرانی دشمنیاں اور عداوتیں ترک کر کے ایک عظیم 'پیر بھائی' کے رشتے میں جڑ گئے ہیں اور چودہ سو سال پہلے والی مواخات مدنیہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ غم اور خوشی کے ہر موقع پر لوگ

برادری اور عزیز واقارب کے علاوہ پیر بھائیوں کو بھی مدعو کرتے ہیں۔

حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ الکاظمی القادری نے اپنی بے مثل روحانی فیض سے اپنے مریدوں کی ایسی تربیت فرمائی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علاقہ امن وسلامتی، رواداری اور بھائی چارے کا گہوارہ ہے۔ یہاں کے لوگ جب بھی حضرت صاحب کو اپنے ہاں تشریف آوری کی دعوت دیتے ہیں۔ پیر صاحب اپنی تمام مصروفیات ترک کر کے یہاں رونق افروز ہو جاتے ہیں۔ یہ آپ کا اس علاقے اور اہل علاقہ پر خاص لطف وکرم ہے۔

تاجدار منگانی شریف کی یاد میں عرصہ دس سال سے سالانہ عرس کی محفل مبارک جناب پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کی زیر قیادت وزیر ادارت منعقد ہوتی ہے۔ ان دس سالہ تقریبات کا تعارف بصورت اشاریہ قارئین کی نذر ہے۔

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ڈھوک نکہ (چکوال) میں منعقدہ 10 اعراس مبارکہ (سالانہ) کی تقریبات کا جائزہ/اشاریہ

تاجدار منگانی شریف حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں وطنِ عزیز کے کئی دوسرے مقامات کی طرح قادریہ آرگنائزیشن ڈھوک نکہ/نروال ضلع چکوال بھی ہر سال ایک عظیم الشان عرسِ مبارک کی روحانی تقریب کا اہتمام کرتی ہے۔ یہ بابرکت سلسلہ اِسی عظیم روحانی شخصیت اور ولی کامل کے تصرفاتِ باطنیہ سے پچھلے دس سال سے اُنہی کے خلیفۂ مجاز حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مدظلہ العالی کی سرپرستی میں جاری وساری ہے۔ اِن دس سالہ تقریبات کا مختصراً جائزہ/اشاریہ قارئین کرام کی نذر ہے۔

پہلا سالانہ عرس مبارک بروز ہفتہ 22 جون 2002ء

زیرِ صدارت:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
تلاوت کلام پاک:	قاری محمد اکرام قادری، چکوال
نعت خوان:	سید ہارون عبداللہ، سید محمد نصر من اللہ قادری، محمد اسحاق قادری

خطاب:	حضرت علامہ مولانا سید ابرار حسین شاہ، راولپنڈی

دوسرا سالانہ عرس مبارک بروز اتوار 22 جون 2003ء

زیرِ صدارت:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
نقیبِ محفل:	ابرار حسین ایڈووکیٹ ڈھوک نکہ، چکوال
تلاوت کلام پاک:	محمد اکرام قادری چکوال
نعت خوان:	سید وقار حیدر گیلانی، سرگودھا، محمد اسحاق قادری، رضوان حیدر قادری
خطاب:	حضرت علامہ مولانا سید ابرار حسین شاہ راولپنڈی
محفلِ سماع:	قادری برادران راولپنڈی

تیسرا سالانہ عرس مبارک بروز سوموار 12 جولائی 2004ء

زیرِ صدارت:	پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
مہمانِ خصوصی:	پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری
زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	لالہ محمد رفیق طاہر قادری، مولانا حافظ علی محمد قادری، لالہ محمد اقبال قادری
نقیبِ محفل:	سید وقار حیدر شاہ گیلانی سرگودھا
تلاوت کلام پاک:	جناب قاری نجم مصطفےٰ راولپنڈی
نعت خوان:	سید الطاف شاہ کاظمی، گل تعارف نقشبندی، سید التجاء حسین شاہ گیلانی
خطاب:	ابوالحقائق پیر محمد انوار حسین جلوآنوی قادری جلوآنہ شریف فیصل آباد
محفلِ سماع:	قادری برادران راولپنڈی

چوتھا سالانہ عرس مبارک بروز منگل 12 جولائی 2005ء

زیرِ صدارت:	پیر طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
مہمانِ خصوصی:	پیر طریقت رہبرِ شریعت جناب ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری
زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	لالہ محمد رفیق طاہر قادری، مولانا حافظ علی محمد قادری، سید ابرار حسین شاہ
نقیبِ محفل:	سید وقار حیدر شاہ گیلانی سرگودھا
تلاوت	قاری علی اکبر نعیمی صاحب، النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی اسلام آباد
نعت خوان:	اللہ دتہ راہی، سید التجاء حسین شاہ گیلانی، پیر ندیم اختر ندیم، سید ہارون عبداللہ، سید محمد نصر من اللہ، سید محمد صبغت اللہ قادری
خطاب:	مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا جناب غلام مصطفٰے شاکر، فیصل آباد
محفلِ سماع:	وجاہت افتخار قادری وہمنواہ، سوک کلاں گجرات

پانچواں سالانہ عرس مبارک بروز بدھ 12 جولائی 2006ء

زیرِ صدارت:	پیر طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
مہمانِ خصوصی:	پیر طریقت رہبرِ شریعت جناب ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری
زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	پیر محمد نذیر احمد، ڈاکٹر حافظ عبدالواحد الازہری، لالہ محمد اقبال قادری
نقیبِ محفل:	محمد فرقان قادری لاہور
تلاوت کلام پاک:	جناب قاری نجم مصطفٰے راولپنڈی

نعت خوان:	سید الطاف شاہ کاظمی، اللہ دتہ راہی، گل تعارف نقشبندی، سید التجاء حسین شاہ گیلانی، محمد اسحاق قادری، رضوان حیدر قادری
خطاب:	حضرت علامہ خان محمد قادری لاہور، حضرت علامہ محمد عمر فیض قادری راولپنڈی

چھٹا سالانہ عرس مبارک بروز ہفتہ 4 اگست 2007ء

زیرِ صدارت:	پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مد ظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	لالہ محمد رفیق طاہر قادری، ڈاکٹر حافظ عبدالواحد الازہری، مولانا حافظ علی محمد قادری، پیر محمد اشرف قادری، مولوی محمد اشرف قادری
نقیبِ محفل:	محمد فرقان قادری لاہور
تلاوت کلام پاک:	قاری نجم مصطفےٰ راولپنڈی
نعت خوان:	سید الطاف حسین شاہ کاظمی، مستنصر حسین رانجھا، پیر سید التجاء حسین شاہ گیلانی ،سید ہارون عبداللہ، سید محمد نصر من اللہ، سید محمد صبغت اللہ قادری
خطاب:	علامہ محمد شکیل ثانی قادری، منہاج القرآن لاہور

ساتواں سالانہ عرس مبارک بروز ہفتہ 12 جولائی 2008ء

زیرِ صدارت:	پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	لالہ محمد رفیق طاہر قادری، ڈاکٹر حافظ عبدالواحد الازہری، مولانا حافظ علی محمد قادری، پیر محمد اشرف قادری، مولوی محمد اشرف قادری
نقیبِ محفل:	محمد فرقان قادری لاہور، سید محمد نصر من اللہ قادری راولپنڈی

تلاوت کلام پاک:	قاری نجم مصطفٰے راولپنڈی
نعت خوان:	سید الطاف حسین شاہ کاظمی، محمد اسحاق قادری
خطاب:	علامہ مفتی محمد اقبال چشتی، ناظمِ اعلیٰ جماعتِ اہلسنت پنجاب لاہور
محفلِ سماع:	شہزاد برادران، منہاج القرآن یونیورسٹی (لاہور)

آٹھواں سالانہ عرس مبارک بروز اتوار 12 جولائی 2009ء

زیرِ صدارت:	پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مد ظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
مہمانِ خصوصی:	پیر طریقت رہبرِ شریعت جناب ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری
زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	لالہ محمد رفیق طاہر قادری، ڈاکٹر حافظ عبدالواحد الازہری، پیر محمد نذیر احمد پیر محمد اشرف قادری، مولوی محمد اشرف قادری
نقیبِ محفل:	محمد فرقان قادری لاہور، سید محمد نصر من اللہ قادری راولپنڈی
تلاوت کلام پاک:	قاری محمد مشتاق انور جوہر آباد
نعت خوان:	گل تعارف نقشبندی، سید ہارون عبداللہ، سید محمد صبغت اللہ قادری
خطاب:	حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عمر فیض قادری راولپنڈی
محفلِ سماع:	قاری امجد علی بلالی تحریک منہاج القرآن لاہور

نواں سالانہ عرس مبارک بروز سوموار 12 جولائی 2010ء

زیرِ صدارت:	پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مد ظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
مہمانِ خصوصی:	پیر طریقت رہبرِ شریعت جناب ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری

زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	لالہ محمد رفیق طاہر قادری، ڈاکٹر محمد جمیل قلندر، افتخار احمد حافظ قادری، ڈاکٹر حافظ عبدالواحد الازہری، پیر سید امیر حسن شاہ دین گاہ شریف گجرات
نقیبِ محفل:	محمد فرقان قادری لاہور، سید محمد نصر من اللہ قادری راولپنڈی
تلاوت کلام پاک:	قاری محمد صفدر علی چشتی نظامی چکوال
نعت خوان:	سید التجاء حسین شاہ گیلانی، محمد اسحاق قادری، طاہر سلیم، محمد جہانگیر
خطاب:	حضرت علامہ محمد عمر فیض قادری راولپنڈی
محفلِ سماع:	محمد علی چشتی میاں و ہمنوا راولپنڈی

دسواں سالانہ عرس مبارک بروز ہفتہ 30 جولائی 2011ء

زیرِ صدارت:	پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جناب حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مد ظلہ العالی۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ منگانی شریف
زیرِ سرپرستی:	حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری مدظلہ العالی
مہمان شخصیات:	محمد رفیق طاہر قادری، ڈاکٹر محمد جمیل قلندر، افتخار احمد حافظ قادری، ڈاکٹر حافظ عبدالواحد الازہری، پیر سید امیر حسن شاہ دین گاہ شریف گجرات
نقیبِ محفل:	سید محمد نصر من اللہ قادری راولپنڈی
تلاوت کلام پاک:	قاری نجم مصطفٰے راولپنڈی
نعت خوان:	سید التجاء حسین شاہ گیلانی، سجاد حسین قادری، فیصل آباد
خطاب:	حضرت علامہ محمد عمر فیض قادری راولپنڈی
محفلِ سماع:	جانشینِ اُستاد حشمت علی خان، انعام اللہ و ہمنوا قوال، فیصل آباد

روحانی سعادتیں اور اعزازات:

1۔ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ماہِ رمضان المبارک میں لالہ محمد لطیف صاحب کے گھر (14 چک لوکڑی، سرگودھا) جلوہ افروز تھے۔ جناب کے حکم مبارک پر قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کو نمازِ عصر اور نمازِ مغرب کی جماعت کروانے کا اعزاز حاصل ہوا اور وہ منظر قابلِ دید ہوگا جب ایک مرشد کامل اپنے نازنین مرید و خادم کی اقتداء میں جماعتِ مریدین کے ہمراہ نماز ادا فرما رہے ہوں گے۔ (قبلہ شاہ صاحب کو کئی مواقع پر ایسا شرف و اعزاز حاصل ہوتا رہا ہے)

2۔ جناب قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کو کئی سال تک دربارِ منگانی شریف کی مسجد میں شبِ برأت اور رمضان المبارک کی 27 ویں شب 100 رکعت صلاۃ الخیر کی جماعت کروانے کی سعادت حاصل ہوتی رہی جس میں نمازیوں کی کثیر تعداد کے علاوہ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں صاحبزادگان والاشان شریک ہوتے رہے۔

3۔ دربارِ منگانی شریف کی نئی مسجد میں سب سے پہلی جماعت کروانے کا اعزاز بھی جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کو حاصل ہوا اور یہ عظیم سعادت رمضان المبارک کی 27 ویں شب کی نمازِ عشاء، صلاۃ التسبیح اور صلاۃ الخیر کی جماعت کروانے پر حاصل ہوئی۔ اس روحانی و نورانی عبادت میں حضور خواجہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری اور ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری بھی شامل رہے۔

4۔ 22 جون 2010ء راولپنڈی میں منعقدہ ایک بابرکت و روحانی تقریب میں جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کو بیت اللہ شریف کے چابی بردار فضیلۃ الشیخ السید عبدالرحمن صالح الشیبی سے ملاقات کا شرف اور انہیں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے احوالِ مبارکہ پر ایک عربی کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

5۔ جولائی 2011ء میں سفرِ ایران کے دوران شہر صومعہ سرا (صوبہ گیلان) میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ عنہا کی بارگاہِ اقدس میں خصوصی طور پر دو راتیں اور تین دن قیام و حاضری کی سعادت حاصل رہی۔

این سعادت بزورِ بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

مجلّہ آئینہ کرم کے ناظمِ اعلیٰ

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں اہل طریقت کا ترجمان مجلّہ ''آئینہ کرم'' منگانی شریف (جھنگ) کے مدیر و ناظم اعلیٰ سید رفاقت علی شاہ صاحب ہیں۔ رسالہ ''آئینہ کرم'' کا پہلا شمارہ صفر المظفر 1420ھ بمطابق 1999ء کو شائع ہوا اور بحمد للہ تسلسل کے ساتھ اس رسالہ کے 31 شمارے شائع ہو چکے ہیں جس میں دو خصوصی نمبر بھی شائع ہوئے۔

قادریہ آرگنائزیشن کے روحِ رواں

ایک طویل عرصہ قبل دربارِ اقدس حضرت قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا جسکا نام ''قادریہ آرگنائزیشن'' تجویز ہوا۔ قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب اس تنظیم کے روحِ رواں ہونے کے علاوہ ناظمِ اعلیٰ کے فرائض بھی آپ سرانجام دیتے ہیں۔ اس تنظیم کی زیرِ ادارت تصوف کے موضوع پر کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور سالانہ تین رسالے بھی شائع ہوتے ہیں۔

تاریخی و یادگار تصوف سیمینار

بیادِ تاجدار منگانی شریف

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر و مرید صادق جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنے مرشد کریم کے وصال کے بعد ہر سال گھر میں اپنے آقائے نعمت کا عرس مبارک منعقد کروایا کرتے تھے۔ جس میں دربارِ عالیہ قادریہ کرمیہ کے صاحبزادگان والا شان کی شرکت یقینی ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ صاحبزادہ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری نے قبلہ شاہ صاحب کو فرمایا کہ ہمیں حضور قبلہ عالم منگانوی کی شخصیت پر ایک سیمینار کروانا چاہیے۔ پھر کیا تھا کہ جناب قبلہ شاہ صاحب فوراً حرکت میں آگئے کیونکہ اُن کیلئے پیر خانے کی ہر تجویز، رائے اور خیال حکم کا درجہ رکھتا ہے جو عین حقیقت کے مطابق ہے۔

یہ وہ رازِ خاص ہے جسے ہر کوئی سمجھنے سے قاصر ہے اور اس رازِ خاص کو کوئی سمجھنا چاہے تو صاحب اسرار و رموز، بادشاہِ تصوف حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ نے مثنوی شریف میں اس راز

کو اس طرح بیان فرما دیا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ وتعالیٰ اور اپنے پیر کامل کو ایک نگاہ سے نہیں دیکھتا تو درحقیقت وہ مرید ہی کہلانے کا مستحق نہیں۔

هر که پیر و ذاتِ حق را یک نه دید
نے مرید و نے مرید و نے مرید

اب جس نے اس راز کو پا لیا تو وہ پھر مجنوں کی طرح لیلیٰ، لیلیٰ کرتے پھرتے ہیں۔

کسی نے پوچھا مجنوں نام ہے کیا
کہا لیلیٰ ہوں میں ، لیلیٰ ہوں لیلیٰ

جب یہ صورتِ حال ہو جاتی ہے تو پھر رائے، خیال اور تجویز تو کیا وہ تو یار کی گلی سے آنے والے کتے کے بھی پاؤں چومتے ہیں۔

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب نے صاحبزادہ صاحب کے خیال کو حکم کا درجہ دیتے ہوئے عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی۔ اپنے جملہ پیر بھائیوں کی اطلاع اور اُن کی شرکت کو یقینی بنانے کیلئے مجلّہ ''آئینہ کرم'' کے شمارہ 15 (اکتوبر 2005ء) میں ایک مضمون شائع کیا۔ علماء و مشائخ، مشہور و معروف قراء و نعت خوان حضرات، اسکالرز اور سرکاری شخصیات سے رابطوں کے بعد مؤرخہ 8 جنوری 2006ء راولپنڈی کے ایک مقامی ہوٹل میں اپنے مرشد کریم کی یاد میں ایسا سیمینار منعقد کروایا جو ایک یادگار اور تاریخی حیثیت کا حامل ہے جو حاضرین کو مدتوں یاد رہے گا۔ اس بندہ کی معلومات کے مطابق اُس تاریخی سیمینار کے بعد شاید ابھی تک کوئی دوسرا سیمینار منعقد نہیں ہوا۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اُس تاریخی سیمینار کی جُملہ تفاصیل اور مکمل مقالہ جات پڑھنے کیلئے مجلّہ آئینہ کرم کا خصوصی سیمینار نمبر شمارہ 16 جون 2006ء کا مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

کتابوں سے محبت

حضور قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کو کتابوں سے بالعموم اور تصوف کی کُتب سے بالخصوص جنون کی حد تک لگاؤ اور محبت ہے۔ جب بھی جس کسی کتاب کا پتہ چلتا ہے تو فوراً اُس کے حصول کیلئے کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب کا یہ شوقِ جنوں زیاراتِ ایران کے دوران قابلِ دید تھا

کہ جب کسی لائبریری یا کتابوں کی کسی دکان سے گزر ہوتا تو فوراً کتب کی خریداری کی فرمائش کر دیتے حالانکہ وہاں تمام کُتب فارسی زبان میں تھیں ۔اسی طرح عربی کتابوں سے بھی انتہائی محبت ہے ۔جب کسی نادر کتاب کا پتہ چلتا ہے تو اُس کو حاصل کرنے کیلئے دن رات ایک کر دیتے ہیں اور بالآخر اس کو حاصل کر کے ہی رہتے ہیں بھلا اُس کی فوٹو کاپی ہی کیوں نہ کروانی پڑے ۔اسی جذبہ ذوق وشوق کے نتیجے میں آپ نے درود وسلام کے موضوع پر مراکش کے ایک حضور بزرگ سیدی احمد بن ثابت المغربی کی کتاب ''التفکر والاعتبار فی فضل الصلاۃ والسلام علی النبی المختار'' شائع کروا کر اندرون و بیرون ملک عشاقانِ درود وسلام میں بغیر ہدیہ تقسیم کروائی ۔اسی طرح صیغہ ہائے درود وسلام کا ایک نادر مجموعہ بنام خزینۂ درود وسلام آپ کی زیرِ نگرانی تیار ہو کر تقسیم ہوا۔

مختلف زبانوں میں ایک ذخیرہ کتب آپ کے پاس موجود ہے لیکن اتنی بڑی لائبریری کیلئے اتنی وسیع جگہ نہیں کہ جہاں پر ان کو ترتیب سے سجا کر افادۂ عام کیلئے پیش کیا جائے۔

حضرت باباجی علی گل رحمۃ اللہ علیہ کی محبت

حضرت باباجی علی گل رحمۃ اللہ علیہ کو سید رفاقت علی شاہ صاحب سے اسقدر شدید اور والہانہ محبت تھی کہ جب آپ کا آخری وقت آیا تو آپ نے اپنے صاجزادے جناب حافظ عبدالغفور صاحب کو فرمایا کہ جا کر میرے شناہ (دوست) کو میرا اسلام کہنا۔قبلہ حافظ صاحب نے پوچھا کہ آپ کا شناہ کون ہے؟ تو جواب میں حضرت باباجی نے فرمایا میرا شناہ سید رفاقت علی شاہ ہے۔اس کے بعد حضرت باباجی علی گل نے کلمہ شریف پڑھا اور اپنی جان جانانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

سماع سے رغبت

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کی نسبت سلسلہ قادریہ میں ہے لیکن چشتیہ رنگ بھی آپ پر غالب ہے۔اسکی اصل آپ کے مرشد کریم کو سماع سے حد درجہ محبت تھی ۔اکثر وبیشتر حضرت مولانا روم کے کلام کے علاوہ حضرت خواجہ غلام فرید کا کلام شریف آلات موسیقی سے سماع کرتے ۔اس کا اثر حضرت شاہ صاحب کی ذات پر ہوا اور آپ کو حد درجہ سماع سے رغبت ہوگئی ۔کبھی کبھی تو حال کی کیفیت بھی طاری ہو جاتی ہے اور پھر اپنی خبر نہیں رہتی۔

فخر ساداتِ کاظمیه

جناب پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری

کے اندرونِ ملک چند سفر ہائے

زیاراتِ مقدسہ

سفر کو وسیلۂ ظفر قرار دیا جاتا ہے لیکن وہ سفر جسکا مقصد صرف بُزرگانِ دین کے مزاراتِ مُبارکہ پر حاضری اور اہل اللہ کی زیارت ہو اُس سفرِ مقدس کے فیوضات و برکات کے کیا کہنے؟ اولیائے کرام کا ذکر باعثِ برکت اور اُنکی خدمت میں حاضری سراسر رحمت ہوتی ہے۔

یک زمانہ صُحبتِ با اولیاء

بهتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

خوش نصیب ہیں وہ جنکو ان اللہ والوں کی صُحبت نصیب ہو جائے۔ اُن کو اپنے مقدر پر فخر و ناز کرنا چاہیے کیونکہ یہ صُحبتِ ''تقرب الی اللہ'' کا ذریعہ ہوتی ہے اور ان اللہ والوں کے چہروں کی زیارت کرنے والوں پر جہنم کی آگ حرام کر دی جاتی ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رُومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ہر کہ بیند رُوئے پاکان صُبح و شام

آتشِ دوزخ بُود بروے حرام

(جو ان پاک لوگوں کے چہروں کی صُبح و شام زیارت کرتا ہے اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے)

تصوف سارے کا سارا ادب ہے۔ اگر ادب نہیں تو مُرشد کے فیض سے بھی محروم رہے گا، جو مُرشد کے فیض سے محروم رہا وہ رب تعالیٰ کا لطف و کرم کس طرح حاصل کر سکے گا۔ زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شوق تو بے شمار دلوں کی آرزو اور تڑپ ہوتی ہے لیکن تکمیل صرف اُنہی کے نصیب میں ہوتی ہے جو ہمہ وقت اُسکی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اِسی جذبہ ذوقِ سفر کے صلہ میں دو مرتبہ خانہ کعبہ شریف کے اندر حاضری کا شرفِ عظیم حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ مُلک اور بیرونِ مُلک بلادِ اسلامیہ میں بے شمار اولیائے کاملین کے مقاماتِ مُقدسہ پر حاضری کی سعادت حاصل ہو چکی ہے اور یہ بابرکت سفرِ محبت جاری و ساری ہے۔ پچھلے کچھ عرصہ میں ناظمِ مُجلہ آئینہ کرم، خلیفۂ مجاز تاجدارِ منگانی شریف، فنافی الشیخ محترمی جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری مدظلہ العالی کی قیادت و سیادت میں اندرونِ مُلک دربارِ منگانی شریف کے علاوہ کچھ دوسری زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ خیر و برکت اور رحمتِ خداوندی کے حصول کے کیلئے ان مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کا ذکر قارئین کی نذر ہے۔

زیارت گاہ مسجد پاک وگھہ شریف

(وہ بابرکت مقام جہاں 1150 ہجری حاضرین کو حالتِ بیداری میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی)

شہر گجرات سے سرگودھا روڈ پر قصبہ منگوال غربی سے ایک سڑک ''ڈنگہ'' کی طرف جاتی ہے۔ جس سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ''کیرانوالہ سیداں'' مشہور قصبہ ہے۔ اس قصبہ سے لنک روڈ ''جاموں بولا'' کی طرف جاتی ہے۔ اس روڈ کے تھوڑے فاصلہ پر ایک بورڈ نصب ہے جس پر اس بابرکت مقام کی تاریخ و پس منظر تحریر ہے۔ تحریر کا عنوان درج ذیل ہے

''زیارت گاہ مسجد پاک وگھہ شریف''

بمقام کیرانوالہ سیداں، تحصیل و ضلع گجرات

از 1150 ہجری بمطابق 1739ء آغاز موجودہ تعمیر نو 1988ء

معلومات کے مطابق اس علاقے میں حضرت محمد یحیٰ چنابی المعروف حضرت میاں نور محمد اپنے وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ کے چہرۂ انور سے ہر وقت نُور کی شعاعیں نمودار ہوا کرتی تھیں۔ جسکی وجہ سے آپ ''نُورِ محمد'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ 1150 ہجری اس ولی کامل کی درخواست پر آپ کی خدمت میں موجود حاضرین کو حالتِ بیداری میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اُس وقت سے اس مقامِ زیارت کو ''پاک وگھہ'' کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ (4 کنال زمین ایک ''بیگھہ'' کے برابر ہوتی ہے، مقامی طور پر لوگ بیگھہ کو ''وگھہ'' کہہ کے پکارتے ہیں)۔

روایات کے مطابق اس بابرکت مقام پر ایک عبادت گاہ قائم تھی، اس کے ساتھ رفاہِ عامہ کے لئے ایک کنواں اور اُس کے مشرقی سمت پانی کا ایک تالاب بھی موجود تھا جسے ''پاک چھپڑ'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس چھپڑ میں بیمار لوگ غسل کرتے تو اُنہیں شفا مل جاتی۔ اس مقدس و بابرکت مقام کا ہر دور میں ادب واحترام کیا جاتا رہا اور خصوصاً وہ جگہ جہاں کھجور کے درختوں کے جھنڈ تھے وہ مقام رات کو نُور سے روشن نظر آتا لیکن مرورِ زمانہ اور بزرگوں کے جانے سے رفتہ رفتہ یہ تمام آثار معدوم ہوتے چلے گئے۔ آبادی کے بڑھنے سے بہت سے ناواقف وانجان لوگ نادانستگی میں اس بابرکت مقام کی بے ادبی کے سبب مصائب کا شکار ہونے لگے۔ اپریل 1988ء میں اس بابرکت و مقدس مقام کی نئے سرے

سے حد بندی کی گئی۔ کھجور کے جُھنڈ والے مقام کو ایک چبوترے کی شکل میں محفوظ کر کے اردگرد باڑ لگا دی گئی تا کہ کوئی اندر نہ جا سکے اور ساتھ ہی اس مقام پر ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔

حضرت محمد یحیٰی چنابی المعروف حضرت میاں نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مُبارک راجیکی شریف میں معروف اور لائقِ زیارت ہے۔ آپ کی اولادِ امجاد سے اسوقت محترمی صاحبزادہ ڈاکٹر فرخ حفیظ صاحب موجود ہیں جو عالمی شہرت یافتہ آئی سرجن ہیں اور آستانہ عالیہ کدھر شریف پھالیہ (منڈی بہاؤالدین) کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ اسوقت تک لاکھوں کی تعداد میں آنکھوں کے مریضوں کے آپریشن کر چکے ہیں اور یہ خدمتِ انسانیت وصدقہ جاریہ اب بھی جاری وساری ہے۔ آستانہ عالیہ کدھر شریف میں مریضوں کے مُفت آپریشن اور دوائی کے علاوہ مریضوں میں لنگر بھی پیش کیا جاتا ہے۔

''پاک وگھہ'' کے مقام پر کروڑوں روپے کی لاگت اور سنگِ مرمر سے جس عالی شان مسجد پاک کی تعمیر ہو رہی ہے بفضلہٖ تعالیٰ اُس کے جُملہ اخراجات صاحبزادہ ڈاکٹر فرح حفیظ صاحب ادا کر رہے ہیں۔ جن کے بارے میں اُن کے بزرگوں نے بشارت دی تھی کہ ہماری نسل سے ایک دُرویش اور ولی اللہ کی پیدائش ہو گی۔ آپ ہر جمعۃ المبارک مغرب کی نماز زیارت گاہ ومسجد پاک وگھہ شریف میں ادا کرنے کے بعد آنکھوں کے مریضوں کا مفت علاج کرتے ہیں اور پھر رات گئے مسجد پاک کی تعمیر کے جاری کاموں کا جائزہ لیتے رہتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ مسجد پاک وگھہ شریف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر تعمیر ہو رہی ہے۔ جس طرح ہدایت ملتی ہے اُس کے مطابق مسجد شریف کا کام ہوتا رہتا ہے۔

زیارت گاہ ومسجد پاک وگہ شریف کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے تو بائیں جانب صاحبزادہ ڈاکٹر فرخ حفیظ کا کلینک نظر آیا جہاں پر آپ آنکھوں کے مریضوں کا مفت علاج کرتے ہیں۔ کلینک سے تھوڑا سا آگے بڑھے تو وہاں کھڑے ایک شخص سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہیں جس پر وہ ہمارے ساتھ راہنمائی کے لئے چل پڑا اور ایسا محسوس ہوا کہ وہ ہمارے ہی انتظار میں کھڑا تھا۔

اس شخص نے مسجد شریف کی ابتداء سے اب تک جاری کام کی تفصیل بتائی۔ دورانِ گفتگو اُس شخص نے بتایا کہ مسجد شریف کی صرف بنیادوں کی تعمیر میں چار سال صرف ہوئے۔ مسجد کی تعمیر میں

سیمنٹ کی بجائے مغلیہ دور میں استعمال ہونے والے جیسا مسالہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسالہ کی عمر ایک ہزار سال بتائی جاتی ہے۔

سمت قبلہ کے تعین کے لئے سروے آف پاکستان نے خصوصی اہتمام کیا۔ مسجد پاک کی تعمیرات کے ہر مرحلہ پر ویڈیو فلم تیار کی جاتی ہے۔ مسجد کا ڈیزائن موتی مسجد لال قلعہ دہلی جیسا ہے اور مکمل ہونے کے بعد اس مسجد پاک کا شمار دنیا کی عظیم مساجد میں ہوگا۔ ہمارے اس راہنما نے پوری مسجد کی زیارت کروائی اور بتایا کہ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ اس مقام کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

مسجد شریف کی زیارت کے بعد ہمارے راہنما ہمیں اُس بابرکت کھجور کے درختوں کے جُھنڈ والے مقام پر لے گئے جو چبوترے کی شکل میں باڑ کے اندر محفوظ ہے۔ باڑ کے باہر والی طرف جائے نمازیں بچھی رہتی ہیں جہاں لوگ نوافل وغیرہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے نوافل ادا کئے۔

اس بابرکت مقام کے وسیلہ سے دُعا کی۔ پھر اپنے میزبان راہنما کے ہمراہ ایک مقام پر کچھ دیر کے لئے بیٹھے جہاں ہمیں ایک رجسٹر پیش کیا گیا کہ اس میں اپنے تاثرات درج کریں، کچھ دعائیہ کلمات درج کئے۔ اس بندۂ ناچیز نے اپنی کچھ کتابیں صاحبزادہ ڈاکٹر فرخ حفیظ صاحب کے لئے راہنما کے حوالے کیں اور اُس کا شکریہ ادا کیا جس نے اپنا قیمتی وقت ہمیں دیا اور اتنی وافر معلومات فراہم کیں اور دُعا کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر اپنی اگلی منزل روانہ ہوئے۔

دربارِ چشتیہ قادریہ حضرت پیر سید محمد اکرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

دین گاہ شریف (ڈنگہ) کھاریاں، گجرات

مدینہ طیبہ طاہرہ میں قیام کے دوران ایک حُسینی قادری شہزادے فضیلۃ الشیخ جناب سیدی محمد علوی بافقیہ مدظلہ العالی نے کئی بار اس ناچیز کو یہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے جدِ امجد سیدنا علی العریضی رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک سے انوار و تجلیات کی ایسی کرنیں نمودار ہوا کرتی تھیں جن کا بیان مُشکل ہے اور زمانہ قریب تک وہ اس مزارِ پُر انوار کی زیارت سے مستفیض ہوتے رہے۔

حضرت پیر سید محمد اکرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ نسب اسی عظیم حُسینی شخصیت سے ہوتا ہوا حضرت

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وساطت سے سید الشہداء حضرت سیدنا امام حُسین سے جاملتا ہے۔

حضرت پیر سید محمد اکرم شاہ کی ولادتِ با سعادت بروز سوموار شریف 15 جُون 1939 ء کیرانوالہ سیداں (گجرات) میں ہوئی۔ ابتدائی دینی وسکول کی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول کیرانوالہ سیداں سے حاصل کی۔ لیکن آپ کا زیادہ وقت یادِ الٰہی اور غور وفکر میں گُزرہوتا۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد سلوک کی منازل حضرت پیر مولوی حفیظ اللہ سرکار (آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف، گجرات) اور حضرت پیر سید شیخ احمد گیلانی المعروف پیر پٹھان (آستانہ عالیہ سوہاوہ جملانی، منڈی بہاؤالدین) کی خدمت میں طے کیں۔

اول الذکر شخصیت سے سلسلہ چشتیہ میں خلافت اور آخر الذکر شخصیت سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت سے نوازا گیا۔ 1969 ء میں اپنے مُرشدِ کریم کے حکم پر رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہی کی دُعاؤں اور بشارتوں سے آپ کو 6 صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی سے نوازا۔

گنجِ عرفان سرکار پاک حضرت پیر سید محمد اکرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مُرشدِ گرامی حضور پیر پٹھان کے حکم مبارک پر 1971 ء میں کیرانوالہ سیداں کو الوداع کہتے ہوئے ہجرت فرمائی اور بھلیسر انوالہ میں مستقل سکونت اختیار فرما کر خلقِ خدا کے لئے رُشد و ہدایت کا فیض جاری فرمایا۔ سال 1978 ء سے اپنے پیرِ روشن ضمیر کے فرمان پر سالانہ عُرس مبارک کے اجراء کا اعلان فرمایا اور پہلا عُرس 18 جون 1978 ء کو انعقاد پذیر ہوا۔ اسی طرح ہر چاند کی پہلی جمعرات کو حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف کا اہتمام ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔

حضرت پیر سید محمد اکرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سال 1999 ء کی سالانہ عُرس مبارک کی تقریب میں اپنے پانچویں صاحبزادے جناب سید امیر حسن شاہ مدظلہ العالی کو اپنا خلیفۂ مجاز و جانشین مقرر فرمایا جن کے متعلق آپ کے مرشد مبارک نے آپ کو کئی اشارات فرمائے تھے۔

قارئین کرام! موت سے کسی کو مفر نہیں۔ ہر ذی روح نے اس کا ذائقہ چکھنا ہے، موت تو عاشقوں کے لئے پُل کا کام کرتی ہے اور اصحابِ راز اسے تحفہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت پیر سید محمد اکرم شاہ

نے اپنے پیرِ حق کے حکم پر اُنہی کی معیت میں 18 جون 1978ء سے جس سالانہ عُرس مقدس کی ابتداء فرمائی تھی ۔63 برس کی مُبارک عُمر میں عین اُسی تاریخ 18 جُون 2002ء اس عارضی گھر سے اپنے ابدی وحقیقی گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔

ترِیٹھ ورہے عُمر سرکار دی جدوں چھوڑی دُنیا فانی
وِچ دین گاہ شریف پردہ پایا سید پیر حقانی
منگل وار اٹھارہ جُون دو ہزار دو عیسوی سن دا
گنج عرفان نے جد ارشدؔ قدم ٹکایا گور مکانی

حضرت پیر سید محمد اکرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے سید امیر حسن شاہ مدظلہ العالی نے ایک سال تک سجادہ نشینی اور خدمت گُزاری کے فرائض سرانجام دینے کے بعد 18 جُون 2003ء اپنے برادرِ اصغر جناب سید علی حسن شاہ صاحب کو خود بیعت فرمانے کے بعد خلافت سے نوازا اور اب آپ ہی اپنے والدِ گرامی کی خانقاہ مبارکہ میں سجادہ نشینی اور خدمت گُزاری کے فرائض سرانجام دینے میں مصروف ہیں ۔ خانقاہ شریف کی طرف سے اب تک دو کتابیں ''گلشنِ اشرف'' اور ''گنجِ عرفان'' منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور قابلِ مطالعہ ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مبارک پر کیرانوالہ سیداں میں جس عظیم الشان و بابرکت مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ اُس کی زیارت کے بعد دربارِ چشتیہ قادریہ سید محمد اکرم شاہ روانہ ہوئے ۔ دورانِ سفر قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کو دو تین مرتبہ سید امیر حسن شاہ صاحب کا فون آیا۔ جو خانقاہ مبارک میں انتظار کر رہے تھے۔

یہ خانقاہ مبارک تحصیل کھاریاں میں ڈنگہ ریلوے اسٹیشن کے آخری غربی سگنل کے قریب واقع ہے۔ تقریباً 1½ گھنٹہ کے سفر کے بعد ہم خانقاہ پہنچے جہاں پر سجادہ نشین جناب سید علی حسن صاحب نے ہمیں خوش آمدید کہا، فاتحہ کے لئے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے ۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے دُعا کروائی اور باہر آکر مہمان خانہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر سجادہ نشین اور جناب سید امیر حسن شاہ صاحب اپنے احباب کے ہمراہ پہلے سے موجود تھے۔

سید امیر حسن شاہ صاحب نے اپنے احباب کا تعارف کروایا اور مشروبات سے تواضع کی گئی۔
پھر پُر تکلف لنگر شریف پیش کی گیا جسے تمام حاضرین نے جی بھر کر تناول فرمایا۔کھانے کے اختتام پر چائے اور پھر جناب سید امیر حسن شاہ صاحب نے خانقاہ سے شائع کتابوں کا ایک سیٹ قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کو پیش کیا اور ایک سیٹ اپنے دستخطوں سے اس بندہ ناچیز کو نذر کیا۔

طویل رُوحانی گفتگو کے بعد سید رفاقت علی شاہ صاحب نے سجادہ نشین صاحب سے دُعا کی درخواست کی لیکن وہ نہ مانے اور بالآخر یہ فریضہ قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے سرانجام دیا۔

صاحبِ مزار کا شکریہ ادا کیا اور پھر ان حُسینی سادات کرام کا شکریہ ادا کیا،ان کی محبت اور شفقت کہ وہ خانقاہ شریف کے صدر دروازے تک تشریف لائے اور ہمیں الوداع فرمایا۔

دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس خانقاہ مقدس کے رُوحانی فیوضات و برکات کو جاری وساری فرمائے اور ان تمام صاحبزادگان والا شان کو آپس میں اتحاد واتفاق کی دولت سے مالامال فرمائے۔
آمین

دربارِ چشتیہ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ
(مکھڈ شریف، ضلع اٹک)

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل اور اعاظم خلفاء میں ہوتا ہے۔حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ منطق اور فلسفہ میں اسقدر دسترس اور شہرت رکھتے تھے کہ اُس دور کے نامور جید علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایسے دقیق مسائل حل کروایا کرتے تھے۔ آپ کے درس میں اطرافِ عالم سے طلباء حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے تھے۔

آپ کے درس کا اسقدر چرچا تھا کہ جب آپ ایک ولی کامل کی تلاش میں تونسہ شریف پہنچے تو حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت مجلسِ عام میں تشریف فرما تھے۔حضرت پیر پٹھان نے سوال کیا کہ کہاں سے آئے ہیں تو حضرت مولانا نے عرض کیا کہ کالا باغ سے متصل ایک گاؤں جو دریا کے کنارے واقع ہے اُس کا نام مکھڈ ہے وہاں سے آیا ہوں۔

حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُس جگہ تو کوئی مولوی رہتا ہے جس کے علم کی بڑی شہرت ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے عرض کی حضرت! مولوی مجھے ہی کہتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا کے ساتھ بغل گیر ہوئے اور جس طرف مولانا صاحب بیٹھے ہوئے تھے اُسی طرف متوجہ ہو کر تشریف فرما ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد بڑی عزت و تکریم کے ساتھ آپ کو رہائش کے لئے الگ حجرہ مرحمت فرمایا۔ حضرت مولانا نے کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کی استدعا کی۔

آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب آپ ہر لحاظ سے افضل و اکمل ہیں اور آپ کا علم و فضل زمانہ میں مشہور ہے۔ آپ کو اس فقیر سے بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت مولانا نے جواباً عرض کیا کہ میں نے علم اس لئے تو نہیں پڑھا کہ محرومی کا باعث ہو اور میں اس نعمت سرمدی سے بے بہرہ رہوں۔ مجھ پر نظرِ کرم فرمائیں اور اس غلامی کی عزت سے محروم نہ رکھیں۔ آپ نے ارادت کا ہاتھ پھیلا کر مُرشد کامل کو ہاتھ دیا اور شرفِ بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اُسی وقت آپ کو خرقہ خلافت و اجازتِ سے سرفراز فرما کر حکم فرمایا کہ واپس جا کر خلقِ خدا کی راہنمائی کا عظیم فریضہ سرانجام دو۔

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں ۲۰ سال بڑھے تھے۔ تعلقِ بیعت کے بعد جب تک زندہ رہے آخری عمر تک حضرت پیرِ کامل کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔

ایک مرتبہ حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا کے بارے میں فرمایا کہ ''مولوی بوڑھا ہو گیا ہے لیکن اس کا عشق جوان ہے جو اسے ہر سال میرے دروازے پر لے آتا ہے''
حضرت مولانا ساری عُمر غیر متاھل (غیر شادی شدہ) رہے۔ ایک دفعہ آپ کے برادرِ بزرگ حضرت مولوی عبدالرسول صاحب نے آپ کو تحریر فرمایا کہ آپ شادی کرلیں تا کہ آپ کی اولاد سے آپ کی جگہ آباد ہو جائے۔ جواباً حضرت مولانا نے تحریر فرمایا کہ اب مجھے شادی کی ضرورت نہیں لیکن اولاد کے بغیر ہی انشاء اللہ میری یہ جگہ آباد رہے گی۔

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 29 رمضان المبارک 1253 ھ حضرت

خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہوا۔ وصال سے چند دن بعد مزار کے گرد ایک حویلی بنائی گئی اور مزار کو چونے سے پختہ کیا گیا۔ بعد میں حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان پہنچا کہ مولوی صاحب جس شان وقدر کے بزرگ تھے اُس کے مطابق اُن کا روضہ بنایا جائے۔

آپ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت انداز میں بنا ہوا ہے۔ اندرونی دیواروں پر شیشے کا انتہا کا خوبصورت کام ہوا۔ جا بجا فارسی اشعار تحریر ہیں۔ صدر دروازے پر درج ذیل شعر لکھا ہوا ہے

زنورِ سلیمان محمد علی
شُدہ مہرِ تابان محمد علی

الحمدللہ اس بندہ ناچیز کو اس بارگاہِ اقدس میں دو بار حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ سجادہ نشین صاحب کے صاحبزادہ ساجد نظامی صاحب کے بارہا اصرار پر تیسری بار جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کی قیادت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مُبارک ایک پُر کیف مزار مبارک ہے۔ اندر داخل ہوں تو ایک عجیب رُوحانی کیف اور سکون وسرور حاصل ہوتا ہے۔ صاحبزادہ ساجد نظامی صاحب نے مزار مبارک کی تاریخی تعمیر سے آگاہ کیا۔

فاتحہ شریف اور دُعا کے بعد صاحبزادہ صاحب اپنے ہمراہ مہمان خانہ کی طرف لے گئے اور لنگر شریف سے تواضع کی۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب واقع آپ کے عظیم و تاریخی کُتب خانے کی زیارت کو نکلے۔ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانے کا شمار ایشیاء کے قدیم ترین کُتب خانوں میں ہوتا ہے۔ مختلف علوم پر مشتمل ہزار ہا کتابیں موجود ہیں۔ بے شمار قلمی مخطوطات موجود ہیں۔ ان میں قرآن پاک کے کئی نسخے موجود ہیں۔

صاحبزادہ ساجد نظامی صاحب نے تفصیل سے لائبریری کی تاریخ بیان کی اور کئی اہم قلمی نسخہ جات کی زیارت بھی کروائی۔ جس کے بعد قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب سے مہمانوں کی کتاب میں اپنے تاثرات درج کرنے کی درخواست کی گئی۔ جس کے بعد لائبریری سے باہر آئے اور صاحبزادہ صاحب نے جاری تعمیرات کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور دُعا کے بعد اجازت حاصل کر کے واپسی کا سفر شروع کیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان عظیم بزرگوں کے فیوضات سے ہمیں بھی مستفیض فرمائے۔ آمین

دربارِ عالیہ چشتیہ میرا شریف
(پنڈی گھیب، اٹک)

عام سا ایک میرا ایک ولی کامل کی آمد سے میرا شریف کے نام سے جانا پہچانا جانے لگا۔ یہ ولی کامل عارف باللہ حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنکی ولادت باسعادت 1250 ہجری (تقریباً) بلوچستان میں ہوئی۔ ابھی آپ دودھ پیتے بچے تھے کہ والدہ ماجدہ داغِ مفارقت دے گئیں۔ سنِ بلوغت سے قبل ہی والدِ ماجد کے سایہ سے بھی محروم ہو گئے اور آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کے ماموں علی خان کے سُپرد ہوئی۔

حضرت خواجہ احمد میروی کے ماموں کی بیعت حضرت شاہ سلیمان تونسوی سے تھی۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ماموں کے ہمراہ تونسہ شریف حاضر ہوئے اور حضرت پیر پٹھان کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت اور محبت فرمائی۔ حضرت پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نے آپ کو اس قدر متاثر اور مسحور کیا کہ آپ نے انکی غلامی اختیار کرتے ہوئے شرفِ بیعت کی سعادت حاصل کی۔ روایات کے مطابق اس وقت حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً 15 برس تھی۔

حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ آپ تونسہ شریف مقیم ہو کر تحصیلِ علم میں مصروف ہوئے اور ساتھ ساتھ مشائخِ تونسہ شریف سے روحانی فیض بھی حاصل کرتے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے بھی راہِ سلوک کی منازل طے کیں اور کچھ عرصہ بعد مکھڈ شریف میں حضرت مولانا محمد علی مکھڈی کے عُرس مبارک پر حضرت محمد فاضل شاہ صاحب نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ تعلیم وسلوک کی منازل سے فراغت کے بعد دورانِ سیاحت

میرا شریف کے موجودہ مقام پر تشریف لائے تو یہ مقام بہت پسند آیا جس پر آپ نے یہاں مستقل رہائش اختیار کرتے ہوئے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ طلباء، غرباء اور مساکین کے لئے لنگرِ عام جاری کیا بحمد للہ جو آج تک جاری و ساری ہے۔

حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی سادات کرام کا بہت زیادہ ادب و احترام کرتے اور حاضرین کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے کہ سادات کے اعمال کو نہ دیکھا جائے بلکہ ان کی نسبت کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔ آپ کی مہر پر درج ذیل شعر تحریر تھا:

حُبِ حق حُبِ محبوبانِ حق
در دلِ احمدؔ بود ہر دم سبق

حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ طویل عرصہ تک ایک عالم کو اپنے فیوضات سے مستفیض فرمانے کے بعد بعمر 80 سال، 5 محرم 1330 ہجری بمطابق 1911ء وصال فرمایا اور میرا شریف آپ کا مدفن بنا۔

حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر شادی نہیں فرمائی۔ اس لئے آپ نے وصال سے قبل حضرت خواجہ احمد خان کو ایک وصیت نامے کے ذریعے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا۔ حضرت خواجہ احمد خان کو اپنے مرشدِ کریم سے کمال کا عشق و محبت تھا۔ سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ رہتے اور ہر حال میں رضائے مرشد کو سب سے افضل جانا۔ حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کا سلسلہ حضرت خواجہ احمد خان سے چلا اور آپ حضور ثانی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کے دور مبارک میں خانقاہ شریف نے ترقی کی منازل طے کیں۔ حضرت اعلیٰ کے خوبصورت روضہ شریف کے علاوہ زائرین کی سہولت کے لئے کئی تعمیرات کروائیں۔

حضرت خواجہ احمد میروی کے وصال کے بعد تقریباً 20 سال تک خدمت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور مرضِ وصال میں بروز جمعرات مؤرخہ 3 محرم الحرام 1350 ہجری اپنے برادر زادے حضرت مولوی فقیر محمد عبد اللہ کو ایک وصیت نامہ کے ذریعے اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور مؤرخہ 21 صفر 1350 ہجری بعد از نمازِ مغرب اپنی منزل بقا کی طرف روانہ ہوئے اور آخری آرام گاہ حضرت اعلیٰ کے

پہلو میں بنی۔

حضرت خواجہ احمد خان کے وصال کے بعد آپ کا سلسلہ آپ کے برادر زادے حضرت خواجہ فقیر محمد عبداللہ سے چلا۔ آپ کے دور میں دربارِ عالیہ میرا شریف نے خوب ترقی کی۔ آپ نے اپنی ساری صلاحیتیں دربارِ میرا شریف کی تعمیرات اور اُس کے مریدین و متعلقین کو راحت وسکون فراہم کرنے میں صرف فرمائیں۔

توکل واستغناء میں آپ اپنے اسلاف کی یادگار تھے۔ حضرت فقیر عبداللہ نے بھی اپنے بزرگوں کی طرح اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی ایک وصیت نامہ کے ذریعے بروز جمعرات مورخہ 30 شوال 1392 ہجری اپنے صاحبزادے جناب مقبول احمد صاحب کو اپنا خلیفہ مقرر فرماتے ہوئے دربار شریف کے جملہ امور اُن کے سپرد فرما دیئے اور خود مورخہ 2 صفر 1395 ہجری اس دارِ فانی کو الوداع فرمایا اور حضرتِ ثانی کے پہلو میں آرامگاہ بنی۔

سجادہ نشین جناب حضرت مقبول احمد صاحب مدظلہ العالی کے صاحبزادے فاروق احمد میروی صاحب کی دعوت پر قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کی قیادت میں صاحبزادہ صاحب کے یونیورسٹی فیلو جناب سید امیر حسن شاہ صاحب کے ہمراہ دربارِ میرا شریف کی زیارت اور عُرس مبارک کی تقریب میں شمولیت کے لئے روانہ ہوئے۔

دورانِ سفر صاحبزادہ فاروق صاحب فون پر رابطے میں رہے۔ میرا شریف پہنچنے پر دربار شریف کے مہمان خانے میں چائے سے تواضع کی گئی۔ پھر دربار شریف پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ فاتحہ شریف پڑھنے کے بعد باہر آئے تو محفلِ سماع شروع تھی اور قوال حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سازوں پر الاپ رہے تھے۔ سجادہ نشین صاحب کی دست بوسی کے بعد عرس کی محفل میں شریک رہے، اختتامی دعا ہوئی۔

صاحبزادہ فاروق صاحب نے خصوصی شفقت اور مہربانی فرماتے ہوئے قبلہ شاہ صاحب کے لئے تبرکاتِ مقدسہ کی زیارت کا انتظام کروایا۔ تبرکاتِ مبارکہ سٹیل کی محفوظ الماریوں میں شیشوں میں نہایت قرینے اور ترتیب سے محفوظ ہیں۔ پیچھے خوبصورت لائٹیں نصب ہیں۔

ان تبرکاتِ مبارکہ میں چند کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کا موئے مبارک

۲۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا نقشِ پا مبارک

۳۔ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کا کُرتہ مبارک

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موئے مبارک

۵۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے زیرِ تلاوت رہنے والا قلمی قرآن پاک

۶۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی دستار مبارک

۷۔ حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ اور بعد کے جملہ سجادہ نشین حضرات کے زیرِ استعمال رہنے والی اشیاء ایک الگ خوبصورت الماری میں نہایت احسن انداز میں محفوظ ہیں۔

تبرکاتِ مقدسہ کی زیارت کے بعد درگاہ شریف کی لائبریری میں کتابیں دیکھیں۔ جس کے بعد پُر تکلف لنگر شریف سے تواضع کی گئی۔ سجادہ نشین صاحب سے الوداعی ملاقات اور صاحبزادہ فاروق میروی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس روانہ ہوئے۔

دربارِ عالیہ قادریہ سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

تاجدارِ سدرہ شریف

آپ کا اسمِ مبارک سید محمد عبداللہ الجیلانی المعروف سید بادشاہ اور آپ کی ولادتِ باسعادت بروز ہفتہ 26 ذی الحجہ 1302ھ بمقام یکہ توت پشاور شہر حضرت سید عفیف الدین حسین الجیلانی کے گھر ہوئی۔ آپ کا شجرۂ نسب و طریقت 19 واسطوں سے اپنے جدِ امجد سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ ابتدائی دینی تعلیم اور روحانی منازل کی تکمیل اپنے والدِ گرامی سے کی اور خرقۂ خلافت حاصل ہونے کے بعد اُنہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دین کی تبلیغ کیلئے دُور دراز علاقوں کا سفر فرماتے اور اپنے مُریدین کی روحانی تربیت فرماتے۔

آپ مجسمہ حُسن و جمال تھے۔ آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے ہی لوگ تائب ہو کر

صراطِ مستقیم اپنا لیتے۔ شرم وحیا کا یہ عالم تھا کہ عُمر بھر کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا۔ سخاوت وفیاضی ورثے میں ملی تھی۔ غرباء کی دلجوئی کے ساتھ اُن کی مالی امداد بھی فرماتے۔ آپ کے اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ حمیدہ کی وجہ سے ہر شخص آپ سے محبت کرتا تھا۔

15 اپریل 1971ء اِس دارِ فانی کو الوداع کہا اور آپ کو پشاور میں اپنے والدِ ماجد کے احاطۂ دربار میں دفن کیا گیا۔ 41/2 سال کا عرصہ گزرنے کے بعد آپ کے جسدِ اطہر کی منتقلی کیلئے 10 جولائی 1976ء آپ کی قبر کشائی کی گئی اور آپ کے تابوتِ مبارک کو نکال کر جب باہر زیارت کے لئے رکھا تو دیکھنے والی ہر آنکھ محوِ حیرت میں ڈوب گئی کیونکہ نہ صرف تابوت صحیح وسالم تھا بلکہ آپ کا کفن مبارک اور اُس پر رکھے گئے پھول بھی تروتازہ تھے۔ زیارت کے بعد آپ کے جسدِ اطہر کو پشاور سے سِدرہ شریف لایا گیا اور دُرود و سلام کی گونج میں آپ کو اِس مقام پر دفن کیا گیا۔

دربارِ عالیہ قادریہ گیلانیہ سدرہ شریف کے سجادہ نشین غوث الثقلین پیرِ طریقت حضرت السید محمد انور گیلانی مدظلہ العالی ہیں۔ جو فیضانِ غوثِ اعظم کو تقسیم فرما رہے ہیں۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں اولیائے کاملین کی یہی نشانی بتائی گئی ہے ''اذا رأوا ذکر اللّٰہ '' کہ جب اُن کے چہرہ مبارک کی زیارت کی جائے تو رب تعالیٰ کی یاد آ جائے۔

خدا کی قسم وہ ولی ہے خدا ہے
جسے دیکھنے سے خدا یاد آجائے

حضرت پیر السید انور الگیلانی مدظلہ العالی کی زیارت کرنے سے بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے اللہ، اللہ، اللہ۔

اس بندہ ناچیز کی خوش قسمتی کہ جناب نے اس بندۂ حقیر پُرتقصیر کو اپنی نگاہ میں رکھا ہوا ہے۔ اسی لئے تو ''میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں''۔ کسی سے نسبت اور کسی کی نگاہ میں ہونا بہت بڑی بات ہے۔ اس ناچیز کی زبان پر اپنے مُرشدِ کریم مدظلہ العالی کے ذکر کے بعد حضرت پیر سید محمد انور گیلانی کا ذکر ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے تواتر سے دربارِ عالیہ سدرہ شریف اور اُس کے سجادہ نشین صاحب کا ذکر بندہ کی زبان سے سُنا تو اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ دربار سدرہ شریف پر

حاضری کا پروگرام بنایا جائے۔

اس بندۂ ناچیز نے دربارِ گیلانیہ سدرہ شریف پر حاضری کا پروگرام ترتیب دیا اور جناب قبلہ سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری مدظلہ العالی کی قیادت میں ایک روزہ سفر زیاراتِ مقدسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راولپنڈی سے بذریعہ موٹروے بلکسر انٹرچینج سے اُترے، تلہ گنگ سے ہوتے ہوئے میانوالی، چشمہ، ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے۔ وہاں سے بنوں روڈ اور پھر ایک لنک روڈ سے دربارِ عالیہ گیلانیہ سدرہ شریف پہنچے۔

سب سے پہلے حضرت پیر سید محمد عبداللہ الجیلانی المعروف سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ فاتحہ شریف کا نذرانہ پیش کیا۔ قبلہ شاہ صاحب نے دُعا کروائی۔ پھر حضرت پیر سید محمد انور گیلانی مدظلہ العالی کے والدین ماجدین کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری دی۔

دربارِ عالیہ کی مسجد اور پھر زیرِ تعمیر جاری منصوبات سے قبلہ شاہ صاحب کو آگاہ کیا۔ خُدام حضرت صاحب کے مہمان خانے میں لے گئے۔ کچھ ہی دیر میں حضرت قبلہ پیر سید محمد انور گیلانی صاحب مہمان خانے تشریف لائے۔ دست بوسی اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ جناب نے ہم سب کو خوش آمدید کہا اور قبلہ شاہ صاحب سے خصوصی محبت کا، شفقت کا اظہار فرمایا۔ قبلہ پیر صاحب کی موجودگی میں چائے سے تواضع ہوئی۔ پیر صاحب قبلہ، سید رفاقت علی شاہ صاحب کی طرف متوجہ رہے۔

آپ کے سلسلہ سے متعلق کچھ سوالات کیے۔ پھر تصوف اور پاکستان میں سلسلہ قادریہ اور قادری خانقاہوں سے متعلق تفصیلی گفتگو فرماتے رہے۔ قبلہ پیر صاحب کے انتظار میں باہر سینکڑوں لوگ زیارت و ملاقات کے لئے جمع تھے۔ جس پر جناب نے انتہائی عجز و انکساری کا اظہار فرماتے ہوئے جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب سے فرمایا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو باہر ان منتظر لوگوں سے ملاقات کر آؤں۔ آپ اندر ہی تشریف رکھیں۔ جس پر قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں اور آپ کی صُحبت سے مستفیض ہوتے ہیں۔

باہر ایک جمِ غفیر حضرت صاحب کے انتظار میں تھا۔ آپ نے خصوصی طور پر قبلہ شاہ صاحب کے لئے کُرسی منگوائی اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور حاضرین سے فرمایا کہ اس سید زادے کی بھی زیارت

کرو۔ قبلہ پیر صاحب سدرہ شریف خود بھی ساداتِ کرام کی بہت زیادہ عزت وتکریم فرماتے ہیں اور ہمیشہ اپنے مواعظ و خطابات میں بھی ساداتِ کرام کا ادب و احترام کرنے کی تلقین فرماتے ہیں ۔ حضرت صاحب کی بارگاہ میں حاضرین اپنی اپنی گزارشات پیش کرتے ،آپ اُن کے حال کے مطابق جوابات دیتے اور ساتھ ساتھ اپنی دُعاؤں سے بھی نوازتے ۔اسی دوران آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ آپ اندر جائیں اور لنگر شریف تناول فرمائیں ۔میں بھی آتا ہوں ۔پُر تکلف لنگر سے تواضع کی گئی۔

کچھ ہی دیر میں آپ اندر تشریف لے آئے اور ہمیں اپنی خدمت میں حاضری کا شرف نصیب فرمایا۔اذانِ ظہر ہوئی اور مسجد میں جا کر آپ کی اقتداء میں نمازِ ظہر ادا کی ۔نماز کے بعد کثیر تعداد میں حاضرین وزائرین اور آپ مزار مبارک پر تشریف لائے ۔

مزار شریف کو خصوصی طور پر کُھلوا کر ایک چادر منگوائی جو قبلہ سید رفاقت علی شاہ کی خدمت میں پیش کی گئی ۔اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کروائی اور آپ کی معیت میں ہم حضرت صاحب کے مہمان خانے پہنچے ۔ہم نے جناب کی محبت وشفقت اور اتنا زیادہ وقت ہمارے ساتھ گزارنے پر آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

آپ نے حضرت قبلہ شاہ صاحب کو تحائف سے نوازا اور اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ دل تو واپسی کے لئے نہیں چاہ رہا تھا لیکن تنگیٔ وقت آڑے تھا۔جس کے لئے حضرت صاحب سے واپسی کی اجازت لی اور گاڑی میں سوار ہو کر لنک روڈ سے ہوتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان اور پھر راولپنڈی کے لئے روانہ ہوئے۔

آج کے اس روحانی سفرِ زیارات میں ہم نے تقریباً 800 کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا لیکن یہ سارے کا سارا سفر ایک بزرگ شخصیت کی زیارت کے لئے تھا جس کی وجہ سے ہمیں تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوا۔

دربارِ عالیہ سدرہ شریف کی مزید معلومات اور حضرت صاحب کے خطابات سُننے کے لئے دربار شریف کی ویب سائٹ دیکھی جا سکتی ہے ۔ایڈریس درج ذیل ہے:

www.sidrasharif.com

دربارِ حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ

دربارِ عالیہ قادریہ کرمیہ منگانی شریف پر ہجری سال 1432 کی پہلی حاضری کے لئے قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے جب پروگرام بنایا تو اس بندہ ناچیز کو بھی اس خلوص اور محبت سے دعوت دی جس سے میں انکار نہ کر سکا۔ لیکن ساتھ ہی میں نے ایک درخواست بھی پیش کر دی کہ چونکہ ہم نے فیصل آباد شہر سے ہی گزرنا ہے اس لئے اگر ممکن ہو تو تاجدارِ منگانی شریف کے مُرشدِ کریم ولی کامل جناب سید سردار علی شاہ بُخاری دھڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی اور سیدی شیر محمد گیلانی فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم جناب حضرت پیر غلام محمد المعروف حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں بھی حاضری کا شرف حاصل کر لیں۔ جناب شاہ صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے بندہ کی اس درخواست کو منظور فرمایا اور بروزِ جمعۃ المبارک مورخہ ۱۰ محرم الحرام ایک روزہ رُوحانی سفرِ زیارات مُقدسہ کے لئے ڈھوک کشمیریاں سے سُوئے یاراں روانہ ہوئے۔ سارے راستے دربار شریف اور بُزرگانِ دین کا تذکرہ جاری رہا۔

موٹروے سے سفر کرتے ہوئے فیصل آباد انٹرچینج سے اُترنے کے بعد شہر سے گُزرتے ہوئے صُبح 8 بجے کے قریب ڈھڈی کلاں آستانہ حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ پہنچ گئے۔

حضرت پیر غلام محمد المعروف حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت 11 اپریل 1893ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد 1905ء میں حضرت سید شیر محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور عُمر مبارک کا ایک طویل عرصہ اپنے پیر خانہ پر ہی گزارا۔ ساری زندگی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثناء اور اپنے مُرشدِ کریم کی توصیف میں بسر کی۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے انتہا درجہ کی عقیدت و محبت تھی۔

اپنے وقت میں مسئلہ وحدت الوجود کو بیان کرنے میں کوئی ثانی نہ رکھتے تھے۔ تصوف کے موضوع پر بے شُمار کتب تحریر فرمائیں۔ 63 برس کی مُبارک عُمر میں جلوآنہ شریف میں 15 مئی 1956ء کو وصال فرمایا اور 10 جولائی 1970ء میں آپ کے تابوت مُبارک کو جلوآنہ شریف سے ڈھڈی والا

کلاں محلّہ فیض پُورشریف فیصل آباد میں منتقل کیا گیا۔ جہاں پر آج بھی آپ کے روحانی و باطنی تصرفات جاری وساری ہیں۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب کی قیادت میں احاطہ مزار میں داخل ہوئے تو مزار مبارک کے مرکزی دروازے کو بند پایا۔ پتہ چلا کہ ہر سال یومِ عاشوراء کے موقع پر آپ کے مزار پُر انوار پہ غُسل مبارک کی ایک مخصوص تقریب منعقد ہوتی ہے جسکی وجہ سے داخلے کا دروازہ بند ہے۔ ان کاملین کے بھی عجیب وغریب تصرفات ہوتے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص بھی خود بخود ان مقامات پر حاضری نہیں دے سکتا بلکہ جو بھی حاضر ہوتا ہے وہ انہی کی مرضی اور توجہ سے حاضری دیتا ہے۔

هیچ کسے بخویشتن ره نه بُرد بسوئے اُو
بلکہ بپائے اُو رود هر کہ رود بسوئے اُو

قارئین کرام! اگر یہ کاملین خُود بُلائیں تو یہ ظاہری بند دروازے کوئی معنیٰ نہیں رکھتے۔ حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف کہ ہمیں پہنچے ابھی چند لمحے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ ایک نوجوان تیزی سے نیچے آیا اور اندر سے دروازہ کھولنے کے بعد ہمیں اُوپر آنے کی دعوت دی۔ حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مُبارک عمارت کے اُوپر والی منزل میں ہے جس کیلئے سیڑھیاں چڑھ کر جانا پڑتا ہے۔

انتہائی وسیع وعریض عمارت کے عین درمیان میں لوہے کے ایک کٹہرے میں آپ کا مزار پُر انوار ہے جو کیفیات سے لبریز دلکش وخوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔ چاروں اطراف میں خوبصورت مینہ کاری اور حاشیہ نگاری نظر آتی ہے۔ ایک طرف امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رنگین شبیہہ مبارک دعوتِ نظارہ دے رہی ہے تو دوسری طرف جابجا عربی وفارسی اشعار تحریر ہیں۔ جسوقت ہم اس خوبصورت ودلکش روحانی عمارت میں داخل ہوئے اسوقت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ سائیں محمد افتخار حسین صاحب اپنی اولادِ امجاد کے ہمراہ مزارِ مبارک کو عطورات سے غُسل دینے میں مصروف تھے۔

مزار مُبارک سے تمام چادروں کو ہٹایا ہوا تھا۔ غُسل مبارک کی تقریب کے بعد ایک ایک کرکے چادریں دوبارہ ڈالی گئیں۔ اندر کا سارا ماحول مسحور کُن اور خُوشبو سے معطر تھا۔ غُسل کی تقریب کے بعد صاحبزادہ صاحب نے دُعا کروائی اور ہمیں کٹہرے کے اندر داخل ہوکر مزار مُبارک کو بوسہ دینے

کا شرف عطا فرمایا۔ اسی دوران کٹہرہ کے اندر ہی سائیں افتخار حُسین صاحب سے مُلاقات کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ اور بندہ نے اپنی چند کُتب پیش کیں۔ جناب نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ان دُرودِ پاک کی کتابوں میں کیا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے دُرودِ پاک بھی ہیں؟ جب میں نے جواب جی میں دیا تو آپ نے مسرت کا اظہار فرمایا۔ اس سے حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ سے عقیدت ومحبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صاحبزادہ صاحب نے دوتین بار نہایت محبت بھرے انداز میں چائے کی دعوت دی۔ لیکن تنگی وقت ہمارے آڑے آرہی تھی۔ جسکی وجہ سے ہم نے جناب کا انتہائی شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہی۔ آپ نے ہمیں مزار مُبارک کے صدر دروازے پر دُعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ اور پھر ہم نے بھی حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرم فرمائی، ضیافت اور خصوصی توجہ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے نیچے اُترے اور گاڑی میں سوار ہوکر دربار منگانی شریف روانہ ہوئے۔

دربارِ اقدس حضرت قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ:

سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اولیائے کاملین کی جماعت ہر زمانے میں رہی ہے اور انشاء اللہ العزیز رہے گی۔ اِن میں کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کے اس دنیا میں تشریف لانے سے ایک روحانی انقلاب آجاتا ہے۔

کسی کو کیا معلوم تھا کہ میانوالی کے ایک دُور افتادہ اور پس ماندہ ترین دیہات ''نواں'' میں حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے آنگن میں جنم لینے والا بچہ مستقبل میں دنیائے فقر کا روحانی رہبر ورہنما اور ایک درخشندہ ستارہ بن کر خلق خدا کو اپنے فیض سے سیراب کرے گا۔ اس بابرکت بچے کی ولادت باسعادت بوقت فجر بروز ہفتہ یکم شوال المکرّم 1359ھ بمطابق 2 نومبر 1940ء کو ہوئی۔ اس شخصیت سے میری مراد حضرات خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کی اِس دنیا میں تشریف آوری کے ساتھ ہی گھر میں ظاہری وباطنی رزق کی فراوانی اور خوشحالی ظاہر ہونا شروع ہوگئی۔ اِس بابرکت نومولود سے گھر کے تمام افراد نہایت محبت فرماتے لیکن

بالخصوص آپ کی دادی محترمہ کی محبت دیدنی تھی۔ گھریلو ماحول میں ذکرِ خدا، ذکرِ رسول ﷺ اور ذکرِ مُرشد کا تذکرہ رہتا تھا جس کے انوار و فیوضات اِس نومولود پر بھی پڑتے جس کے نتیجہ میں آپ کے دل میں بھی اپنے والدِ گرامی کے مُرشد خانہ ''دہڑ شریف'' کی محبت جاگزیں ہوگئی۔

اِس مبارک بچے کے والدِ محترم فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ لڑکا پیدائشی ولی ہے کیونکہ ابتداء سے ہی آپ کی زبانِ مبارک میں اِس قدر فیض واثر تھا کہ آپ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے وہ پورا ہو جاتا۔ آپ کے والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ میرے اِس بیٹے کی پیدائش اِس لحاظ سے بھی بہت مبارک ثابت ہوئی کہ اُس کی ولادت کے کچھ ہی عرصہ بعد میری ملاقات حضرت فقیر محمد رمضان قادری سے ہوئی، جن کی ملاقات سے میری زندگی میں عظیم تبدیلی رونما ہوئی۔

حضرت پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی 2 یا 2½ سال کی تھی کہ آپ کے والدِ گرامی نے اپنے مُرشد کریم کے حکم پر صرف اور صرف تبلیغِ دین کی خاطر اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ سال 1943ء میں ''نواں'' سے ہجرت فرمائی اور ضلع جھنگ کے گاؤں ''بلوآنہ'' میں مقیم ہوگئے۔

حضرت پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک اپنے والدِ ماجد سے پڑھا اور پھر بلوآنہ کے پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کی اور آٹھویں تک گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 175 میں زیرِ تعلیم رہے۔ آپ کا شمار جماعت کے قابل ترین طلباء میں ہوتا۔

آپ کو ابتداء سے ہی حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے قلبی لگاؤ تھا۔ آپ بڑے متاثر کن انداز میں حضرت علامہ کے اشعار پڑھتے جس سے ہر طرف سناٹا چھا جاتا خصوصاً جب درج ذیل شعر پڑھتے تو خود بھی مسحور ہو جاتے۔

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے
منزل کیلئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے

قبلہ عالم حضرت پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لحنِ داؤدی سے نوازا تھا۔ آپ جب حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ نعت پڑھا کرتے تو ایک کیف وسرور کا سماں بندھ جاتا تھا۔ آپ کے والدِ محترم آپ کو ہمیشہ سفر وحضر میں اپنے ہمراہ رکھتے اور آپ کی ظاہری و باطنی

تعلیم وتربیت فرماتے۔

حضرت پیر محمد کرم حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے والدِ محترم نے بلوآنہ شریف میں عرس کے موقع پر حضرت اعلیٰ دھڑوی کی خدمت میں شرف بیعت کیلئے پیش کیا۔ حضرت نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے بہت پیار و محبت سے آپ کو بیعت فرمایا اور وظائف بھی عطا فرمائے۔

دربار دھڑ شریف میں اعلیٰ حضرت دھڑوی کی موجودگی میں جب پہلی بار لاؤڈ سپیکر کا استعمال شروع ہوا تو سب سے پہلے حضور پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سریلی اور پُر کیف آواز میں ایک کافی پڑھی تھی جس کا پہلا مصرعہ تھا

اِک پل وی ہووے تاں لنگھ جاوے ساری عمر گزارا کون کرے
اوکھی لنگھدی اے رات وچھوڑیاں دی بن یار گزارا کون کرے

جس وقت حضرت پیر محمد کرم حسین یہ کافی پڑھ رہے تھے تو اُس وقت حضرت اعلیٰ دھڑوی رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے اور لاؤڈ سپیکر سے کافی کی آواز جب آپ کے کانوں میں پڑی تو آپ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا ''سریلی آواز میں کافی پڑھنے والا یہ بچہ ایک دن جہان کا پیر ہوگا۔''

حضرت پیر محمد کرم حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ جب آٹھویں کا امتحان دے رہے تھے تو آپ کے والد صاحب نے آپ سے فرمایا کہ اب ہمارا وقت قریب آ گیا ہے اور ہماری خواہش بھی ہے کہ تم ہماری موجودگی میں مصلیٰ پر بیٹھ جاؤ۔ اس صورت حال کے پیش نظر آپ کو اپنا سلسلۂ تعلیم منقطع کرنا پڑا۔ آپ کے والدِ ماجد نے خاندان کے تمام افراد کو بلوایا اور اُن سب کی موجودگی میں اپنی دستارِ مبارک آپ کے سرِ انور پر سجائی اور ضروری وصیتیں فرما کر آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اُس وقت حضرت پیر محمد کرم حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک 14 برس تھی۔

والد صاحب نے نہ صرف آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا بلکہ اپنی موجودگی میں احباب کو آپ سے مُرید بھی کروایا اور کچھ عرصہ بعد آپ کے والدِ محترم اِس عارضی دنیا میں اپنی مدتِ قیام مکمل کرتے ہوئے راہیِ ابد ہوئے۔ اِس موقع پر نہ صرف آپ صبر و تحمل کا مجسمۂ پیکر بنے رہے بلکہ مریدین، متوسلین اور عقیدت مندوں کو بھی صبر و تحمل سے اس عظیم سانحہ کو برداشت کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔

ختم چالیسواں کی محفل اعلیٰ حضرت حضرت دھڑوی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں آپ کے والدِ ماجد کے مریدین، متوسلین اور خاندان کے افراد شریک ہوئے۔ اِس موقع پر حضرت اعلیٰ دھڑوی نے ارشاد فرمایا کہ میں کرم حسین کو حافظ بنا رہا ہوں اور پھر اپنی دستارِ مبارک آپ کے سر پر سجاتے ہوئے فرحت و کیفیت کے عالم میں ارشاد فرمایا ''پہلے ہم داڑھی والوں کو خلیفہ بنایا کرتے تھے آج ہم ایک ایسے شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر رہے ہیں جس کی ابھی مکمل داڑھی بھی نہیں آئی''۔

قارئین کرام! ایسی سعادت بھی بہت کم شخصیات کو حاصل ہوتی ہے کہ والد اور بیٹا ایک ہی شیخ کے مرید ہوں اور پھر شیخ اور والد دونوں نے بیٹے کو اپنا خلیفہ مجاز مقرر کیا ہو۔ حضرت قبلۂ عالم محمد کرم حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ پر بیک وقت تین اولیائے کرام کی توجہات اور نگاہِ کرم تھی، پھر وقت کے ساتھ ساتھ اِن شخصیات نے مختلف اوقات میں آپ کو اپنا نائب بھی مقرر فرمایا۔ سب سے پہلے آپ کے والدِ محترم نے تاجِ خلافت آپ کے سر پر سجایا۔ پھر حضرت اعلیٰ دھڑوی نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی اور پھر سائیں جیون سلطان سجادہ نشین میرک شریف نے آپ پر اپنی خصوصی نظرِ کرم فرمائی اور اپنے سر مبارک کی ٹوپی اُتار کر آپ کو عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پہلے تو تمھیں دستاریں ملی ہیں اب میری یہ ٹوپی تمہارے لئے ہے جو ہر وقت تم پر سایہ رکھے گی۔

حضرت پیر محمد کرم حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدِ ماجد کے وصال کے بعد تبلیغی دوروں کی ابتداء کی اور اِس دوران لوگوں کو وعظ و نصیحت اور دین پر استقامت کی تلقین فرماتے رہے۔ حضرت قبلہ عالم فرماتے ہیں کہ مجھے قبلہ والد صاحب کے وصال کے بعد خیال پیدا ہوا کہ عبادت و ریاضت کیلئے کسی جنگل میں خلوت نشینی اختیار کروں چنانچہ اس عزم کی تکمیل کیلئے میں کمالیہ کے قریب ایک جنگل میں چلا گیا۔ جہاں مجھے جنگل کا سناٹا اور خاموشی بہت پسند آئی۔ رات کو آگ جلا کر بیٹھ جاتا اور عبادت میں مصروف رہتا۔

ایک رات خواب میں مجھے اپنے والدِ بزرگوار اور مُرشدِ کریم حضرت سید سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور اِن عظیم شخصیات نے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''کرم حسین! کیا ہم نے تمہاری تربیت میں کوئی کسر چھوڑی ہے کہ اب تم جنگلوں میں آ کر بیٹھ گئے

ہو، علی الصبح یہاں سے کوچ کرو اور خلق خدا کو وعظ و تبلیغ کرو"۔ حضرت قبلہ عالم فرماتے ہیں کہ میں اُس خواب کے بعد واپس آ گیا اور خلقِ خدا کی تربیت میں مصروف ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالم کے والدِ گرامی کو ابھی ایک سال کا ہی عرصہ گزرا ہو گا کہ آپ کی طبیعت ناساز رہنے لگی، آپ حکیم عبدالرحیم پٹھان کے زیرِ علاج رہے اور انہی ایام میں حضرت اعلیٰ دہڑوی کی طرف سے حکم آیا کہ آپ کی شادی مبارک کر دی جائے چنانچہ حضرت اعلیٰ دہڑوی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مؤرخہ 31 مارچ 1960ء آپ کی شادی کی تقریب منڈی بہاؤالدین میں انجام پذیر ہوئی جس میں خلقِ خدا نے کثرت سے شرکت کا شرف حاصل کیا۔

قارئینِ کرام! آپ کو معلوم ہے کہ تاجدارِ منگانی شریف کا آبائی وطن میانوالی تھا اور آپ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ پہلی ہجرت فرما کر بلوآنہ شریف (جھنگ) میں مقیم ہو چکے تھے لیکن آپ کے جد امجد ابھی میانوالی میں ہی زندگی بسر فرما رہے تھے۔ سال 1968ء میں آپ انہیں بھی اپنے ساتھ بلوآنہ شریف لے آئے اور سال 1973ء میں اسی مقام پر آپ کا وصال مبارک ہوا۔

بادشاہِ فقر و عرفان حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری 22 سال تک بلوآنہ شریف میں مقیم رہ کر خلقِ خدا کی تربیت میں مصروف رہے اور بالآخر اُس مقام کی طرف جہاں اس شہبازِ عشق کی آخری آرامگاہ بنی تھی۔ دوسری اور آخری ہجرت کا حکم اور وقت آ پہنچا۔ بوجوہ کثیرہ آپ 1976ء میں بلوآنہ شریف سے منگانی گاؤں روانہ ہوئے اور حسبِ سابق اس مقام کو بھی خلقِ خدا کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا اور یہاں ایک دینی مدرسہ اور ایک پرائمری سکول کی بنیاد رکھی۔

حضرت قبلۂ عالم منگانوی کو بزرگانِ دین سے انتہائی محبت اور عقیدت اور خاص نسبت تھی اور وہ بھی اپنے اس محبّ پر گاہے گاہے خصوصی عنایات فرمایا کرتے تھے (تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب لمحاتِ کرم از صاحبزادہ ابو الحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی) لیکن خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت تو آپ کو ورثے میں ملی ہوئی تھی اور ایک خاص نسبت کے باعث آپ حضرتِ مولانا کو "چچا رومی" کے پیارے الفاظ سے یاد فرماتے۔

مثنوی شریف سے اِس قدر عشق و محبت تھا کہ اِس بابرکت کتاب کے اکثر اشعار اور

مشہور و معروف حکایات آپ کو زبانی یاد ہو چکی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو لحنِ داؤدی عطا فرمایا تھا جب کبھی محافل میں مثنوی شریف اپنی سریلی آواز اور مخصوص انداز میں پڑھتے تو نہ صرف سامعین و حاضرین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی بلکہ آپ بھی اُسی حال میں محو ہو جاتے۔ مثنوی شریف کے اشعارِ مبارکہ کی جب تشریح فرماتے تو فارسی کے ایک لفظ کے کئی کئی معانی بیان فرماتے۔

اپنے وقت کے ولی کامل حضرت بابا مستان شاہ مدنی فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے عالمِ کشف میں دیکھا کہ حضرت مولانا روم اور حضرت پیر کرم حسین مراقبہ کی حالت میں آمنے سامنے بیٹھے ہیں اور ان پر انوار و برکات کا نزول ہو رہا ہے۔

حجازِ مقدس کی تڑپ اور لگن تو شروع سے تھی لیکن ناسازیٔ طبع کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ بالآخر اپریل 1985ء میں اس خواہش کی تکمیل ہوئی، آپ عمرہ شریف کی ادائیگی کے بعد بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہو گئے۔

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جیسے ہی داخل ہوئے تو آپ کے نینوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں رواں ہو گئیں۔ انتہائی ادب اور خشوع و خضوع کے ساتھ سر کو جھکائے لبوں پر درُود و سلام کے نغمے الاپتے ہوئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے، اُس وقت کی کیفیات کو ان مختصر سطور میں بیان کرنا مشکل ہے۔

قیامِ مدینہ طیبہ طاہرہ کے دوران حضور قبلۂ عالم تہجد کے وقت حرمِ نبوی میں تشریف لے جاتے اور اکثر وقت ریاض الجنۃ اور اصحابِ صُفہ کے چبوترے پر گزارتے۔ رات کو جب حرمِ پاک خالی ہو جاتا تو اُس وقت آپ باہر تشریف لاتے۔

حضور قبلۂ عالم کا کمزور و نحیف اور بیماری والا ظاہری بدن لیکن باطن میں اُس مجسمۂ عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ انیس ایام میں تین لاکھ مرتبہ تسبیحات مبارکہ اور تین بار مکمل قرآن پاک کی تلاوت فرمائی، نمازِ پنجگانہ، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور دیگر نوافل اس کے علاوہ ہیں۔

بغداد شریف میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں بھی حاضری کی شدید خواہش تھی اور اس بارے جناب نے ملک ربنواز صاحب کو بذریعہ خط معلومات اکٹھی کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

لیکن داعی اجل کی آواز پر لبیک کہنے کی خاطر یہ شدید خواہش پوری نہ ہو سکی۔ میری دلی دعا اور درخواست ہے کہ آپ کے کثیر غلاموں میں سے کوئی غلام بھی آپ کی طرف سے بغداد شریف حاضر ہو کر آپ کی اس خواہشِ مبارکہ کی ظاہری تکمیل کر دے اور یقیناً وہ شخص انتہائی خوش نصیب اور سعادت مند ہوگا جو اپنے مرشد کی خواہش کو ان کے پردہ فرمانے کے بعد پورا کرے گا کیونکہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری ایک عام صوفی اور درویش نہ تھے بلکہ وہ تو

فقر و عرفاں کا حُسین پیکر وہ تصویرِ کرم
والیِ بغداد کا وہ مظہرِ فیضِ اتم

اپریل 1990ء آخری بار دھڑ شریف میں حاضری کی سعادت حاصل فرمائی۔ ان ایام میں اکثر آپ اپنی واپسی کی تیاری کے متعلق خفیف ولطیف اشارات بیان فرماتے تھے۔ ایک موقع پر مجلس میں بیٹھے حاضرین کو واضح الفاظ میں فرمادیا کہ اب ہم تو سوئے یاراں پرواز کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔

دلم خواهد کہ پرم سوئے یاراں

اور صرف یار کے حکم کے منتظر ہیں اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا

مُرغِ مَن باغَش کُهَن قفسِ شِکَن سُوئے چَمن
پرواز کُن اے بے وَطن امروز زِندانِ هَلَد

یکم جون 1991ء آپ نے داڑھی مبارک کا خط بنوایا اور حجامت کیلئے خاص اہتمام فرمایا۔ فراغت کے بعد غسل فرمایا اور حسبِ معمول نفل ادا فرمائے۔ قبل از نمازِ مغرب حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ شعر پڑھا

سب کچھ خدا کو سونپ کر چڑھ پلنگ پر سو
ان ہونڑیں نہ ہوسیا جو ہونڑیں سو ہو

نمازِ عشاء کے بعد دوائی استعمال فرمائی۔ نمازِ تہجد کے وقت آپ کا جسم مبارک ٹھنڈا ہونے لگا اور داعیِ اجل کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے آپ نے آنکھیں بند فرمالیں اور بوقت 3 بجے صبح بروز اتوار

مورخہ 2 جون 1991ء آپ کی روحِ مبارک جسمِ عنصری سے نکل کر سوئے جاناں پرواز فرما گئی۔

چھپ گیا چشمِ زمانہ سے ، مگر موجود ہے
اُس کا اوج و اعتزاز اس کا کمال اُس کا حشم

☆☆☆☆☆

خاک کے پردے میں آخر کار پنہاں ہو گیا
ماہِ ملکِ عشق ، خورشیدِ جہانِ معرفت
وہ جلیل القدر درویش وہ حقیقت آشنا
وہ عظیم المرتبت تھا نکتہ دانِ معرفت
وہ نمونہ تھا وقار و اعتبارِ فقر کا
نقش زیبا صدق کا ، تصویرِ شانِ معرفت

جانشینِ تاجدارِ منگانی وارثِ علوم کرمیہ شہزادہ ابوالحسن پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری نے آپ کے وصالِ مبارک پر دو قطعات تاریخِ وصال رقم فرمائے جو قارئین کی نذر ہیں۔

خواجۂ ما پیر کرم حُسین فخرُ الاولیاء
قطبِ اعظم، غوثِ عالم، صاحبِ جُود و سخا
عاشقان را قبلہ گاہے عارفان را رہنما
''واصلِ باللہ شاہِ اولیاء نورِ خدا''

1411ھ

حضرت قبلۂ عالم قبلۂ اہلِ صفا
مظہرِ انوارِ یزداں معدنِ لطف و عطا
ماہِ ذیقعد چودہ سو گیارہ ہجری تھی تاریخ
1411ھ
روز دو شنبہ چلے طاہر حزیں کے پیشوا

یہ بندہ ناچیز ابھی حضرت قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ ان احوال و واقعات میں گم تھا اور گاڑی تھی

جوفراٹے بھرتی ہوئی منگانی شریف کی طرف رواں دواں تھی۔ حضرت قبلہ رفاقت علی شاہ صاحب جب اپنے مرشدِ کریم کے درِ اقدس کی قدم بوسی کیلئے سفر کرتے ہیں تو وہ منظر بھی دیدنی ہوتا ہے۔ دورانِ سفر کہیں رُکنے کا نام نہیں لیتے اور چاہتے ہیں کہ ہوا کے دوش پر سوار ہو کر فوراً اپنے مرشد خانے پہنچ جاؤں یا پھر مجھے پر لگ جائیں تاکہ میں اُڑتا ہوا سوئے یاراں جا پہنچوں۔

دورانِ سفر جگر گوشۂ حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ محترمی جناب پیر محمد طاہر حسین قادری ادام اللہ عزہ و بطولِ عمرہ نے دو تین بار فون کر کے معلوم کیا کہ کہاں پہنچے ہیں۔ وقت تیزی سے گزرا اور ہم موچیوالہ ہسپتال سے گزر کر منگانی شریف والی سڑک پر پہنچ گئے۔ اور اگلے چند ہی منٹوں میں دربار شریف کے مرکزی دروازہ سے داخل ہونے کے بعد جناب کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جناب پیر محمد طاہر حسین زید مجدہٗ نہایت محبت و شفقت سے ملے اور فوری طور پر پُر تکلف ناشتے سے تواضع ہوئی۔ اسی دوران سجادہ نشین منگانی شریف حضرت پیر محمد مظہر حسین مدظلہ العالی سے بھی ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ بھی نہایت محبت و شفقت سے ملے۔ ناشتہ کے بعد جناب پیر محمد طاہر حسین مدظلہ العالی نے کمال مہربانی اور خصوصی شفقت فرماتے ہوئے طویل وقت کیلئے ہمیں اپنی صُحبت کا شرف بخشا۔ میں اپنے حلقہ میں اکثر جناب پیر محمد طاہر حسین مدظلہ العالی کا ذکر کرتا ہوں کہ کاش ہماری خانقاہوں کے صاحبزادے اسی طرح مجسمۂ پیکرِ محبت و شفقت بن جائیں تو ہمیں اپنے اسلاف کی یاد تازہ ہو جائے۔

دورانِ ملاقات حضرت پیر محمد طاہر حُسین صاحب نے اپنی گرانقدر لائبریری کا تفصیل سے تعارف کروایا۔ مخطوطات اور نادر کُتب کی زیارت کروائی۔ پھر کمرۂ تبرکات کی ایک ایک چیز کا پسِ منظر بیان فرمایا۔ قدیم و جدید تصاویر کا ایک ذخیرہ ہے جو آپ کے پاس موجود ہیں۔ اور جس طرح ان کی حفاظت کا انتظام کیا ہوا ہے اور کر رہے ہیں وہ ایک الگ داستان ہے۔ اس دوران ایک بار پھر حضرت پیر محمد مظہر حُسین مدظلہ العالی نے اپنی زیارت کا شرف بخشا۔

دربار شریف پر حاضری کے بعد نمازِ جمعہ کے لئے مسجد میں حاضر ہوئے۔ سائیں محمد مظہر حُسین کی اقتداء میں نمازِ جُمعہ کی ادائیگی کا شرف حاصل ہوا۔ نماز کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ باہر

جائیں کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں شہداء کربلا کے لئے ختم شریف کی محفل منعقد ہوگی۔ حضرت پیر محمد طاہر حُسین قادری مدظلہ العالی کے ہمراہ ختم شریف کی محفل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ دُعا کے بعد لنگر شریف سے تواضع کی گئی۔ سائیں پیر محمد طاہر حُسین نے نہایت قیمتی مادی و معنوی تحائف و عطورات سے نوازا۔

نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد دونوں عظیم صاحبزادگان والا شان سے اجازت طلب کی۔ اور دُعائیں لینے کے بعد دربار شریف سے نکلتے ہوئے فیصل آباد روانہ ہوئے اور وہاں سے بذریعہ موٹروے راولپنڈی پہنچے۔ اور یوں 10 محرم الحرام 1432ھ کا رُوحانی سفر جو ڈھوک کشمیریاں سے شُروع ہوا تھا اختتام پذیر ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان بُزرگوں کے ہاں ہماری ان حاضریوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اور ان کو ہماری بخشش و مغفرت کا وسیلہ بنا دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دیدار از ایران

جناب پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری مدظلہ العالی کے سفرِ زیارات ایران پر
اُن کے رفیقِ سفر جناب افتخار احمد حافظ قادری کا نذرانۂ عقیدت

گوہر جانان عشق و عاشقی ایران بود
مہربان و با وفا خورشید آن رخشانِ بود

من رسیدم با رفاقت سوی ایرانِ بزرگ
ہمرہ و یارم علی شاہ کاظمی جانانِ بود

من شدم شادان و خوش با این رفاقت ہر زمان
جلوۂ لطف و صفا صورتگر خوبانِ بود

مشہدِ و طوس و نیشا پور ، جایگاہِ اولیاء
تربتِ جام و سَرَخس ، بو القاسم گرگان بود

سوی بسطام و طبس رفتیم و پویان دم بہ دم
بوالحسن از اولیاء مرکز خرقان بود

ہم بہ شاہرود آمدیم جون چشمۂ جو شانِ عشق
ہر کجا نُورِ خدا روشنگرِ عرفان بود

آمدیم در شہر تہران با شکوہ و با جلال
مرکز گرد شگر این شہر خوش سامان بود

مرکز عرفان چو دیدیم شاد و خوش گشتیم سبی
یار ما ''تسبیحی'' آنجا بُلبل دَستان بود

آمدیم در شہر ری با ہمرہ و ہمیار خود
شہر تاریخی بود چون گلشن و بستان بود

حضرت عبدالعظیم و گنبد و درگاہ آن
مظہر ایمان و عشق مردم ایران بود

بعد از آن رفتیم سوی گیلان زمین سبزہ زار
گنبد و درگاہ امّ الخیر حق گویان بود

صومعہ با شد سرای عشق امّ الخیر ما
مادر پیرِ حقیقت قادری جیلان بود

کوہ نور و شہر نور و بارگاہ پیرِ نور
آن ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ یقین روشنگر و تابان بود

بعد از آن ساکن بہ قُم معصومہ از ارشدیم
گنبد و گل دستہ اش در آسمان رضوان بود

قبر عبداللہ خفیف و حضرت شاہ چراغ
در زیارتگاہشان خورشید حق تابان بود

"افتخار احمد" بہ ہمراہ "رفاقت شاہ" خود
نغمہ ریز دل کند چون یوسف کنعان بود

افتخار احمد حافظ قادری

نوٹ: زیاراتِ ایران کے اس نذرانۂ عقیدت کو ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "رَہا" (ایران) نے منظوم فارسی کے قالب میں ڈھالا (افتخار قادری)
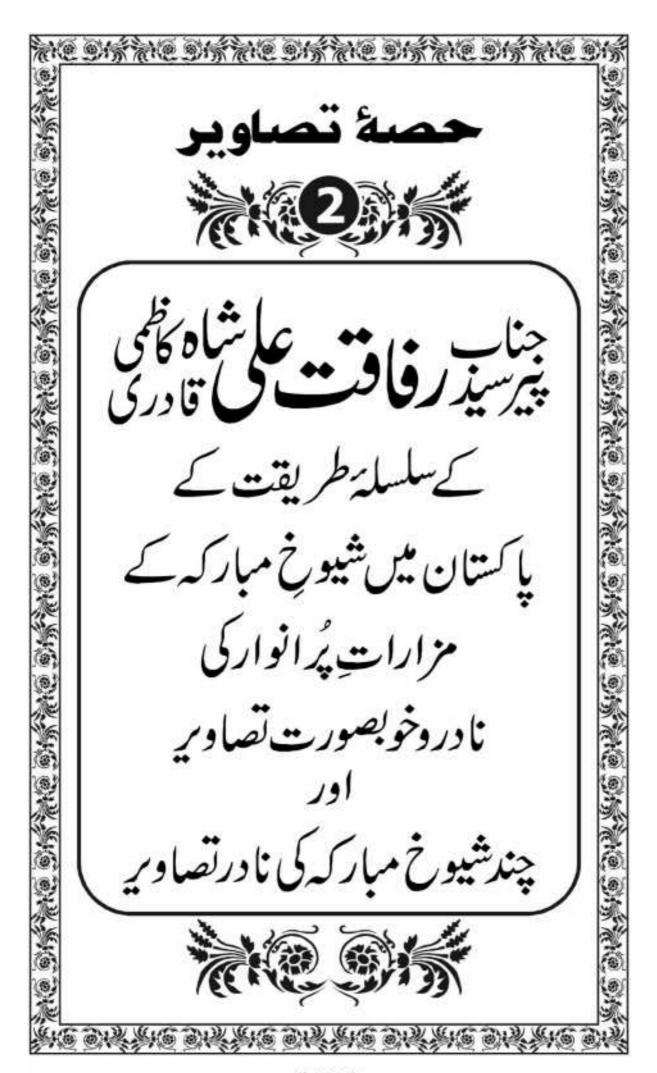
حصۂ تصاویر

2

جناب پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری

کے سلسلۂ طریقت کے

پاکستان میں شیوخِ مبارکہ کے

مزاراتِ پُرانوار کی

نادروخوبصورت تصاویر

اور

چند شیوخ مبارکہ کی نادر تصاویر

حضرت سید محمد غوث بندگی گیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت سید عبدالقادر ثانی گیلانی رضی اللہ عنہ

اُچ شریف (بہاولپور)

حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری حاضری کی سعادت حاصل کررہے ہیں

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت سید محمد غوث بالا پیر رضی اللہ عنہ

ستگھرہ شریف (اوکاڑہ)

مزارِ پُر انوار حضرت سید محمد غوث بالا پیر رضی اللہ عنہ

اندرون روضہ حضرت شاہ چراغ میں حضرت سید عبد القادر ثالث رضی اللہ عنہ کا مزارِ پُر انوار

مزاراتِ مبارکہ حضرت سید عبد الوہاب رضی اللہ عنہ اور حضرت سید زین العابدین رضی اللہ عنہ

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت سید عبدالرزاق المعروف حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ عنہ

نزد ہائی کورٹ (لاہور)

مزارِ پُرانوار حضرت سید عبدالرزاق المعروف حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ عنہ

نزد ہائی کورٹ (لاہور)

مزارِ مبارک حضرت سید مصطفیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

نزد ہائی کورٹ (لاہور)

مزارِ مبارک حضرت سید محمود گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مزارِ مبارک حضرت سید مجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سید مصطفیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ستگھرہ شریف (اوکاڑہ)

حضرت سید غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا منظر

مزارِ پُر انوار سید امان اللہؒ المعروف ہاتھی وان سلطان

شور کوٹ (جھنگ)

میرک شریف میں حضرت سید علی شیرؒ و حضرت سید چراغ علی شاہؒ کے مزاراتِ مبارکہ
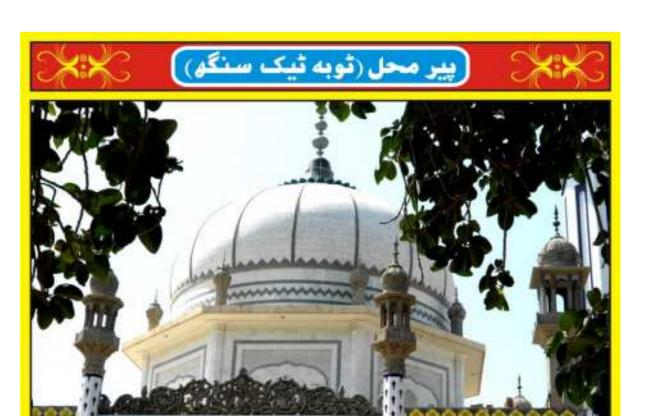
پیر محل (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

بیرونی منظر مزارِ مبارک قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ بخاری قادری پیر محلوی ؒ

پیر محل (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

حضرت قطب الاقطاب کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی سعادت

فتح پور شریف (اوکاڑہ)
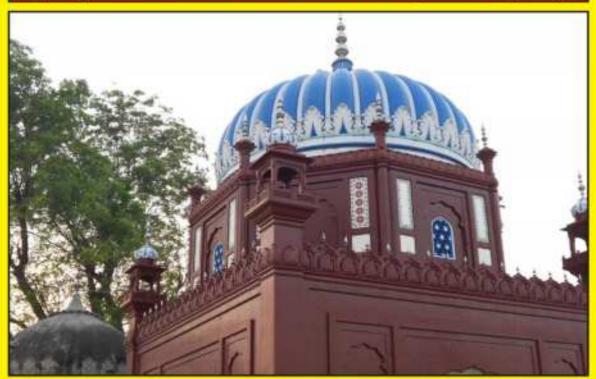
بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت سید شیر محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

فتح پور شریف (اوکاڑہ)

مصنف کتاب ہذا اور حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ ہدیۂ عقیدت پیش کرر ہے ہیں

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت سید سردار علی شاہ بخاری قادری رضی اللہ عنہ

دھڑ شریف (اوکاڑہ)

مزارِ پُر انوار حضرت سید سردار علی شاہ بخاری قادری رضی اللہ عنہ

بلوآنہ شریف (جھنگ)

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت حافظ گل محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

بلوآنہ شریف (جھنگ)

بارگاہِ حضرت حافظ ماہی میں حاضری کا منظر

منگانی شریف (جھنگ)

بیرونی منظر مزارِ مبارک تاجدارِ منگانی شریف حضرت پیر سید محمد کرم حسین حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ

منگانی شریف (جھنگ)

پیر سید رفاقت علی شاہ، سید صبغت اللہ اور نصر من اللہ ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے

حضرت سید قطب علی شاہ بخاری قادری رضی اللہ عنہ
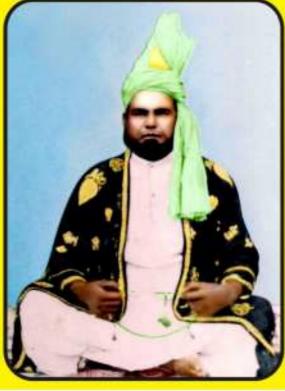
حضرت سید شیر محمد گیلانی قادری رضی اللہ عنہ

حضرت سید سردار علی شاہ بخاری قادری رضی اللہ عنہ

حضرت حافظ گل محمد قادری رضی اللہ عنہ

عارف باللہ، تاجدارِ منگانی، کشتۂ عشق، مجسمۂ صدق وصفا و پیکر حسن ومحبت

حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری المعروف حضرت قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے

منزل کیلئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے

پیرِ طریقت، مظہرِ شریعت وحقیقت ومظہرِ انوارِ عشق پیر محمد مظہر حسین حنفی قادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین دربارِ اقدس حضرت قبلۂ عالم منگانوی

مخدومِ گلستانِ کرم حضرت پیر محمد اختر حسین حنفی قادری مدظلہ العالی

شمس عشق وحقیقت وعکسِ کرم حضرت پیر ابوالحسن محمد طاہر حسین حنفی قادری مدظلہ العالی

فخرِ ساداتِ کاظمیہ

جناب پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری

پر اندرون و بیرون ملک سے منثور و منظوم

تاثرات
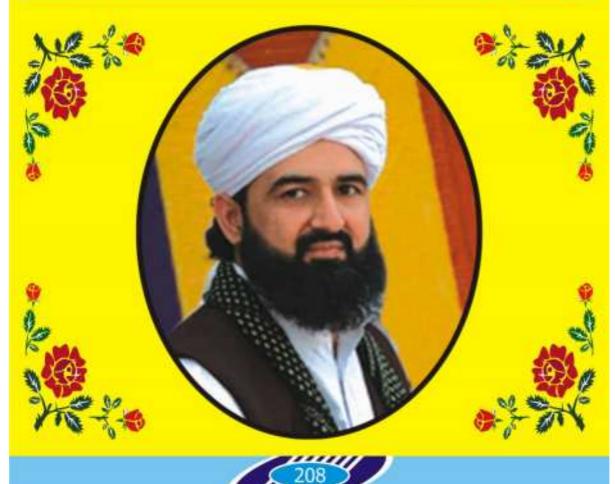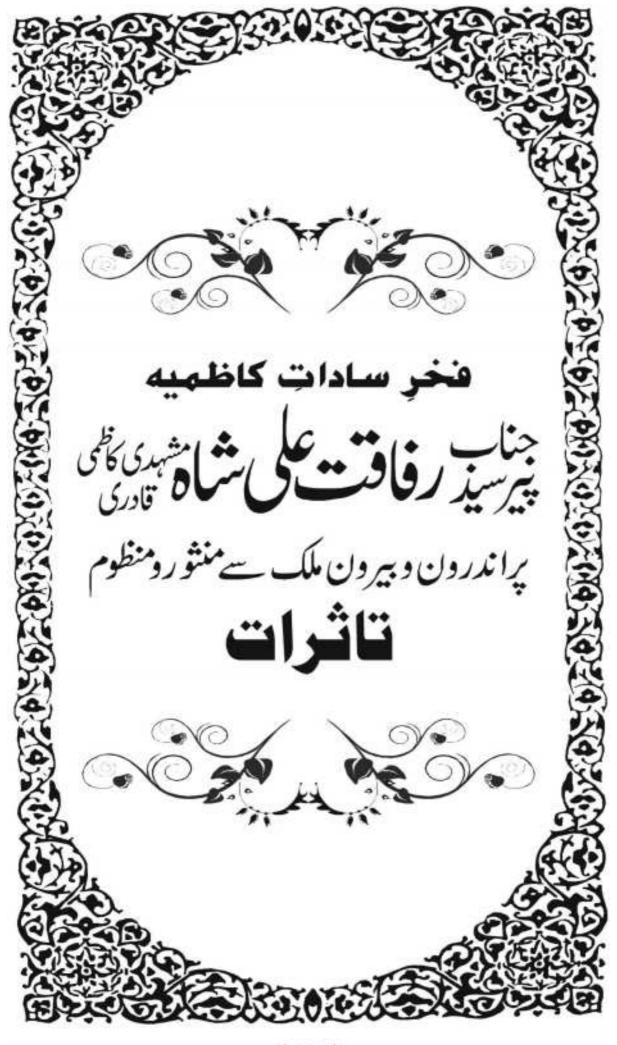
پسِ منظر و کلماتِ شکر

قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے سوانح جمع کرتے وقت ایک روز اس بندہ نے غور کیا کہ شاہ صاحب کے جو سوانح جمع ہو رہے ہیں وہ انتہائی مختصر ہیں اور اُن کا بھی اکثر حصہ آپ کے مرشد خانے سے متعلق ہے۔ کسی شخص کے سوانح حیات پڑھ کر ذہن میں جو تصویر اُبھرتی ہے وہ اتنی واضح نہیں ہوتی جب تک اُس شخص کے عزیز و اقارب، دوست و احباب، دفتری رفقائے کار و افسران بالا وغیرہ اُس کے بارے میں اپنے خیالات، رائے، تاثرات اور مشاہدات کا اظہار نہ کریں اور پھر یہ تاثرات ایک گواہی کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔

بہت کم لوگوں کو اس بات کا ادراک ہے کہ اسلام میں گواہی کی کیا حیثیت و اہمیت ہے؟ کیونکہ اگر گواہی اچھی ہوگی تو یقیناً یہ گواہی اُس شخص کی بخشش و مغفرت کا سبب بن جائے گی۔

گواہی کی اہمیت پر اس وقت ایک حدیثِ نبوی ﷺ اس بندہ کے زیرِ نظر ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ایک جنازہ سے گزر ہوا۔ لوگ اس کی تعریف فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وَجَبَتْ (واجب ہوگئی)۔ پھر ایک اور جنازہ گُزرا۔ لوگ اس کی برائی بیان کر رہے تھے۔ جس پر سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا وَجَبَتْ (واجب ہوگئی)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا واجب ہوگئی سید الانبیاء والمرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کہ جس جنازہ پر تم نے کلماتِ خیر کہے اُس پر جنت واجب ہوگئی اور جس جنازہ پر کلماتِ شر کہے اُس پر جہنم واجب ہوگی کیونکہ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ (تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی سر زمین میں گواہ ہو)۔

(کتاب ریاض الصالحین (عربی متن) تالیف الامام الندوی حدیث نمبر 957 صفحہ نمبر 371 الناشر المکتب الاسلامی بیروت، دمشق، عمان، سنِ طباعت 1992ء.)

اسی پس منظر میں قبلہ شاہ صاحب کی شخصیت پر تاثرات لینے کیلئے سجادہ نشین دربارِ عالیہ منگانی شریف جناب قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی سے بات چیت کے بعد اس تجویز کو تحریری

صورت میں اس بندہ نے پیش کیا۔ جناب نے نہ صرف مذکورہ تجویز سے اتفاق فرمایا، تحریری خط پر دستخط فرمائے، مجوزہ فہرست میں کئی شخصیات کے ناموں کا اضافہ کروایا بلکہ مجھے ارشاد فرمایا کہ میں خود بھی تمہارے ساتھ اس کام میں شریک ہوں کیونکہ سید رفاقت علی شاہ ہمارے ایک لاڈلے سید زادے اور دربار شریف کی ایک انتہائی اہم شخصیت ہیں۔

بحمد اللہ! کثیر تعداد میں جملہ احباب نے ہمیں قبلہ شاہ صاحب کے بارے میں اپنی بے پناہ محبتوں، عقیدتوں، گزرے لمحات، یادوں، مشاہدات سے نوازا۔ جس کیلئے یہ بندۂ ناچیز ان تمام شخصیات کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

آپ کے مُرسلہ طویل محبت نامے اور شفقت بھرے تاثرات سے ایک ضخیم کتاب الگ سے تیار ہوسکتی ہے لیکن مذکورہ کتاب میں تمام شخصیات کی نمائندگی کے لئے ضروری تھا کہ ان طویل و عریض عقیدتوں بھرے تاثرات کو مختصر کیا جائے اور اس اختصار پر یہ بندہ ذاتی طور پر معذرت خواہ ہے لیکن یہ بات پیشِ نظر ضرور رہی کہ اختصار کے باوجود مغزِ تاثرات باقی رہے۔

قارئین کرام! اب آپ کے شکریہ کے ساتھ ان تاثرات اور گواہیوں کو کتاب کی زینت بنایا جارہا ہے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث کے مطابق کسی مسلمان کیلئے اگر چار آدمی خیر کی گواہی دے دیں تو یہ گواہی اس شخص کیلئے بخشش و مغفرت کا سبب بن جائے گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادے گا۔

سید رفاقت علی شاہ صاحب کے بارے میں موصول ہونے والے جملہ تاثرات ان کی زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں اور بالخصوص آپ کے مرشد خانے کی طرف سے تحریر ہونے والے تاثرات یقیناً ایک سند کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ آپ کی بخشش و مغفرت کا سبب بن جائیں گے۔ ان شاء اللہ وتبارک وتعالیٰ

بجاہِ سید المرسلین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ

افتخار احمد حافظ قادری

جناب پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری راولپنڈی پاکستان

میرے مربی، میرے برادر اور سلسلہ قادریہ کے ایک عظیم پیشوا حضرت پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ نے چک نمبر 171 منگانی میں اپنی زمین پر ایک چھوٹا سا گھر بنایا اور وہاں منتقل ہو گئے۔ چند ہی سالوں میں وہ قادری سلسلہ کا ایک عظیم آستانہ بن گیا۔ آپ کی نسبت سے غیر معروف دیہات کو منگانی شریف کہا جانے لگا اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں عقیدتمندوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 1991ء میں حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری کا انتقال ہو گیا لیکن آپ کے تربیت یافتہ صاحبزادگان اور بالخصوص عزیز القدر پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مَدَّ اللّٰهُ تعالیٰ ظِلَّهُ الْعَالِیْ بِالصِّحَةِ وَالسَّلَامَةِ نے اس آستانہ کو مزید چار چاند لگا دیئے اور اب دن رات وہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جاری رہتا ہے۔

حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدتمندوں اور خلفاء میں ایک نمایاں نام جناب پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری صاحب کا ہے۔ جو جسمانی طور پر تو راولپنڈی میں رہتے ہیں مگر ان کا دل ہمیشہ منگانی شریف کی خدمات میں سرگرم رہتا ہے اور ان کی زبان پر اپنے مرشد کامل کا ذکر خیر رہتا ہے۔ جیسے بزرگ کہتے ہیں ''ہتھ کار وَل، دل یار وَل'' جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب قادری اس کے عملی نمونہ ہیں۔

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب قادری سے مجھے چند دفعہ ملاقات اور ان کی معیت کا موقع ملا ہے۔ آپ انتہائی مخلص، خوش اخلاق، بے لوث، خدمت خلق میں سرگرم اور اپنے مرشد کامل کے سچے عاشق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عقیدت ومحبت اور ان کے اسلام وایمان کو سدا بہار رکھے۔ آمین!

مستنیر: محمد امداد حسین پیرزادہ

فقیر: محمد امداد حسین پیرزادہ

جامعہ الکرم برطانیہ

صاحبزادہ پیر محمد مظہر حسین قادری
سجادہ نشین
دربار عالیہ قادریہ کرمیہ منگانی شریف۔ ضلع جھنگ

منگانی شریف کا درخشندہ ستارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

وعلی آلہ واصحابہ واولیائہ اجمعین امابعد!

میرے لیے یہ انتہائی سعادت ہے کہ میں تاجدارِ منگانی شریف حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک محبوب، منظورِ نظر اور درخشندہ ستارے سید رفاقت علی شاہ کاظمی کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

سید رفاقت علی شاہ صاحب کا یہ اعزاز کیا کم ہے کہ وہ ایک نجیب الطرفین سید زادے ہیں جن کا شجرہ نسب والدِ گرامی کی طرف سے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اور والدہ گرامی کی طرف سے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے جو ایک عظیم شرف ہے۔

ساداتِ کرام کی فضیلت وعظمت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ یہ وہ اہلِ بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ذخائرُ العقبیٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَ جَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہما

تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت اُس کی پشت میں رکھی اور میری ذریت پشت علی رضی اللہ عنہ میں رکھی۔

پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کاظمی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر خلیفہ اور فیضانِ کرم کی

چمکتی دمکتی شمع ہیں۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ انکی انتہائی عقیدت، والہانہ شوق اور صدق و وفا دیکھ کر ہمارے ایمان تازہ ہوتے ہیں۔

یہ سیدزادہ ہمارے دِل کا نور اور آنکھوں کا سرور ہیں۔ اِن پر ہمیں اعتماد، یقین اور ناز ہے۔ یہ ہمارے دانا مشیر، مخلص رفیق اور جانثار بھائی ہیں۔ فنا فی الشیخ و اولادہٖ کے جس مقام پر آپ فائز ہیں آج کے مادہ پرستی کے دور میں اُس کی مثال ملنا انتہائی مشکل ہے۔

آج دربارِ عالیہ میں جو بھی کوئی خوبی، حسن، رنگ اور کمال نظر آئے وہ تعمیرات کے حوالے سے ہو یا انتظامات کے حوالے سے، نشر و اشاعت کا شعبہ ہو یا درس و تدریس کا، اس کی ہر خوبی اور حُسن میں سید رفاقت علی شاہ کا کردار نمایاں نظر آئے گا۔ وہ بلاشبہ دربار شریف کی خدمات میں تمام خدام کے سالار نظر آتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف آستانہ شیخ کی ہمہ جہت خدمت کی بلکہ ہزاروں پیر بھائیوں سے اپنے کردار اور عمل کے باعث خدمت لی۔

دربارِ عالیہ منگانی شریف کو اللہ تعالیٰ نے آج جو شہرت، عزت اور وقار عطا کیا ہے اس میں سید رفاقت علی شاہ کا کردار نا قابلِ فراموش ہے۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں انہوں نے جو سیمینار منعقد کروایا تھا اُس سے ہمارے بزرگوں کے تبلیغی مشن کو پھیلانے اور اُن کی فکر کو عام کرنے میں نہ صرف مدد ملی بلکہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت بھی پورے ملک میں پھیل گئی۔

شاہ صاحب ہمیشہ اپنی کیفیات کو اس طرح بیان کرتے نظر آتے ہیں :

بے تو جانا قرار نتوانم کرد
احسانِ ترا شمار نتوانم کرد

(میرے محبوب تیرے بغیر ایک پل بھی چین نہیں آتا اور تیرے احسانات کا شمار بھی نہیں کر سکتا)

اِن کی زندگی کا محور و مرکز فقط پیر خانہ ہے۔ اِن کی فکر و سوچ میں پیر خانہ کی خدمات کا جذبہ ایسا رچ بس گیا ہے کہ دنیا کے جس شخص سے بھی تعلق رکھتے ہیں فقط دربار شریف کیلئے اور دربار شریف کیلئے ہی اپنی جان و مال نثار کرنا اُن کی اولین ترجیح ہوتی ہے کیونکہ

دُنیا و درهم نہ زینتِ مردانست
جان کرده نثار کارِ آن مردانست

(درہم و دینار مردوں کی زینت نہیں ہوا کرتے بلکہ شیوۂ مردان جان قربان کرنا ہوتا ہے)

سید رفاقت علی شاہ کے اخلاص، صدق اور اپنے شیخ سے محبت کا اِس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ انہوں نے میرے دادا حضور حضرت خواجہ حافظ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیٹی سید زادی لنگر شریف کی خدمت کیلئے وقف کر دی تھی اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کی تعلیم و تربیت کے بعد واپس بھیج دیا گیا۔

قادریہ آرگنائزیشن نے دربار شریف پر نشر و اشاعت، تعمیرات اور انتظامات میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب قادریہ آرگنائزیشن کے بانی، سالار اور لیڈر رہیں۔ اِس سید زادے نے نہ صرف آستانہ شیخ کی خدمت کی بلکہ جو پیر بھائی بھی جس غرض سے اُن کے پاس گیا انہوں نے دِل و جان سے اُس کی خدمت کی۔ یہی وجہ ہے کہ دربارِ عالیہ سے منسلک ہر پیر بھائی نہ صرف انہیں جانتا ہے بلکہ انہیں ادب، احترام اور عقیدت کا مقام بھی دیتا ہے۔

دربارِ عالیہ کیلئے سید رفاقت علی شاہ کی بے مثال خدمات نہ صرف رہتی دنیا کیلئے ایک اعلیٰ ترین مثال ہوگی بلکہ قیامت تک اِنکے درجات کی بلندی کیلئے بھی صدقۂ جاریہ ثابت ہوگی۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ میرے اِس بھائی کو مزید اپنے پیر و مرشد کے رنگ میں رنگ دے اور دین و دنیا میں انہیں اعلیٰ ترین مراتب عطا فرمائے۔ آمین

بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ

پیر مظہر حسین حنفی القادری منگانی شریف

پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری
سجادہ نشین دربارِ عالیہ قادریہ کرمیہ
منگانی شریف ضلع جھنگ

قابلِ فخر خلیفہ

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ہر مرید شکل وصورت، سیرت وکردار اور عمل واخلاص میں ممتاز نظر آتا ہے۔ لیکن حضور کے خلفاء صدق واخلاص، عجز وانکساری اور عشق ومستی میں اپنی مثال آپ ہیں لیکن جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب حضور قبلہ عالم کے قابلِ فخر خلیفہ اور عاشقِ صادق اور درویش ہیں۔

دربار شریف کیلئے اِن کی خدمات بے مثال، قابلِ قدر اور مشعلِ راہ ہیں۔ اِن کا جان ومال آل اولاد حتیٰ کہ زندگی کا ایک ایک لمحہ دربار شریف کیلئے وقف ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن کے علم وفضل اور صدق واخلاص میں برکت فرمائے اور انہیں صحت کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے۔ (آمین)

طالبِ دعا

پیر اختر حسین قادری

برطانیہ

43 - SPRINGFIELD CRESCENT SOLIHULL
B-92-9AC BIRMINGHAM (U.K)

دربار شریف کی عزت
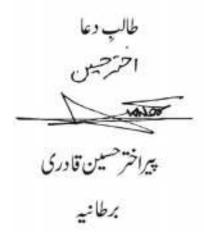
پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری

شاہ صاحب والد کی طرف سے مشہدی کاظمی اور والدہ کی طرف سے گیلانی یعنی نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں۔ والد کا نام پیر سید اصغر علی شاہ عرف بڑے شاہ صاحب تھا۔ ان کی ابتدائی بیعت حضرت امیر بادشاہ چورہ شریف سے تھی۔ بعد ازاں شاہ صاحب کے ایماء پر بیعت صحبت حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کی 31 دسمبر 1995 کو انتقال فرمایا اور منگانی شریف حضرت پیر سید مطیع اللہ شاہ صاحب کے مزار سے متصل مشرقی جانب مدفون ہوئے۔

پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب ابھی لڑکپن میں تھے حضور قبلہ عالم اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو ملنے کیلئے چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی تشریف لائے پہلی مرتبہ نیاز حاصل ہوا تو حضور کی نگاہِ فیض بار دل میں اتر گئی مزید باریابی کے محرک حضرت باباجی علی گل علیہ الرحمۃ اور حافظ عبدالغفور صاحب بنے۔ لالہ محمد حنیف کے ہمراہ منگانی شریف حاضر خدمت ہوئے اور 25 نومبر 1977ء بروز جمعۃ المبارک حضور کی دست بیعت سے مشرف ہوئے۔

شاہ صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں ''حضور کے ارشاد پر مجھے اوراد و وظائف پیر سخی حسین صاحب نے تلقین فرمائے۔ مجھ پر وجد طاری ہو گیا اور کچھ ہوش نہ رہا کافی دیر بعد درویش مجھے اٹھا کر حضور کی خدمت میں لائے جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا کا خوف تو ایک طرف بلکہ آخرت کا خوف بھی میرے دل و دماغ سے جاتا رہا۔

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے بارِ گراں کو حضور نے اتار کر مجھ سے الگ کر دیا ہو میرے شیخ کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو نمایاں خصوصیات رکھی تھیں میں نے اپنی زندگی میں وہ اور کسی بزرگ میں نہیں دیکھیں۔ میں مہینہ مہینہ حضور کی خدمت میں حاضر رہا میں نے حضور کے ظاہر و باطن کو ہمیشہ یکساں پایا۔ آپ کا لمحہ لمحہ سراپا کرامت تھا۔ ایک مرتبہ ملتان میں میاں گل شیر احمد کے مکان پر میں ستائیس دن اور ستائیس راتیں رمضان شریف کے دوران اکیلا حضور کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس عرصہ میں مجھے ایک لمحہ کیلئے بھی نیند نہ آئی میرے لئے یہ حضور کی بہت بڑی کرامت تھی۔

میں نے بارہا حضور کی توجہ (نگاہِ ولایت) کا خود بھی مشاہدہ کیا اور یاران طریقت پر بھی اس کے اثرات دیکھے ایک مرتبہ عرس کے موقع پر چچا میاں غلام رسول صاحب نے اپنے بیٹے پیر محمد مبارک کو حضور کے سامنے پیش کیا اور عرض کی جناب! اس پر تھوڑی سی توجہ فرمائیں میں ہمیشہ اس بات کی کھوج میں رہتا کہ حضور جب کسی پر نظر کرم فرمائیں تو میں سب سے آگے ہوں آپ نے انہیں جونہی دیکھا تو میں نے ایک دو مرتبہ اپنا سر آگے کیا تا کہ پیر مبارک پر نظر نہ پڑے بلکہ مجھ پر ہی پڑے۔ آخر پیر مبارک پر حضور نے توجہ فرمائی چونکہ مقصود وہی تھا لیکن جونہی وہ ایک طرف ہوئے میں بھی ٹکٹکی باندھ کر حضور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپ مسکرائے اور مجھ پر بھی توجہ فرمائی۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ بجلی کی لہر میرے جسم میں سرایت کر گئی ہے۔ پیر مبارک کی ٹھوڑی میرے کندھے پر تھی اور ان پر گریہ طاری تھا اس کے علاوہ بھی حضور نے کئی بار مجھ پر توجہ فرمائی لیکن وصال کے بعد حضور کی توجہ کا عالم ہی کچھ اور ہے یہ بات کئی بار میرے مشاہدہ میں آچکی ہے۔

14 جون 1979ء عرس مبارک کے موقع پر حضور قبلہ عالم نے صاحبزادہ پیر سید اظہار محمد شاہ صاحب سجادہ نشیں دھڑ شریف کے ہاتھوں شاہ صاحب کی دستار بندی کروائی۔ شاہ صاحب پر حضور تادمِ وصال بہت خوش رہے۔ گو حضور نے اپنے وصال شریف سے تقریباً 12 برس قبل انہیں اجازت بیعت اور خرقۂ خلافت عطا فرما دیا تھا لیکن انہوں نے کسی کو بیعت نہ کیا۔ جو شخص بھی ان کے پاس آیا اسے حضور کی خدمت میں لا کر بیعت کروا دیا۔ درویشوں کی ایک بہت بڑی تعداد شاہ صاحب کی وساطت سے حضور کی بیعت سے مشرف ہوئی حضور کے وصال کے بعد

بھی ان کے اخلاص میں فرق نہ آیا بلکہ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے بارہا مجھ سے فرمایا حضور کے خلفاء میں سے جسقدر خدمت شاہ صاحب نے کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اب جا کے ہمارے بار بار اصرار پر گذشتہ چند برسوں سے بیعت پر آمادہ ہوئے اور لوگوں کو مرید کرنا شروع کیا پھر کیا تھا ان کے اخلاص ومحبت اور حضور قبلہ عالم کے فیضانِ کرم کے بحرِ بے کنار سے چند ہی سالوں میں اسقدر مخلوق خدا ان کی مرید ہوئی کہ حضور کے خلفاء میں سے سب سے زیادہ آپ ہی کا سلسلہ بیعت جاری ہوا۔ شاہ صاحب کا ذوق وشوق اور جذبہء خدمت ان کے مریدین میں بھی وافر پایا جاتا ہے۔

دربار شریف کی خدمت اور تعمیر وترقی کے ساتھ انہیں جنون کی حد تک لگاؤ ہے قادریہ آرگنائزیشن جو دربار شریف سے ایک جماعت بنائی گئی ہے اس کے روح رواں اور منتظم اعلیٰ بھی آپ ہیں۔ دربار شریف کا ہر حکم ان کیلئے حرفِ آخر ہوتا ہے پھر وہ اس کے برخلاف کچھ اور نہیں دیکھ سکتے پہلے راولپنڈی میں حضور قبلہ عالم کا عرس لگوایا کرتے تھے 2005ء میں ایک مرتبہ راقم السطور نے کہا ہمیں حضور کی شخصیت کے حوالہ سے ایک سیمینار منعقد کرنا چاہیے تو فوراً آمادہ ہو گئے اور جنوری 2006ء میں پہلا سیمینار منعقد ہوا جو کہ درگاہ شریف کے حوالہ سے بلکہ ہمارے سلسلہ طریقت کے حوالہ سے بھی ایک عظیم پروگرام تھا (مجلّہ آئینہ کرم جون 2006ء ''سیمینار نمبر'' شائع کیا گیا جس میں سیمینار کی روداد اور تمام مقالہ جات شائع کئے گئے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے)

لالہ محمد رفیق صاحب نے ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ میں راولپنڈی گیا وہاں ''آئینہ کرم'' کی کمپوزنگ ہو رہی تھی۔ آپ نے مضمون میں جہاں پیرا ختم کرنے کے بعد ڈیش کا نشان لگایا شاہ صاحب کمپوزنگ والے سے کہہ رہے تھے ''جہاں انہوں نے نشان لگایا ہے وہیں نشان ہونا چاہیے'' میں نے کہاں کوئی ضروری نہیں ہے دوبارہ پیرابندی کر دیں گے لیکن وہ اپنی بات پر مصر تھے کہ ''جو کچھ دربار شریف سے لکھا ہوا آئے وہ ہمارے لئے حرف آخر ہے۔ ہم نے اس میں ایک ڈیش کی بھی تبدیلی نہیں کرنی''

شاہ صاحب کی زندگی کا سب سے محبوب ترین مشغلہ اپنے پیر خانہ کی خدمت اور منگانی شریف حاضری ہے۔ انہیں جب اور جونہی موقع ملے خواہ چند گھنٹے ہی کیوں نہ ہوں ان کا رخ دیارِ یار کی طرف ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا بلکہ یہ اشعار شاہ صاحب کی شخصیت و مزاج پر صادق آتے ہیں۔

نقاب چہرے سے خورشید جب اُٹھاتا ہے
کوئی حرم کو، کوئی بتکدے کو جاتا ہے

جو دل کو پوچھتا ہوں تو کدھر کو جاتا ہے
تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہ کہہ سناتا ہے

علی الصبح چوں مردم بہ کاروبار روند
بلا کشانِ محبت بکوئے یار روند

شاہ صاحب نے اپنے پیر خانہ کی خدمت کیلئے عزت، جان، اولاد اور مال کسی چیز سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ان کا اخلاص و محبت، ذوق و شوق، خدمت و وارفتگی اور یقین و ایقان یاران سلسلہ کیلئے مشعل راہ ہے شاہ صاحب ہمارے دربار شریف کی عزت ہیں۔ اللہ کریم انہیں تادیر سلامت رکھے اور زیادہ سے زیادہ احباب کو ان سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔

سیادت کا فخر سید رفاقت
نجابت کا ثمر سید رفاقت

خلیفۂ مکرم، قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ
ارادت کا گہر سید رفاقت

خاکِ راہِ صاحبدلان

فقیر محمد طاہر حسین قادری غفرلہٗ
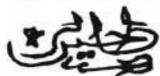
فقر کے خوبصورت چاند سید....

مُنہ چھوٹا بات بڑی۔ بندہ ناچیز اس لائق نہیں کہ قبلہ سیّد رفاقت علی شاہ کی تعریف کرے کیونکہ درحقیقت مجھ جیسا گناہگار شخص اس درویشِ کامل کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ لیکن احباب کے اِصرار پر کچھ لکھنے کی جسارت کرر ہا ہوں۔

شاہ صاحب میرے داد بزرگوار حضور قبلہ عالم پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور میرے والد محترم حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری کے نازنین مُرید اور اُن کی خلافت کا وُہ ابھرتا ہوا سُورج ہیں جس کی روشنی اور وجدان سے ایک جہاں فیض یاب اور منور ہو رہا ہے۔ سید رفاقت علی شاہ محبت، پیار اور حُسن کی بے مثل و بے مثال تصویر ہیں۔ شاہ صاحب کا دمکتا ہوا چہرہ دکھ درد میں بھی دُرویشوں کی ڈھارس اور خُوشنودی کا باعث بنتا ہے۔

کُچھ عرصہ پہلے کی بات ہے بعض پیر بھائی قبلہ والد صاحب کے پاس آئے کہ شاہ صاحب زیادہ جلال سے کام لیتے ہیں۔ میرے حضور والد صاحب نے فرمایا کہ رفاقت علی شاہ سے بڑھ کر ہمیں کوئی نہیں۔ رفاقت علی شاہ جو بھی کریں وُہ ٹھیک ہے اور ہمیں اُن پر اعتماد ہے۔ مجھے قبلہ حضور صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ رفاقت علی شاہ تمہارے بزرگ ہیں بلکہ تمہارے چچا ہیں اور اُن کا ادب واحترام کیا کرو۔

قبلہ شاہ صاحب جیسے دُرویش محبت و عنایت اور ولایت کے وُہ چراغ ہیں جن کا فیض انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

آخر میں دعا کرتے ہوئے اپنی بات سمیٹتا ہوں کہ اے میرے مالک فقر کے اس خوبصورت چاند، اس مردِ قلندر کا سایہ ہمارے سر پہ برقرار رکھ اور ہم سدا ان کی محبت و عنایت سے فیض پاتے رہیں (امین)۔

آباد یہ مئے خانے رہیں غوث جلی کے — شاداب یہ گلشن ہوں شہِ قُطب علی کے

ہوں شاد چمن شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ ولی کے — شیروں پہ شرف رکھتے ہیں سگ جن کی گلی کے

پیرزادہ محمد زین العابدین حنفی القادری

طالب علم (ایم بی بی ایس پارٹ ۱)

محبت کی انتہا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے اسماء الحسنیٰ میں سے ایک اسمِ مبارک اَلْوَدُوْدُ ذکر فرمایا ہے جس کا ایک معنی ہے "محبت کرنیوالا"۔ وہ اپنے بندوں سے محبت کرنیوالا ہے۔ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے اور محبت کرنے کیلئے انبیاء کو بھیجا۔ سب سے آخر میں اپنے محبوب رسول ﷺ کو بھیجا جسے رحمۃ للعالمین کا لقب عطا فرمایا۔ جس کا ایک مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی زمانہ آپ ﷺ کی رحمت سے خالی نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی امت میں سے اولیائے کرام کو منتخب فرمایا تا کہ اس کے بندوں کو محبت و معرفتِ حق کا درس دیں۔ اور بندوں کا تعلق ان کے مولا سے جوڑیں۔ اللہ کے محبوب اولیاء میں سے ایک ہستی (جن کا اسمِ مبارک خواجہ حافظ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ ہے) نے بلوآنہ شریف میں قدم رنجہ فرمایا۔ جس نے ذکر اللہ اور عشق و محبت اور معرفتِ حق کے چشمے کھول دیئے۔

خواجہ حافظ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نورِ نظر اور سجادہ نشین حضور سائیں پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلۂ قادریہ کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کچھ فاصلے پر ایک غیر معروف گاؤں منگانی کے باہر ایک غیر آباد جنگل نما علاقے کو اپنا مسکن بنا لیا۔ حضور سائیں کی مبارک تشریف آوری سے سارے علاقے پر نور کی بارش ہونے لگی۔ سارا علاقہ منگانی شریف کے نام سے مشہور گیا۔ حضور سائیں پاک کی مست نگاہ جس پر پڑتی اس کی دنیا ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ راقم الحروف (محمد سخی حسین قادری) کو بھی حضور سائیں نے قبول فرمایا اور بچپن ہی سے اپنی غلامی میں رکھا۔ گرد و نواح اور دُور دراز کے علاقوں سے لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی کے آستانے پر حصولِ فیض کیلئے آنے لگے۔

جن لوگوں کو اللہ کریم کے صالح بندوں سے نسبت ہو جاتی ہے وہ بڑے خوش بخت اور خوش نصیب ہوتے ہیں۔ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ایک سید زادہ (سید رفاقت علی شاہ صاحب) سرگودھا سے حضور سائیں کی خدمت اقدس میں آیا اور حلقۂ مریدین میں شامل ہو گیا۔ حضور سائیں پاک ہمیشہ شاہ صاحب سے محبت فرماتے اور محبت کا درس دیتے۔ کامل پیر کی نظرِ عنایت سے شاہ صاحب اپنے شیخ سے والہانہ محبت کرنے لگے۔

شاہ صاحب کی ایک بات بندہ نے دیکھی ہے کہ اپنے پیر بھائیوں سے بھی بے حد محبت فرماتے ہیں۔اگر کوئی پیر بھائی ان کے ہاں چلا جائے تو شاہ صاحب اس پر دِل و جان سے قربان ہو جاتے ہیں اور اپنے پیر بھائی کے قدموں کو چومنے سے بھی ان کا جی نہیں بھرتا۔راقم الحروف سے شاہ صاحب کا خصوصی تعلق ہے۔مجھ سے خصوصی شفقت فرماتے ہیں اور اپنے شیخ کی محبت میں ڈوب کر مجھ سے بھی پیار فرماتے ہیں۔

آستانہ عالیہ کی خدمت اور پیر بھائیوں سے شفقت ومحبت اُن کا خاصہ ہے۔اپنے کئی پیر بھائیوں کو علاج معالجہ کیلئے اسلام آباد لے جاتے اور سب کو یہی بتاتے کہ میرے بھائی ہیں۔

ادب ومحبت میں شاہ صاحب کی ادائیں بڑی نرالی ہیں۔راقم الحروف کو ایک دفعہ شاہ صاحب کے ہاں رہنے کا موقع ملا۔میں حیران رہ گیا کہ انہوں نے محبت کی انتہا کر دی۔ایک دفعہ میں نے دیکھا جس برتن میں شاہ صاحب مجھے وضو کروا رہے تھے اس مستعمل پانی کو منہ لگا کر پی گئے۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنے شیخ کی محبت اور خدمت میں ہمیشہ قائم دائم رکھے۔ماشاءاللہ شاہ صاحب اپنے شیخِ کامل کے خلفاء میں ایک خاصہ مقام رکھتے ہیں۔

شیخِ اکمل کے بظاہر وصال کے بعد بھی شاہ صاحب کی آستانہ عالیہ سے محبت وعقیدت صرف قائم دائم نہیں بلکہ پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ایک دفعہ راقم الحروف نے اپنے کانوں سے سنا تھا کہ ہمارے شیخ حضور سائیں پاک فرما رہے تھے کہ شاہ صاحب آپ لاہور چلے جائیں یا اسلام آباد چلے جائیں۔وہاں بیٹھ کر لوگوں کو اچھی اچھی باتیں سنائیں۔ماشاءاللہ راولپنڈی/اسلام آباد سے ایک اچھی بھلی جماعت ان کی معیت میں آستانہ عالیہ سے منسلک ہے۔

شاہ صاحب میں جتنا بھی روحانیت کا نور چمکے،عقیدت ومحبت کی جتنی بھی خوشبو آئے اور ادب وخلوص اور جذبۂ خدمت کے ان پر جتنے بھی پھول کھلیں ان پر ہمیں ناز ہے کیونکہ شاہ صاحب ہمارے ہی تو ہیں۔شاہ صاحب ہمارے شیخ کے محبوب ہیں، ہمارے بھی محبوب ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ محبت قائم دائم رکھے۔آمین

پیر بخش حسین قادری (برطانیہ)

شاہکارِ کرم رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ گاہی، صاحبِ فیضِ لامتناہی، حاملِ قربِ الٰہی اور معلّم تصوف خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری المعروف قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلّمِ تصوف پیر سید رفاقت علی شاہ مدظلہ العالی کو وہی نسبت ہے جو امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو مولا علی کرم اللہ وجہہ سے تھی۔ جو داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ جو ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو سید الطائفہ، طاوس العلماء اور رستمِ تصوف جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ جو فتح پوروی رحمۃ اللہ علیہ کو پیر مکلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ قبلۂ عشاق خواجہ پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ صاحب نے عنفوانِ شباب سے ہی بہت استفادہ فرمایا۔ قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی فقر کے ایسے تیر انداز تھے جو علم معرفت اور سلوک و تصوف کے کسی پرندے کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

شاہ صاحب قبلہ مقدر کے غنی و دھنی ہیں کہ حضور قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اُس دور میں ان کی رفاقت رہی جب آفتابِ فقر اپنی عین جوانی پر تھا۔ سفر و حضر میں رفاقتِ کرم کی بدولت قلب مطہر و اطہر ہوتا چلا گیا اور شہکارِ کرم پروان چڑھتا رہا۔ آپ کی قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے مودّت کا بیاں ممکن بھی ہے اور مشکل بھی کیونکہ بسا اوقات کیفیات کو الفاظ میں لانا مشکل ہو یا جایا کرتا ہے۔ مگر میں ذہن کے نہاں خانوں میں مجزن وہ واقعات دیکھتا ہوں تو ایک مطہر ساخاکہ منظر کی صورت میں اُڈ کر نوکِ قلم سے قلبِ قرطاس پر بکھرا چلا جاتا ہے۔ قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ مابین مریداں سرکارِ حُسن بے مثال کے حضور وجد بھرے انداز اور عمدہ سوز و گداز سے نظرانہ مودّت پیش فرما رہے۔ ترنم ایسا ہے کہ جھرنوں کی صداؤں سے خوش تر وادیوں کی سرسراتی ہواؤں سے نرم تر مسحور کُن خوشبو سے زیادہ اثر دار ہے۔ ارتعاشاتِ جذب و شوق سے دھنِ سید سے ھُو کی صدا بلند ہوتی ہے اور وارداتِ قلبی سے جہانِ رنگ و نور کے جھرنے گنگنانے لگتے ہیں اور وہ رشکِ کوئل و قمری صدا وہاں لے جاتی ہے جہاں کیف و سرور کی نرم رُوندیاں بہتی ہیں، جہاں تسکین و روح کا سامان ملتا ہے، جہاں دلِ مضطر تڑپتا ہے اور سکوں پذیری کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

درحقیقت بارگہِ بحرِ شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم ہی باعثِ تکوینِ عالم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بے بدل محبوب ہیں کہ نسیمِ سحر، شمیمِ گُل اور ذرۂ ریگ سے لیکر سمائے جُبک اور تابشِ مہر و مہ تک سبھی کی حیات

وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِیْ کی مرہونِ وجود ہے۔ المختصر شاہ صاحب قبلہ پر جو کرم رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے وہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ سے متصف ہے۔

آشنا تُو جو نورِ عین سے ہے

سب کرم یہ کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ سے ہے

شخصی اعتبار سے پیر سید رفاقت علی شاہ عالی ظرف ہیں۔ مسائلِ اعتقادیہ اور حقیقتِ تصوف کے جرأت آفریں عالم ہیں۔ راست گوئی، اُصول پرستی اور جلالِ مزاجی عرصہ دراز سے اُن کی پہچان بنی ہوئی ہے۔ گاہے گاہے آپ کا جلال بحرِین گفتار و کردار کے کنارے توڑ کر الفاظ کی صورت باہر اُمڈ آتا ہے۔ جلالِ جائز میں کوئی حرج نہیں یہ تو انبیاء اور اولیاء کا خاصہ رہا ہے۔

قارئینِ کرام! شاہ صاحب قبلہ نے آج کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے دور میں سلسلۂ کرمیہ کیلئے گرانقدر خدمات پیش کی ہیں۔ پیغامِ کرم رحمۃ اللہ علیہ اور درسِ قادریہ عالمِ اسلام میں پہنچانے کیلئے مرشدی حضرت مظہر الانوار دَامَ ظلہ کی زیرِ سرپرستی شاہ صاحب کی کاوشیں تحسین و تقدیس کے قابل ہیں۔ قادریہ آرگنائزیشن کا قیام اور ضرورتِ وقت رسائل طریقت کے اجراء کا سہرا سید رفاقت علی شاہ کے سر جاتا ہے۔ آپ نے سلسلۂ کرمیہ قادریہ کے فروغِ مزید کیلئے راولپنڈی کے مقامی ہوٹل میں ایک عظیم الشان سیمینار کروایا جس میں ممتاز علماء دین اور نعت خوانان شیریں دہان مدعو تھے۔

خاندانِ کرم رحمۃ اللہ علیہ اور خصوصاً آلِ کرم رحمۃ اللہ علیہ سے اِن کی مؤدت، شیفتگی اور جذبۂ ایثار و خدمت قابلِ ستائش ہیں۔ پیر سید رفاقت علی شاہ نے معاشرے کی زبوں حالی اور معصیت پرستی کو درسِ کرم رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے درست کرنے کا جو عزمِ صمیم کیا ہے، دعا ہے کہ خالقِ کائنات عزّ وجلّ انہیں اس میں کامیاب فرمائے۔ آمین

پیرزادہ محمد ندیم اختر ندیمؔ حنفی القادری منگانوی
فیصل آباد

منگانی شریف کا سہرا

صدق ووفا کا پیکر پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کاظمی بلاشبہ دربارِ عالیہ منگانی شریف کی ایک پہچان ہیں۔ دربارِ عالیہ سے وابستگان کیلئے ایک نمونہ، راہبر اور آئیڈیل ہیں۔

پیرانِ عظام کیلئے قابلِ قدر اور قابلِ فخر سرمایہ ہیں۔ اگرچہ پیرانِ کرام کے تمام افراد کیلئے یہ یکساں مقبول اور محبوب ہیں لیکن اِن کیلئے جو محبت، شفقت، عزت، احترام اور خاص نظرِ کرم میں نے حضور مظہر الانوار پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری میں دیکھی کسی اور کو یہ مقام حاصل نہیں۔

قبلہ پیر ابوالحسن محمد طاہر حسین حنفی القادری کا یہ مان ہے آپ فرماتے ہیں کہ جو کام اور کوئی نہیں کرسکتا وہ سید رفاقت علی شاہ کر دیتا ہے۔ زندگی میں انہیں جو بھی ٹاسک دیا انہوں نے ہمیشہ پورا کیا۔

اپنے شیخ کامل اور اُن کی اولاد امجاد کے ساتھ اِن کی محبت، شوق اور عشق بے مثال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے پیر کی نسبت کے باعث ہمارے ساتھ بھی محبت، شفقت اور چاہت لاجواب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سید رفاقت علی شاہ کو تادیر سلامت رکھے اور دربارِ عالیہ منگانی شریف کا یہ سہرا اپنی سنہری لڑیوں کے ساتھ چمکتا دمکتا رہے۔

لالہ محمد رفیق طاہر قادری

میانوالی

نذرانۂ عقیدت

ہمارے لیے یہ سعادت ہے کہ ہم شاہ صاحب محترم (پیر سید رفاقت علی شاہ قادری) کو یہ نذرانۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنا بچپن شاہ صاحب کے آبائی شہر اور گاؤں میں گزارا۔ ہم نے جب ہوش سنبھالا اور جن ہستیوں سے فیض یاب ہوئے اُن میں شاہ صاحب قبلہ پیش پیش ہیں۔ ہمارا وہ بچپن تھا لیکن شاہ صاحب کے عین شباب کے دن تھے۔ آپ اُس دور میں بھی ساری مذہبی سرگرمیوں کی جان ہوتے تھے۔ آپ سے مل کر ہمیشہ ایمان تازہ ہوتا اور اپنے مرشد کریم کی خوشبو آتی۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

آپ اُس دور میں اپنے گھر میں ہفتہ وار محفل سجایا کرتے تھے اور سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ اور اپنے مرشد کامل کے ذکر کی دھوم مچاتے تھے۔ آپ کبھی کسی جمعہ پر خطاب فرماتے تو وہ جمعہ ہمارے لیے عید ہوتی اور آپ کے بیان سے ہر خاص و عام مستفید ہوتا۔

آپ کے والدِ بزرگوار بھی انتہائی نیک سیرت اور خوددار سید تھے۔ آپ کے گھرانے کی سخاوت، مہمان نوازی اور غریب پروری کو دیکھ کر اہل بیت اطہار کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

آپ کی اپنے پیرخانے سے محبت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے دُور کے رشتے داروں کا وہ ادب اور لحاظ فرماتے ہیں جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ غرض آپ اُن ہستیوں میں سے ہیں جن کا تصور آتے ہی رُوح اور دماغ معطر ہوتے ہیں اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ آپ کی مرشد خانے سے محبت اور ادب انمول گوہر اور لازوال نعمت ہے۔ شاہ صاحب چلتا پھرتا منگانی شریف کا تعارف ہیں اور آپ کا شمار ہمارے مرشدِ کریم قبلۂ عالم حضور سائیں پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر غلاموں میں ہوتا ہے۔

مولیٰ عزوجل شاہ صاحب کو لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کے ذوق و شوق میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین

طیب حسین قادری

برمنگھم، برطانیہ

میرے لجپال کریم سید...

اللہ پاک کی ذات کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اُس نے کرم فرمایا اور سرزمین منگانی شریف سے ہمارا ظاہری باطنی تعلق جوڑا۔ یہی وُہ نسبت ہے جس کی بدولت ہم مردِ دُرویش، سراپا عشق ومحبت پیر سیّد رفاقت علی شاہ حنفی القادری سے روشناس ہوئے بلکہ ہمارے اندر اپنے پیر خانے کی محبت والفت کی جولو ہے وُہ آپ ہی کی رہنمائی اور فیضان ہے اور ویرانوں میں بہار اور جیسے کسی بیمار ولاغر کو بے وجہ قرار آجانا۔

میرے بچپن کے دِن تھے اور ہر سال عُرس مبارک کے دِن کا انتظار رہتا تھا۔ میری نظریں ایک شخصیّت کو دیکھنے کی متلاشی رہتیں۔ وُہ شخصیّت ہزاروں کی محفل میں بھی یکتا تھی۔ ہر وقت دیوانہ وار، ننگے پاؤں کبھی کھانا تقسیم کر رہے ہیں تو کبھی بستر بانٹ رہے ہیں ایسا لگتا دربارِ عالیہ پر آنے والا ہر ایک اِن کا ہی مہمان ہے۔ دربار شریف سے مُنسلک ہر چھوٹے بڑے بلکہ میرے جیسے ادنیٰ وحقیر تریں کو بھی ایسے عاجزی سے مِلنا کہ کوئی وہم وگمان بھی نہیں کر سکتا۔ میرا دِل کرتا کہ میں بھی مُرید ہو جاؤں اور اِن کے جیسا بن جاؤں اور جیسی عشق ومحبت کی آگ اِن کے اندر بھڑک رہی ہے اِس کی چنگاری ہمارے اندر بھی جل جائے۔

یہ شخصیّت میرے لجپال، کریم سید رفاقت علی شاہ صاحب کی ہی تھی۔ آپ دربارِ عالیہ منگانی شریف کے تاج ہیں، کامل واکمل دُرویش ہیں اور میرے جیسے راہ نوردِ شوق کے لیے راہ بر ہیں، مینارۂ نُور ہیں۔ دربار عالیہ منگانی شریف سے بہت خوش نصیبوں نے فیض پایا اور انشاء اللہ تا قیامت پاتے رہیں گے لیکن قبلہ شاہ صاحب بے مثل و بے مثال ہیں۔ اپنے پیر خانے کے ہر ذرّے قطرے، درودیوار سے محبت کے دعویدار تو ہم سب ہیں لیکن شاہ صاحب جیسا کوئی بھی نہیں۔ دربارِ عالیہ کی کوئی بات ہو کہیں کوئی ذکر ہو تو آپ تن من دھن سے فدا ہو جاتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بھی آپ کے جیسا بنا دے۔ آپ مردِ کامل، عاشقِ صادق ہیں اور آپ کی رفاقت وَ حَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیقًا [4:69] کے مصداق ہے۔ جو لوگ پیر رفاقت علی شاہ صاحب کی رفاقت میں ہیں، بہت خوش قسمت ہیں اور ان شاء اللہ اِس اُس جہان کامیاب ہیں۔

قاسم حسین قادری (لاہور)

☆☆☆

سادات سے محبت و عقیدت

سید رفاقت علی شاہ صاحب کاظمی قادری کے والدِ گرامی سید اصغر علی شاہ صاحب میرے خالہ زاد بھائی تھے۔ سادگی اور سچائی میں سارے خاندان میں منفرد تھے۔ یہ عادات آپ میں اپنے والد گرامی کے خون سے منتقل ہوئیں۔

سید پیر نواب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ کچھ وقت میں نے زمانہ طالب علمی میں گزارا۔ آپ اپنے دامن میں سچائی، شرافت اور دین داری کو لیکر چلتے تھے۔ جو کہ اب پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کاظمی قادری کو ورثے میں ملی ہے۔ سادات سے محبت و عقیدت ان کا منفرد وصف ہے۔ اسی گھریلو تربیت کی وجہ سے آپ ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔ تصوف میں آپ کا سفر خصوصی ستائش کا مرہونِ منت ہے۔

آپ نے اپنے شیخ کے قدم پر خوب قدم رکھا ہے اور آپ کا کہنا ہے کہ مجھے درگاہِ پیر محمد گلاب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض ہے۔ پنجتن پاک رضی اللہ عنہم سے محبت و عشق نے انہیں کھینچ کر ایران پہنچا دیا اور روضۂ امام علی رضا علیہ السلام اور معصومۂ قُم کے روضہ مبارک پر حاضری دی اور خاصے متاثر ہوئے اور زیارات سے اپنی عقیدتوں اور محبتوں کو سمیٹ کر لے آئے ہیں اور اپنے عقیدت مندوں اور ساداتِ کرم کے عقیدت مندوں میں بانٹ رہے ہیں۔

دعا گو

سید عابد حسین شاہ

سجادہ نشین درگاہِ پیر سید محمد گلاب شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

چک نمبر 22 شمالی اجنالہ روڈ سرگودھا

سیّد سَید علی ثانی جیلانی

خاک نشین آستانہ عالیہ قادریہ شیخو شریف

ضلع اوکاڑہ

حوالہ نمبر.............................. تاریخ..............................

.... کہ تم یاد آگئے

''اللہ کی خاطر آپس میں پُر خلوص محبت کرنے والے، بروزِ قیامت نور کے منابر پر ہونگے'' یہ فرمان میرے سرکار عالی شان، باعث وجودِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ یہ وہ تعلق، رشتہ داری اور دوستی ہے جس کے واسطے اور رابطے قیامت کے دن بھی منقطع نہ ہونگے اور جس دن کل اناس یدعوا بامامھم کی صدا کے تحت لوگ محشر میں تقسیم کے مراحل سے گزارے جائیں گے، اس دن بھی اسی تقسیم کا لحاظ رکھا جائے گا۔

بات رفاقت کی ہے............ اسی لئے، اس موقع پر سید رفاقت علی شاہ یاد آگئے:

ڈھلنے لگی تھی رات کہ تم یاد آگئے

پھر اس کے بعد رات بڑی دیر تک رہی

اس یاد کے ساتھ باتوں کا ہجوم آگیا ہے۔ اب کیا سناؤں اور کیا جانے دوں؟

اس قحط الرجال کے زمانے میں جبکہ خلوص دھندھلا رہے ہیں۔ رفاقت علی شاہ، ایک پُر خلوص، درویش منش اور دردمند انسان ہیں۔

میری اور انکی دوستی اک نسبت کا خاصہ ہے اور وہ نسبت انکے پیر زادے پیر طاہر حسین القادری کے دم سے سلامت ہے اور ان سے محبت کا بندھن حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی نسبت کا ثمر ہے۔

کبھی کبھی میں عمرو بن معدی کرب کے شعر کے مطابق تنہائی کے اتھاہ اور بے انت سمندر کا سامنا کرتا ہوں کہ

ذھب الذین اُحِبُّ ھُم
وبَقِیتُ مِثل السیفِ فَرداً

''جن سے میں محبت کرتا تھا، وہ تو چلے گئے۔ اور میں تلوار کی طرح (میان میں) اکیلا رہ گیا ہوں''

لیکن جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ برادم قبلہ پیر طاہر حسین حنفی القادری اور انکی وساطت سے رفاقت شاہ صاحب مشہدی الکاظمی القادری جیسے لوگ میری زندگی میں ہیں تو میرا یہ خوف کم ہونے لگتا ہے۔ خدائے لم یزل اس نسبت محبت و رفاقت کو قائم و دائم رکھے آمین

شاہ جیلاں کی چوکھٹ سلامت رہے تا قیامت رہے
سر پہ ولیوں کا تاج امامت رہے تا قیامت رہے

(مجھے بس مختصر ہی عرض کرنا ہے ورنہ ایسی نسبت خاص کیلئے تو یہ صفحات کم سے کم ہیں اور یہ کیفیات ہوتی بھی ایسی ہیں جو محسوس ہی کی جاسکتی ہیں، کہی نہیں جاتیں)

سیّد سید علی ثانی جیلانی
خاک نشین آستانہ عالیہ قادریہ
شیخو شریف ضلع اوکاڑہ

عقیدت مرشد

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور ذاتِ پاک رسولِ پاک ﷺ پر درودِ پاک کے نذرانے کے بعد میں مشکور ہوں جناب قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اور جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب کا کہ جنہوں نے مجھ ناچیز کو سید رفاقت علی شاہ جیسی ہستی کے بارے میں تاثرات لکھنے کیلئے منتخب کیا۔ بہت دنوں سے سوچ میں ڈوبا ہوا ہوں کہ اس شخص کے رفاقت نامے کو کہاں سے شروع کروں اور کہاں ختم کروں۔

سید رفاقت علی صاحب مشہدی الکاظمی سے میری رفاقت کا آغاز ہی اس بات پہ ہوا کہ وہ عشقِ شیخ میں کامل، اپنے پیر خانے سے انتہائی مخلص اور عقیدت کے سمندر میں غرق ہیں۔ اپنے مرشدِ کامل واکمل کو وہ بالکل ایسے ہی مانتے ہیں جیسے ماننے اور منانے کا حق ہے۔

یقیناً آج کے دور میں ایسے لوگ بہت کم ملتے ہیں جو اس جنوں کے حامل ہوں کہ ان کا سب سرمایہ عقیدت مرشد ہے۔ اس رشتے اور ناطے کو وہ باقی تمام رشتوں سے افضل گردانتے ہیں اور کسی بھی نفع ونقصان سے بالاتر ہو کہ وہ اس رشتے اور تعلق کو تا قیامت نبھانے کی جستجو اور تگ ودو میں رہتے ہیں۔ ایک ہی نقطہ تھا کہ جس نے ہماری دوستی اور پیار کی بنیاد رکھی اور اس کو آگے بڑھایا کیونکہ مجھے بھی تلاش ایسے فرد کی تھی۔ جناب سید رفاقت علی شاہ سے محافل میں حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا، تنہائی میں بھی بیٹھے اور سفر میں بھی ان کا ساتھ ملا۔ وہ ہر مقام پر منفرد ہی نظر آئے۔

دوستی نبھانے یا دنیا داری میں برتاؤ میں آپ کو خاص مہارت حاصل ہے کہ فوری طور پر وہ فیصلہ کی قوت رکھتے ہیں کہ اس مقام پر برتاؤ کیسا ہونا چاہیے۔ جس کو وہ ہمیشہ مثالی بنانے کا فن جانتے ہیں

-

قلبی خلوص اور صفائی ان کا خاصہ ہے کہ اچھا بیٹھنا، اچھا مشورہ دینا یا اچھا بولنا اور پھر صاف اور اچھا کھانا پینا اور پہننا وغیرہ۔

ان خاصیتوں کے آئینے میں وہ ہمیشہ منفرد اور بارعب نظر آتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں جہاں رفاقت اور شفقت بہت زیادہ ہے وہاں جلالت کا عنصر بھی پایا جاتا ہے اور بعض اوقات مصلحت کو جذبات کی نظر کر دیتے ہیں۔ بہر حال پھر بھی انہیں معاملات کو سنبھالنے کا ڈھنگ تو آتا ہے۔

دوٹوک بات کرنا اور سننا ان کو بہت اچھا لگتا ہے مبہم تعلق کو توڑ دینا ہی پسند کرتے ہیں۔ جس محفل میں بھی بیٹھتے ہیں سب کو متوجہ کرنے کا جادو بھی جانتے ہیں اور سب کو قائل کر لینے پر بھی خاصی دسترس رکھتے ہیں۔

کتابوں سے محبت میں بھی ان جیسا کوئی نہیں ۔ ہر کتاب کے مطالعے اور فہم میں بھی انفرادیت کے حامل ہیں۔ وہ یقیناً ایک مثالی شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو لمبی، خوشیوں بھری، پریشانیوں سے پاک اور محبتوں سے لبریز زندگی عطا فرمائے۔ آمین

سید امیر حسن ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

دربان درِ مقدس جناب گنج عرفان جناب حاجی پیر سید محمد اکرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

دین گاہ شریف ضلع گجرات

صاحبزادہ محمد معظم الحق

آستانہ عالیہ چشتیہ معظم آباد شریف ضلع سرگودھا

حوالہ نمبر.................................. تاریخ..................................

لائق تکریم عزت مآب محترم افتخار احمد حافظ قادری صاحب زیدہ مجدہٗ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

آپ کا شفقت نامہ موصول ہوا، یاد فرمائی کا شکریہ۔ سفر ایران کے حوالہ سے جو مواد ترتیب و تدوین کے بعد شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے لائق صد تحسین ہے اور یقیناً یہ کاوش آپ کی دیگر خوبصورت مطبوعات کی طرح منفرد اور مثالی ہوگی۔

اس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی بڑی وقیع ہوگی کہ میرے مشفق ومحترم نازشِ سادات حضرت قبلہ رفاقت شاہ صاحب کی رفاقت ومعیت کا شرف بھی آپ کو نصیب رہا۔ شاہ صاحب فی زمانہ ان شخصیات سے ہیں جو آبروئے طریقت ہیں۔

ان کا خلق، کردار، حسن معاملہ اور شفقت وعنایت اسلاف کی اداؤں کی ایک خوبصورت جھلک ہے۔

راقم کی ان سے دوستی کی مدت کوئی زیادہ نہیں لیکن ان کی اپنائیت اور بے لوث محبت کی وجہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان سے شاید سالوں کا تعلق ہے۔

شاہ صاحب قبلہ کا بچپن چونکہ معظم آباد میں گزرا ہے اور فطرت میں ازلی سعادت اور طبیعت میں فطرتی گداز کی وجہ سے راقم کے دادا جان غریق فی العشق حضرت خواجہ غلام سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وصحبت سے مستنیر رہے۔

اس نسبت کی بدولت اس ناچیز سے وہ ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں اور ناچیز اسے اپنی نجات کی ضمانت جانتا ہے۔

شاہ صاحب کی طبیعت میں جن دو چیزوں نے مجھے بہت زیادہ ان کا دلدادہ بنایا ہے وہ عاجزی وانکساری اور ان کی اپنے مرشد خانہ (خانقاہ معلیٰ منگانی شریف، ضلع جھنگ) سے بے انتہا محبت ہے۔

محترم حافظ صاحب! عجز وانکساری وہ نعمت ہے جو پل میں بندہ کو معرفت وقرب کی ان منازل پہ پہنچا دیتی ہے جہاں لاکھوں سال کی مقبول عبادت بھی نہیں پہنچا سکتی اور اس پہ طرفہ کہ یہ دولت اس زمانہ میں سادات عظام کو نصیب ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رب کریم کی یہ وہ عنایت خاصہ ہے جس کیلئے وہ جسے چاہتا ہے خاص فرما لیتا ہے۔

ہماری یہ سعادت مندی اور خوش بختی ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دوستی کے آداب اور مخلص دوست کی جو علامات رقم فرمائی ہیں رب کریم نے ہمیں قبلہ شاہ صاحب کی صورت میں وہ مخلص، دلدار اور ایثار کا مرقع دوست عطا فرما دیا ہے۔

رب کریم اپنی رضا سے معمور ہمارے اس رشتہ محبت ومودت کو برقرار رکھتے ہوئے آخرت میں بھی یہ سنگت ومعیت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

نیاز آگیں
محمد معظم الحق
معظم آباد شریف

سید رفاقت علی شاہ قادری

وہ جو عاجزی وانکساری اور نیاز مندی کا پیکر ہو۔ایسے جیسے سجدہ ریز رکوع میں اپنے پاؤں کو دیکھ کر لپکے جھکے اور سجدے میں اپنی حقیقتِ مطلقہ میں محو ہو جائے یعنی فنائے صفات اور فنائے ذات حاصل کر کے قربِ مطلق سے ہمکنار ہو جائے۔

وہ جو فنا فی الشیخ ہو کر فنا فی الرسول ﷺ اور فنا فی اللہ ہو۔

وہ جو شریعتِ مطہرہ کی کشتی کا سوار طریقتِ مقدسہ کے دریائے ناپیدا کنار کا غوّاص حقیقتِ حقیقیہ کی صدف کو اُچک کر معرفتِ حقیہ کے دُرِ بے بہا کو وجد و رقص میں اُچھالتا رہتا ہو اور ''من نیم اوست'' کی صدائے عارفانہ اور عاشقانہ الاپتا رہتا ہو۔

سید رفاقت علی شاہ قادری

وہ جو ذوق وشوق کے ترازو میں سوز وگداز اور درد واشتیاق اور فراق واضطراب واضطرار اور اضمحلال کے ہیرے تولتا رہتا ہو اور سرِّ دلبراں در حدیثِ دیگراں بولتا اور کھولتا رہتا ہو اور ہر دم عشقِ حقیقی کی قوسِ قزاح کے جھولے پر جھولتا رہتا ہو۔وہ جو شجر طوبیٰ قطبیہ شیریہ سرداریہ اور کرمیہ کی پُر میوہ شاخ ہو ،جو جھک کر تمسک حاصل کرنے والوں کو سر بلند سرفراز اور سردار بنا رہی ہو اور ایک عالم کو معنبر ومعطّر کر رہی ہو وہ جس کی شکل وصورت ظاہر یہ شرعیہ ہو۔اور افعال واعمال طریقیہ ہو۔ناز وانداز حقیقیہ اور اسرار وانوار باطنیہ حقیہ ہوں۔

میں نے سید رفاقت علی شاہ کو متعدد محافل ومجالس میں دیکھا۔خصوصاً ان کے آقائے نعمت و کرم کے آستانہ عالیہ غوثیہ حضرت پیر منگانوی قدس اللہ سرہ المعوی میں گھومتے اور جھومتے دیکھا اور متعدد باران کی رفاقت باسعادت حرز جان بنی۔ میں نے انہیں کامل واکمل اور مخلص انسان صاحبِ عرفان ووجدان اور اُسلاف کی پہچان پایا اور پایا جو پایا۔حضرت مرشد تحقیقی پیر منگانوی قدس اللہ سرہ المعوی کے درِ معلی پر حقیقت آشنا طالبِ لقالب کشا سوالی دیکھا جس نے جمالِ جاناں کے سوا کچھ نہ

چاہااور سب کچھ پایا یعنی وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ (الآیہ) کا مصداق بن گیا۔

سید رفاقت علی شاہ قادری

وہ جس کی رفاقت کے طفیل کئی رفیقوں سعادت مندی کے سعیدوں کو منزلِ مقصود ملی یعنی یار کی گلی تک پہنچنے کی نوید اور سوغات ملی اور جس کے جذبۂ شوق نے خوابیدہ استعدادوں کو بیدار کر کے ولولۂ ذوق کی بلندیوں تک پہنچایا اور کوچۂ جاناں میں جلوۂ جاناں برملا دکھا کر وصلِ جاناں کی لذتوں سے ہمکنار کیا۔

سجدوں کے شوق نے اسے دیوانہ کردیا
ذوقِ جمالِ یار نے مستانہ کر دیا

ساقی کی اک نگاہِ کرم سے کرم ہُوا
نظرِ کرم نے سر تا پا میخانہ کر دیا

"آئینہ کرم" میں جو دیکھا جمالِ ذات
خود کو جمالِ شیخ کا پروانہ کر دیا

اُس عاشقِ جمالِ الٰہی کا جذبِ شوق
خود کو دوئی کے پردہ سے بیگانہ کر دیا

وہ ذوق و شوق و عشق کے گنبد کا موجپا
جس نے بلندیوں کو تہِ خانہ کر دیا

فقر و فنا میں دو نہیں ہے ایک رفاقت
انوارِ یار نے اسے جانانہ کر دیا

صاحبزادہ ابوالحقائق محمد انوار حسین قادری جلوآنوی
جلوآنہ شریف فیصل آباد
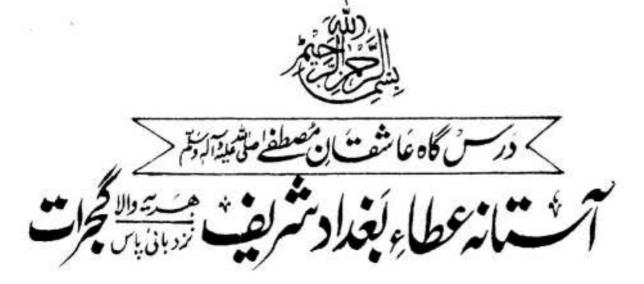
چودھویں کا چاند

مورخہ 25 ستمبر 2011ء کے مُرسلہ خط کے جواب میں یہ بندۂ مسکین قبلہ سید السادات جناب رفاقت علی شاہ صاحب کی تعریف میں کیا لکھے، کیسے لکھے۔

میرے پاس الفاظ نہیں، جو اُنکی عظمت کو بیان کرسکیں۔ حضور نبی پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک میں سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں چودھویں کا چاند روشن ہے تا ابد الآباد آسمانِ ولایت پر پورے جوبن سے تاباں رہے۔ آمین ثم آمین

اس سیدِ پاک دُرِ نایاب کا دُنیا میں آنا مبارک، رہنا مبارک، اپنے پیر خانہ کیلئے مبارک اور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے والدین کریمین کے مزارِ اقدس پر حاضری مبارک۔

سگ پیر عطاء محمد قادری جلوی رحمۃ اللہ علیہ

مسکین محمد یوسف عفی اللہ عنہ

مسکین امیر نواز چشتی نظامی قلندری
المعروف بابا جی

خلیفہ مجاز شگئی شریف، پشاور

حوالہ نمبر.................... تاریخ....................

جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے مرسلہ خط کے جواب میں عرض ہے کہ بقولِ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، اہلِ بیتِ کرام کی قدر و منزلت کیلئے یہی کافی ہے کہ جو شخص اُن پر درُود پاک نہ پڑھے اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ بیتِ اطہار کے موضوع کو **مثنوی شریف** میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

بھرِ این فرمود پیغمبر کہ من

ہمچو کشتی ام بہ طوفانِ زمن

ما و اصحابم چو آن کشتیٔ نوح

ہر کہ دست اندر زند یابد فتوح

ہمارے محترمی جناب پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کا بھی حسینی سادات سے تعلق ہے اس لئے اُن کی شخصیت کے بارے میں کچھ تحریر کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے کیونکہ

اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان

آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلِ بیت

والسلام

مسکین امیر نواز چشتی نظامی قلندری

آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ قلندریہ دربار عبداللہ شاہ بیابانی

کھنہ ڈاک ضلع اسلام آباد

Respected Uncle,

IFTIKHAR AHMAD HAFIZ QADRI

Assalam-u-Alaikum!!

I am too glad and feel so lucky that you gave me opportunity to write about that person who lives in the heart of thousands people.

I am the eldest son and feel proud that I am blessed with such a father who is perfect for me. He loved me as much as he can and beated me up as well a required. He gave me all those things which I asked him and many more.

He devoted his whole life on the God's way. He is known as the best follower of his "Peer". He is blessed with 'Khilafat' due to his hard work and now people follow his foot-steps.

In the end, I just want to thank and apologize to my father on all my mistakes. PLEASE FORGIVE ME.

REGARDS,

SYED HAROON ABDULLAH AL-KAZMI

مکرمی ومحترمی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم!

باعثِ صد تحسین وقابلِ داد بات یہ ہے کہ آپ نے ایک فنافی الشیخ ہستی حضور قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب القادری الکاظمی کے ساتھ سفرِ ایران فرمایا اور مقدس مقامات پر حاضری فرمائی اور اُس سے بڑھ کر قابلِ ستائش بات یہ ہے کہ آپ حضور قبلہ والد گرامی کی عظمتوں ورفعتوں کے اعتراف میں آپ پر ایک کتاب مزین فرمارہے ہیں۔

اور یہ ہستی آستانہ عالیہ منگانی شریف کی سب سے زیادہ پُر تاثیر، نگاہِ محبوب میں رہنے والی ہستی کو حضور قبلہ سید رفاقت علی شاہ القادری الکاظمی کہتے ہیں۔

اِس گھرانے کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے کچھ متعدد تاثرات لکھنے کی سعی کر رہا ہوں۔ حضور قبلہ والدِ گرامی نہایت ہی پُر وقار ومحبت والفت رکھنے والے انسان ہیں۔ اپنے گھر کے ساتھ، گھر کے باسیوں کے ساتھ، گھر میں آنے والوں کے ساتھ انتہائی حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اصولوں کے انتہائی پابند ہیں، جلال وجمال کے اِس حسین امتزاج کے اندر اس قدر اُلفت ومحبت موجود ہے کہ ایک مرتبہ ملنے والا انسان حضور کی شخصیت سے متاثر نظر آتا ہے۔ حضور کی ذاتی نمود ونمائش میں کوئی دلچسپی نہیں ہے مگر اپنے قد کاٹھ اور گفتگو ومحاسنِ اخلاق کی وجہ سے ہزاروں افراد میں الگ اور ماوراء نظر آتے ہیں۔

خود کی زندگی سے ایک بات عرض کر رہا ہوں کہ اکثر اوقات مختلف باتوں پر اختلاف کرتا ہوں مگر ہوتا وہی ہے جو حضور قبلہ سیدی ارشاد فرماتے ہیں۔ انتہائی قابلِ ستائش قدم یہ ہے کہ اولاد کیلئے ہر دنیاوی ودینوی آسائش مہیا کرنے کے بعد بھی فرمایا کرتے ہیں کہ اولاد، بیوی، بچوں، ماں باپ، دنیا کی ہر آسائش کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ان کی حاجت رکھتا ہوں۔ اگر حاجت ہے تو فقط اتنی کہ مرتے وقت اپنے یار (شیخ محترم) کے قدموں میں سر ہو۔

رب العزت اس ہستی جاوداں کو اپنے شیخ محترم کی نظروں میں سدا یونہی منظور رکھے اور ہمارے سروں پر قبلہ سیدی کی نظرِ شفقت وعنایت براجمان رکھے۔ والسلام

سید محمد نصر من اللہ شاہ کاظمی قادری

محترم انکل افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم!

آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے ہمیں بھی موقع دیا کہ ہم ناچیز بھی اپنے والد گرامی سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری (جنہیں ہم ابی جی کہتے ہیں) کے بارے میں عرض کرسکیں۔ آپ (ماشاءاللہ) نے اتنی خوبصورت اور اچھی کاوش کی ہے کہ ساری زندگی ہمارے آنے والی نسلیں بھی اِس خوبصورت کتاب سے مستفید ہوتی رہیں گی۔

ہمارے ابی جی بہت خوبصورت شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ ہیں اور ہمیشہ تصوف، فنافی الشیخ کا درس دیتے ہیں۔ اتنی پختہ اور مضبوط عقیدت میں نے اپنے زندگی میں بہت ہی کم بندوں کی دیکھی ہے جیسی میرے ابی جی ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ہمارے گھر میں کبھی مشکل کا وقت ہے لیکن ابی جی ہمیشہ دربار شریف پر چلے جاتے ہیں اور ایک بات کہتے ہیں کہ بیٹا سائیں مالک ہے اور میرا اپنا یہ ایمان ہے کہ جو کچھ ابی جی کہتے ہیں ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔

ابی جی ہمیشہ کہتے ہیں کہ میرے حضور کو میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہے اور وہ ہمیشہ میری مدد کرتے ہیں اور اپنے سائیں کے صدقے میں جی رہا ہوں۔

ایک واقعہ میں بیان کرنا چاہتی ہوں جو کہ میری والدہ محترمہ اور دادی جان کی زبانی میں نے سُنا ہوا ہے۔ میں نے خود نہیں دیکھا۔ والدہ محترمہ بتاتی ہیں کہ میری بڑی بہن جب پیدا ہوئیں اور وہ سات دن کی تھیں وہ بہت زیادہ بیمار ہوگئیں اور بیمار بھی اس طرح ہوئیں کہ کوئی امید باقی نہ تھی کہ صحت یاب ہو جائیں گی۔ ابی جی نے بہن کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور بے اختیار رونے لگے۔ جب صبح ہوئی تو تیاری باندھی اور دربار شریف پر روانہ ہوگئے۔

والدہ محترمہ بتاتی ہیں کہ جیسے ہی ابی جی دربار شریف کیلئے گھر سے نکلے تو تھوڑی دیر بعد ہی بیٹی نے دودھ پی لیا اور حضور قبلہ سائیں کی توجہ اور دعاؤں سے وہ صحت یاب ہوگئیں۔ اِس واقع کو بیان کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ میرے ابی جی کو صرف اپنے پیر کامل پر بھروسہ ہے۔ نہ اپنے گھر بار کی فکر ہے اور نہ ہی دنیا کی ہوس۔

ابی جی اپنے مریدوں کو بھی ہمیشہ یہی درس دیتے ہیں کہ اپنی عقیدت کو پختہ بناؤ نہ کہ اپنے دل میں کوئی لالچ لے کر پیر کی محفل میں حاضر ہوا کرو۔ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابی جی کو محفل گیارھویں شریف کا حکم دیا تھا اور آج تک وہ اپنے حضور کے فرمان پر پورا اتر رہے ہیں اور ہمیشہ حاضرین محفل کو کہتے ہیں کہ اس گھر کو میرا گھر سمجھ کے مت آیا کرو۔ یہ میرے پیر کا گھر ہے۔

ابی جی ہمارے ساتھ بہت پیار کرتے ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی ہم بہنوں کو بیٹیاں تصور نہیں کیا بلکہ بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں اور بھائیوں سے بڑھ کر پیار کرتے ہیں۔ میری بیٹی سے اتنا زیادہ پیار کرتے ہیں۔ جیسے ہی گھر میں داخل ہوتے ہیں وہ بھی بابا کہہ کر پکارتی ہے۔ اسے اٹھاتے ہیں، اس کی پیشانی پر پیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے گھر کی رونق بڑھی ہوئی ہے۔

وہ اپنے نواسی اور نواسوں کے ساتھ بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی ہماری کسی خواہش کو رَد نہیں کیا بلکہ عام ملازم ہونے کی حیثیت سے جتنی ہماری خواہشوں اور ضرورتوں کو پورا کیا ہے کم لوگ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ میرے ابی جی کو صحت دے۔ ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر ابی جی کا سایہ تا قیامت سلامت رکھے۔ اپنے مضمون کا اختتام ایک چھوٹی سی بات کے ساتھ

ست زمیناں ست آسماناں جے کر کاغذ ہووے
کل سمندر بنے سیاہی لکھی صفت نہ جاوے

والسلام

دختر سید رفاقت علی شاہ قادری

مسز محمد ثقلین رشید بخاری

محترم جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ہم آپ کے بے حد شکر گزار کہ آپ زیاراتِ ایران اور جناب پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کے حوالے سے ایک ایسی تصنیف مرتب کر رہے ہیں جو تاحیات ہمارے لئے سرمایہ رہے گی۔

میں جناب پیر صاحب کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کے ناطے کچھ تھوڑا سا حصہ ڈالنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ ویسے تو ان کی شخصیت میں بہت سے پہلو قابلِ ذکر ہیں۔ اخلاص، احسان، ہمدردی، دلجوئی، سخاوت وغیرہ یہ ایسے پہلو ہیں جو سارے کے سارے ہی روشنی ڈالنے کے لائق ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کی شخصیت ہر کسی کو پہلی ہی نظر میں متاثر کر دیتی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ میں کئی مرتبہ آپ کے ساتھ مختلف محافل میں جاتا رہا اور سٹیج پر بڑی شخصیتیں، بڑے قابلِ قدر لوگ تشریف فرما ہوتے لیکن جونہی آپ تشریف لے کر جاتے ہیں تمام لوگ اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور اتنی عزت دیتے جبکہ کئی مرتبہ کچھ لوگوں کا آپ کے ساتھ آمنا سامنا پہلی مرتبہ ہو رہا ہوتا ساری محفل ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیتی کہ یہ پیر صاحب کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ ایک دفعہ چراہ شریف عُرس مبارک کی محفل میں آپ تشریف لے گئے، سٹیج پر بیٹھے تھے تو چراہ شریف کے کئی معتقدین نے پوچھا کہ ان پیر صاحب کا تعلق کہاں سے ہے؟ کدھر سے تشریف لائے ہیں؟ ماشاء اللہ بڑی خوبصورت شخصیت کے مالک ہیں اور بہت نورانی چہرے والے بزرگ ہیں۔

بہت دفعہ اپنے دھیان میں بیٹھے ہوئے ان کی شخصیت بالکل فنا فی الشیخ کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ انکا چہرہ اپنے بڑے حضور جناب قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جلوہ دکھانا شروع کر دیتا ہے۔ اور اپنے پاس آنے والے مریدین اور پیر بھائیوں کو بھی اسی طرح تصورِ شیخ، پاس انفاس اور وظائف کا درس دیتے ہیں۔ جناب پیر صاحب کے گھر کا فرد ہونے کے ناطے میں نے آپ کو ہر طرح سے دیکھا ہے۔ آپ ہمارے لئے اپنے شیخ کا چلتا پھرتا نمونہ ہیں۔ دن ہو یا رات ہو ہمیں کوئی بھی تکلیف ہو ہم سب سے پہلے انہی سے رابطہ کرتے ہیں۔

ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رہے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سید آصف حسین شاہ قادری، ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی

مخلصی فی اللہ محترم جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ناچیز کو آپ نے یہ عزت وشرف بخشا کہ قبلہ گاہی سید رفاقت علی شاہ صاحب کے بارے میں اپنے خیالات وتاثرات کو قلمبند کر کے پیش کیا جائے۔ ان جیسی عالی مرتبت شخصیت کو احاطۂ تحریر میں لانا ناچیز کے بس میں تو نہیں البتہ اپنے احساسات وجذبات کو بیان کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

قبلہ شاہ جی کی جامع الصفات شخصیت میں ناچیز کو تین چیزیں تو پورے کمال وعروج پر نظر آتی ہیں (۱) حسن ارادت وعقیدت (۲) سخاوت (۳) اخلاص۔ جہاں تک حُسنِ ارادت وعقیدت کا تعلق ہے قبلہ شاہ جی نے میرے مطابق اسے ایک نیا حُسن اور انداز عطا کیا ہے۔ ہر صاحبِ کمال اپنے اپنے دور میں سابقہ علوم وافعال کو نیا رنگ عطا کرتا رہا ہے۔ حضرت قبلہ نے عقیدت کے حُسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ آپ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ "میں منگانی شریف کا چوکیدار ہوں اور چوکیدار کا کام غفلت نہیں وفاداری ہے" یہ حُسن ارادت وعقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور ایک مرتبہ مرشدِ عالی مقام پیر خواجہ محمد کرم حسین دامت برکاتہم القدسیہ کی طبیعت مبارکہ کا علیل ہونا اور قبلہ شاہ جی کا ستائیس (27) رات مسلسل جاگتے ہوئے مرشدِ عالی مقام کی خدمت گزاری کرنا، یہی کہا جا سکتا ہے کہ

این سعادت بزورِ بازو نیست

ناچیز کو قبلہ شاہ جی کا دوسرا وصف جو کمال وعروج کی بلندیوں کو چھوتا نظر آیا وہ وصفِ جود وسخا ہے۔ سخاوت خاندانِ سادات کا طرّہٗ امتیاز ہے۔ بمطابق حدیثِ سرورِ عالم ﷺ سادات کی تین خوبیاں سخاوت، جرأت اور خوبصورتی، آپ تینوں خوبیوں کا مصداق ہیں۔ قبلہ حضرت کے گھر میں مہمان آ گیا تو ایسی مہمان نوازی پر حیران رہ گیا کہ جس میں دیگر لوازمات کے ساتھ ساتھ بغیر تحفے تحائف کے رُخصت نہ کیا گیا۔ ہر ضرورت مند کی حاجت روائی کرنا، رشتہ داروں اور عزیزوں پر خرچ کرنا، دورِ حاضر ایسی سخاوت کی کسی دوسری مثال سے قاصر ہے اور قبلہ شاہ جی کو اللہ رب العزت نے اس صفت میں انفرادیت اور یکتائیت عطا فرمائی ہے۔

حضرت قبلہ کی شخصیت میں اللہ رب العزت نے اخلاص ومحبت کی دولت کُوٹ کُوٹ کر بھری

ہے۔ مخلص ہونا یہ اس دور میں ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن آپ اپنے اخلاص ونیت میں کاملیت کے درجے پر ہیں۔ اپنا کام، دفتر کا کام، مرشد خانے کے امور پوری تندہی سے سرانجام دیتے ہیں لیکن اخلاص کے موضوع میں ناچیز کو جو خصوصیت بلند تر نظر آئی وہ یہ کہ حق بات کو مُنہ پر بیان کر دینا اور کسی کے نقصان پر چُپ نہ رہنا۔ چاہے ان کا یہ طرزِ عمل بظاہر کسی کو اچھا نہ لگے لیکن قبلہ شاہ جی اپنے اخلاص کو چُھپائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان کی تلخ نوائی میں بھی پیار کے مرہم چُھپے ہوتے ہیں۔ جو کسی آنے والے کے نقصان کا ازالہ ثابت ہوتے ہیں۔

حضرت کی شخصیت پہلے ہی عرض کر چکا ہوں، جامع الصفات ہیں۔ قلم و قرطاس ان کی خوبیوں کی صحیح عکاسی سے قاصر ہے۔ ناچیز سے ان کا ایک تعلق رشتہ داری کا بھی ہے۔ بے پناہ خلوص اور محبت مجھے ان کی شخصیت سے عطا ہوئی۔ اگر اس زاویہ نگاہ سے دیکھوں تو مجھے آپ ایک بے پناہ محبت کرنے والے والد نظر آتے ہیں۔ مجھے اپنے والدِ گرامی قبلہ قیوم الوقت سید عباس علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد اگر کسی شخصیت نے ان کی کمی محسوس نہ ہونے دی تو وہ قبلہ رفاقت علی شاہ صاحب کی ذات بابرکت ہے۔ اپنے بیٹے، بیٹیوں سے بے پناہ پیار کرنے والے اور نواسے نواسیوں کیلئے ایک شفیق باپ کی طرح سایہ ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کا سایہ تا قیامت ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے۔ آمین

ناچیز، سید سجاد علی شاہ

آستانہ عالیہ صدیقیہ عباسیہ چراہ شریف

جناب محترم افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم!

میرے لیے یہ بہت شرف کی بات ہے کہ جناب نے مجھ جیسے ایک ادنیٰ غلام کو اس قابل سمجھا کہ میں جناب پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرسکوں۔ سب سے بڑی خوش قسمتی میرے لیے اس بات کی ہے کہ میں ان کا مرید ہونے کے ساتھ داماد بھی ہوں۔ میں نے ان کے ساتھ کچھ زیادہ وقت نہیں گزارا لیکن اس مختصر سے وقت میں، میں نے جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا کوشش کروں گا وہی بیان کروں۔

میں اپنے والد صاحب کے ساتھ سید ابرار حسین شاہ صاحب کے پاس مسجد میں جمعہ ادا کرنے کیلئے جایا کرتا تھا۔ ان سے ملاقات کے دوران جناب قبلہ شاہ صاحب کا پتہ چلا تو میں یہاں چلا آیا۔ حضور کی شفقت اور پیار نے مجھے متاثر کیا کہ میں بغیر کسی مقصد اور کام کے جناب کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتا تھا۔ جناب مجھے اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے۔ ہمیشہ مجھے گلے لگا کر اپنے دست مبارک سے میرا منہ اپنے ہاتھوں میں لے کر پیار کرتے تھے۔ ایک دن جناب نے مجھے فون کیا اور بلایا۔ میں بہت خوش ہوا۔ شاید مجھے اسی دن کا انتظار تھا کہ جناب مجھے خود یاد فرمائیں۔ جناب کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بعد میں نے ان کے بیعت ہونے کی بات کی تو آپ نے فرمایا بیٹا مجھے میرے حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات کہی تھی کہ بیٹا بغیر کسی مقصد، لالچ کے بیعت ہونا ہے تو ٹھیک ہے۔ آج میری بھی تم سے یہی بات ہے۔ اگر تمہیں یہ بات منظور ہے تو میں تمہیں گیارھویں شریف والی محفل کے روز بیعت کروں گا۔ میں واپس گھر چلا گیا۔ پھر محفل کے دن محرم الحرام کا خوبصورت اور افضل ماہ تھا۔ جناب سید الطاف حسین شاہ خوبصورت منقبت پیش کررہے تھے کہ میں نے جناب کو بیعت کی خواہش ظاہر کی اور ان کی شفقت رنگ لائی اور 2007ء میں مجھے اپنے دستِ شفقت پر میرا ہاتھ رکھ کر مجھے قادری سلسلے میں ملا لیا اور جناب نے مجھے وہ خوبصورت سفید تسبیح عطا کی جو ان کو جناب قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا کی تھی پتہ نہیں میری کون سی ادا کی بدولت مجھے اپنے گھر کا فرد بنالیا۔ جب بھی ان کی محفل میں بیٹھتے وہ ہمیشہ تصوف، فنافی الشیخ کا درس دیتے ہیں اور ہمیشہ جو بھی بات ہو تو وہ اپنے حضور

کی مثال دیئے بغیر کوئی بات مکمل نہیں کرتے۔ جب بھی حضور کا ذکر سنتے ہیں تو ان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں اور اپنے جذبات کو بہت مشکل سے قابو میں لیتے ہیں۔

میں نے قبلہ عالم منگا نوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کو تو نہیں دیکھا لیکن اب حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین کا تھوڑا سا وقت جو میں نے دیکھا جب بھی حضور یاد فرماتے ہیں تو پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنے تمام کام چھوڑ کر منگانی شریف کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ فرماتے ہیں میرا پیر ہی میرے لئے سب کچھ ہے۔ میں نے ان کی خاطر اپنا گھر بار، مال، اولاد سب قربان کیا ہوا ہے۔ جناب اپنے تمام مریدوں سے بھی بہت پیار کرتے ہیں۔ ان کے مسائل پوچھتے ہیں اور اچھا مشورہ دینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں۔ ہر کسی کی بات سنتے اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اس کا حل اپنے پیروں کے حوالے سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد سے بھی بہت پیار کرتے ہیں۔ ہمیں انہوں نے کبھی داماد کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتے ہیں اور پیار کرتے ہیں۔ وہ اپنے نواسوں اور نواسی سے بہت پیار کرتے ہیں۔

میں اِس قابل تو نہیں تھا کہ اپنے حضور کے بارے میں کچھ عرض کرتا لیکن مجھے اِس قابل سمجھا گیا تو کوشش کی کہ کچھ عرض کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پیر و مرشد کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور کا ادنیٰ غلام

محمد ثقلین رشید بخاری

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مجسمہ فیضِ منگانوی

یوں تو آستانہ عالیہ منگانوی کے خدام کثیر ہیں ۔ عقیدت مند اور مریدین لا تعداد ہیں۔ حسب استطاعت عقیدت احترام خدمت کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں کیونکہ جو اس آستانہ سے وابستہ ہو گیا وہ اپنا تن من دھن سب قربان کر بیٹھا۔ دامے درمے قدمے سخنے خدمت کرنے والوں یا دل لٹانے والوں کو اکثر جانتے ہیں۔ مگر سیّد رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی صاحب کی بات ہی کچھ اور ہے۔ درِ مرشد سے اسقدر عشق و عقیدت کہ جب بھی روضہ اقدس حاضری ہوئی سید صاحب کو منگانی شریف میں موجود پایا۔

حضور منگانوی سرکار بندہ کو رات کے وقت خدمت کا موقع عطا فرماتے ۔ رات کے وقت میرے ساتھ اک اور آدمی ضرور ہوتا مگر جب شاہ صاحب تشریف لے آتے تو ہمیں رات کی ڈیوٹی سے چھٹی کرا دی جاتی ۔ اور شاہ صاحب اکیلے حضور کی خدمت میں راز و نیاز میں مصروف رہتے۔

قبلہ شاہ صاحب کو بندہ نے بارہا حضور منگانوی سرکار کے روپ میں دیکھا۔ ایک بار حضرت شاہ صاحب روضۂ اقدس سے باہر تشریف لا رہے تھے اور بندہ ناچیز جنوبی برآمدہ میں بیٹھا تھا تو عین با عین حضرت سیدی مرشدی حضرت کرم حسین لگ رہے تھے۔ پاس بیٹھے ہوئے پیر بھائی کو بتایا کہ وہ دیکھو روضۂ اقدس سے حضور تشریف لاتے ہیں اس نے تصدیق کی جب نزدیک آئے ہم دوڑ کر نزدیک پہنچے تب اصل روپ میں واپس ہوئے ہم پھر آپس میں یہ کہنے لگے کہ یارو ہم تو سمجھتے تھے کہ فنا فی الشیخ شیخ کی اداؤں میں فنا ہونے کا نام ہے مگر ان کا تو ظاہری جسم بھی شیخ میں فنا ہو گیا ہے۔

میری دلی خواہش تھی کہ آستانہ عالیہ کا ترجمان کوئی رسالہ چھپنا چاہیئے مگر زبان پر چپ لگی ہوئی تھی بالآخر میری وہ خواہش پوری ہوئی یہ کام شروع ہو گیا اور پھر رکنا چاہتا تھا تو بندہ نے بعض مقتدر پیر بھائیوں کو عرض کیا کہ رسالہ کی خدمت کا کام شاہ صاحب کے سپرد کیا جائے تو ان شاء اللہ یہ چلتا رہے گا تو

یہ کام شاہ صاحب کی سرکردگی میں سجادگان عظام کے مشورہ اور رہنمائی سے ترقی پذیر ہوتا گیا۔ اور اس شمارہ آئینہ کرم کو تحقیقی، علمی اور سلسلہ عالیہ قطبیہ قادریہ کا عظیم رہنما کا درجہ حاصل ہوا۔

آپ نے سلسلہ عالیہ کے مشن کی تحقیق کے لیے لمبے سے لمبے سفر کی صعوبت جھیلنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ آپ سلسلہ عالیہ قطبیہ قادریہ کے شجرہ روحانی میں آنے والے اکثر اولیاء کرام کے مزارات مبارکہ جس حصہ میں بھی واقع ہیں جا کر تحقیق کی اس تحقیقی دورہ کے وقت خاکسار کے غریب خانہ پر بھی قدم رنجہ فرمایا۔ آستانہ عالیہ منگانویہ کے صاحبزادگان کو پتہ چلا کہ حضرت سید دیوان غلام دستگیر گیلانی سجادہ نشین آف قبولہ شریف بھی ہمارے سلسلہ عالیہ قطبیہ کے فیض یافتہ ہیں۔ تو اس امر کی تحقیق کرنے کے لیے آپ کو ہی قبولہ شریف بھیجا گیا۔ آپ نے یہ تحقیق رسالہ آئینہ کرم میں شائع کی تو حضرت پیر محمد طاہر حسین قدس سرہٗ العزیز نے وہ رسالہ دیوان صاحب کو پہنچانے کے لیے بندہ ناچیز کو قبولہ شریف بھیجا۔ یہ رسالہ دیوان صاحب کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ سید رفاقت علی شاہ واقعی اپنے مرشد کا رفیق ہے۔

قبلہ شاہ صاحب آستانہ عالیہ کی تمام ضروریات تعمیرات کا از حد خیال فرماتے ہیں اور آپ کی زبان پر آستانہ عالیہ کے کسی حکم پر استفسار کرتے نہیں سنا۔ آپ نے کیسے یا کیوں کبھی نہیں کہا۔ ان شاء اللہ العزیز مرشد کریم کے فیض الثانی سے اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ نوازے گا۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا اور مرشد کریم کی اداؤں پر قربان ہونا آپ کا شیوہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے مزید درجات بلند فرمائے۔ امین

میاں محمد یار نصر منگانوی قادری
عارفوالہ ضلع پاک پتن شریف

فنا فی الشیخ

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے تاجدارِ منگانی کے مزار پُر انوار پر جن کے صاحبزادگان ولی ابن ولی ابن ولی حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری، حضور قبلہ پیر محمد اختر حسین حنفی القادری اور حضور قبلہ پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری ہیں۔ جو آسمانِ ولایت کے تابندہ ستارے ہیں۔ جن کی جگمگاتی روشنی سے پاکستان کے علاوہ دوسرے ملکوں کے لوگ بھی فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اِس آستانے سے جتنے لوگ وابستہ ہیں اُن میں ایک منفرد شخصیت پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری ہیں جو کہ حضور قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر خلیفۂ مجاز ہیں اور جن کو اپنے پیر کی نظرِ کرم سے فنافی الشیخ کا مقام بھی حاصل ہے۔ پیر رفاقت علی شاہ صاحب اپنے پیر خانہ سے بے پناہ عشق ومحبت وعقیدت رکھنے والے ہیں اور اپنے پیر بھائیوں سے بھی بے حد محبت والفت رکھتے ہیں۔ جو خدمات آپ کی آستانہ عالیہ کے بارے میں ہیں وہ قابلِ تعریف ہیں۔ شاہ صاحب نے تو اپنے آپ کو آستانہ پاک کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے اور قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ پیر رفاقت علی شاہ صاحب حضور قبلۂ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کامل مرید ہیں۔ جس مرید کی تعریف اُس کا پیر خانہ کرے تو پھر اس کے کامل مرید ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ پیر رفاقت علی شاہ صاحب کو ملنے اور دیکھنے سے آپ کے شیخ کی ولایت کی خوشبو آتی ہے۔

مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پیر رفاقت علی شاہ صاحب میرے پیر بھائی ہیں۔ آج کے اس دور میں ایسے عاشق کامل مرید کم ملتے ہیں جو اپنے شیخ ومرشد کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ لٹا دیں۔

حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دریائے فیض سے پیر رفاقت علی شاہ صاحب کو ایسا سیراب کیا کہ جہان کا پیر بنا دیا۔ آج راولپنڈی میں حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ صدقہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہ صاحب کو صحت، تندرستی اور عمرِ خضر عطا فرمائے (آمین)

طالبِ دعا

پیر سید التجا حسین گیلانی القادری، خادم آستانہ عالیہ منگانی شریف

عشقِ الٰہی میں سرشار

جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب دورِ حاضر کے اولیاء کرام میں سے ایک کامل اکمل ولی اللہ ہیں۔آپ نے بہت ہی چھوٹی عمر میں تاجدارِ منگانی شریف پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔

مرشد پاک سے والہانہ محبت اور خدمت سے اپنے مرشد مربی کے منظورِ نظر ہو گئے۔ بہت ہی تھوڑے عرصے میں آپ کے مرشد پاک نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز دیا۔آپ تمام اولیاء کرام سے ملنے کا شوق رکھتے ہیں اور اولیاء کرام کی تصانیف جو کہ تصوف اور عشقِ الٰہی کا منبع ہیں جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔

آپ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت کاربند رہتے ہیں۔آپ طریقت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں آپ عشق الٰہی میں ہر وقت سرشار نظر آتے ہیں۔آپ تمام سلسلے کے بزرگوں اور بزرگوں کے مریدین سے پیار کرتے ہیں۔

پیر محمد اشرف حنفی القادری قلندری

منڈی بہاؤالدین

شیخ سے عقیدت و محبت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

''اے محبوب (ﷺ) فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا''

یہ آیت مبارکہ محترم المقام پیر طریقت قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب پر صادق آتی ہے کیونکہ مرشدِ کامل کی اطاعت رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت ہے اور قبلہ شاہ صاحب نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح اطاعت شیخ میں رضائے حق جانی اور تمام عمر اس پر کاربند رہے۔ جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ سے دست بیعت ہونے کے بعد یکسر بدل جاتے، اپنی زندگی کا ڈھنگ ہی نیا اپنا لیتے۔ جس بات میں حضور ﷺ راضی ہوتے اسی میں اپنی خوشی جانتے۔ جس سے حضور ﷺ ناراض ہوتے اس بات سے اجتناب کرتے۔ قبلہ شاہ صاحب کو بھی ہم نے عقیدت و محبت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتے پایا ہے۔ اپنے مرشد کریم کو ہاتھ دینے کے بعد اپنی زندگی کا رنگ ہی بدل لیا۔ جیسا رنگ شیخ کا ویسا ہی رنگ اپنا لیا۔ اتباع مرشد میں مرید ہونے کے بعد داڑھی مبارک رکھ لی اور ظاہر و باطن کو اپنے مرشدِ کامل کے مطابق بناتے چلے گئے۔ قادری رنگ میں یوں رنگے کہ سنت مرشد میں ایسی عقیدت نظر آتی ہے کہ حضور نے اگر سفید دستار باندھی تو قبلہ شاہ صاحب نے بھی سفید ہی استعمال کی اور اگر قبلہ پیر صاحب نے سیاہ رنگ کی دستار باندھی تو شاہ صاحب نے بھی اتباع میں سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا یعنی جو رنگ شیخ کو پسند ہے وہ ہی شاہ صاحب نے اپنا لیا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قبلہ رفاقت علی شاہ صاحب نے اتباع سے بڑھ کر عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا سے تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اتباع تو یہ ہے کہ جو حضور فرمائیں وہ پورا کیا جائے مگر وفا کچھ اور ہے۔ جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ حکم فرماتے کہ کافروں کے سامنے کلمہ نہ پڑھا کرو۔ دل میں پڑھا کرو۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وفا دکھائی۔ اتباع تو یہ کہتی تھی کہ کلمہ دل میں پڑھا جائے مگر محبت و وفا کا تقاضا تھا کہ یار کا نام سرِ عام لیا جاتا۔ قبلہ شاہ صاحب نے بھی بلالی راستے پر چلتے ہوئے اتباع سے آگے وفا کر کے دکھائی

اور اپنا تن من دھن اپنے پیر ومرشد کے نام سے وار دیا۔ محبت میں اس طرح کامل ہوئے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا

عاشقاں را سہ نشانی اے پسر
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

اور یہ تمام نشانیاں قبلہ شاہ صاحب میں موجود ہیں۔ میں نے مشاہدہ کیا آپ اپنے پیر کامل کے عاشق صادق ہیں۔ عشق ومحبت میں اپنے شیخ کے دیوانے نظر آتے ہیں اور ہر طرح سے اپنے پیرو مرشد کو مناتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ جس طرح بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ کو ناچ کر منایا ایسے ہی قبلہ شاہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے گھنگھرو باندھ کر ناچ کر اپنے پیرومرشد کو مناتے ہوئے دیکھا ہے۔

کنجری بنیاں میری عزت نہ گھٹدی
مینوں نچ کے یار مناون دے

شاہ صاحب کے عشق ومحبت کو دیکھا جائے تو وہ عشق میں فنافی الشیخ کی منازل کو طے کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اوران کی اطاعت عقیدت بیان کرنا میرے جیسے کم علم آدمی کے بس کی بات نہیں ۔میں نے چندایک مثالوں سے ان کے اپنے شیخ سے عقیدت محبت بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

خلیفہ مولوی محمد اشرف

کوٹ بلوچ منڈی بہاؤالدین

ہمہ جہت شخصیت

ماہِ اکتوبر کے شروع میں ایک دن اچانک مجھے اپنے پیارے محبوب آقا و مولا پیر و مرشد کریم زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ دربارِ کرمیہ منگانی شریف کے ذاتی دستخط مبارک کے ساتھ ایک مبارک خط واصل حالات ہوا۔ اس خط میں میرے حضور پُرنور سیدی و مرشدی زیب سجادہ محبوب مرشد کریم کیطرف سے اِس خواہش کا اظہار فرمایا گیا تھا کہ محترم قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کی شخصیت کے متعلق اپنی یادوں اور تاثرات کے متعلق تحریر کر کے ارسال فرمائیں تا کہ اُن کو زیاراتِ ایران کی کتاب میں محترم شاہ صاحب کی سوانح حیات میں شامل کیا جائے۔

بلا شبہ میرے لیے نہایت ہی واجب الاحترام معزز و محترم جناب پیر طریقت پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کاظمی مشہدی قادری قابل احترام اور لائق صد تعظیم ہیں۔ میرے مرشد کریم کے آستانہ عالیہ قادریہ کے سلسلہ کے اندر اور تمام یارانِ طریقت کیلئے آپ کی ذات شریف کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جناب ہمہ جہت اور گونا گوں خوبیوں کے مالک ہیں۔

روحانی رشتہ و تعلق سب سے جدا اور پیارا ہوتا ہے۔ قبلہ محترم شاہ صاحب میرے اُن نہایت ہی خوش نصیب اور صاحبِ عزت پیر بھائیوں اور یارانِ طریقت میں سر فہرست ہیں جنہیں زندگی کے اوائل عرصہ میں ہی میرے حضور پُرنور میرِ شریعت، پیرِ طریقت، سراپا ظہورِ حقیقت، عارفِ ربانی، مرشدِ حقانی، عاشقِ رسول ﷺ، قطب الاقطاب، خواجہ خواجگان، سیدی و مرشدی حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری غریب نواز قدس اللہ سرہٗ المعنوی قبلۂ عالم منگانوی نور اللہ مرقدہٗ کی ذاتِ بابرکات کی غلامی و نوکری کا طوق (شرفِ بیعت) حاصل ہو گیا تھا۔ پھر جوانی میں ہی آپ کے اخلاص و محبت، عشق و وجدان، ذوق و شوق اور طلبِ رضا جوئی کو دیکھتے ہوئے خرقہ خلافت سے بھی نواز دیا تھا۔ یہ عطا اور عنایت اپنے مرشدِ کریم لاثانی سے آپ کی والہانہ محبت، جنون کی حد تک عشق اور روحانی وابستگی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ شروع شروع میں جب میرے حضور پیر و مرشد سائیں پاک قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ مسند شریف پر رونق افروز تھے تو قبلہ شاہ صاحب اُس وقت ایک چُھریرے اور پُھرتیلے دبلے پتلے جسم کے مالک تھے۔ جب پیر بھائیوں کی کوئی جماعت عرس مبارک پر حاضری کیلئے تشریف لاتی تو دُور ہی سے شاہ

صاحب بھی اُس جماعت میں شامل ہو جاتے اور اُن کے ساتھ مِل کر بڑے ہی عاشقانہ انداز میں وجد کرتے ہوئے اپنے مرشد پاک کی بارگاہ میں آ کر قدم بوس ہوتے اور میرے حضور خوشی کا اظہار فرماتے ۔اُس وقت قبلہ شاہ صاحب کی کیفیت بقول شاعر یوں لگتی ۔

ساقیا! یہ کیا پلا دیا تونے کہ پیتے پیتے جلا دیا تونے
نہ اپنی خبر ہے نہ عالم کی ،مست و بے خود بنا دیا تونے

محترم ومعزز قبلہ شاہ صاحب آج بھی اپنے پیر کمال اور پیر خانہ سے اُسی طرح عشق ومحبت سے روحانی قربتوں کا سفر طے کرتے جا رہے ہیں۔اپنے مرشد کریم کی رضا وخوشنودی کو اپنے اللہ کی رضا سمجھتے ہیں۔قبلہ شاہ صاحب نے اپنا تن، من دھن، گھر بار، عزت وآبرو، مال جان اپنے محبوب مرشد کریم پر نچھاور کر رکھا ہے۔قبلہ شاہ صاحب کی ذات ہمارے پیر کے سلسلہ میں یارانِ طریقت کیلئے مشعلِ راہ اور قابلِ رشک ہے۔صبح وشام درِ محبوب کی راہوں پر آنا جانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔(اللہ تعالیٰ حضور غوث پاک غوث الوریٰ محبوبِ سبحانی حضور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی البغدادی رضی اللہ عنہ کے صدقے اپنے مرشدِ کریم کا مزید عشق وعرفان، فضل واحسان اور رحمتوں کی بارش برسائے آمین)۔

فرمانے والے فرماتے ہیں جس میں یہ چار اوصاف اور خوبیاں پائی جائیں وہ بہت سی خوبیوں کا مالک ہوتا ہے اور عزت وشرف اور صد لائقِ تعظیم ومحبت ہوتا ہے۔قبلہ شاہ صاحب سے میری محبت وعقیدت کا بھی مرکز ومحور یہی اوصاف ہیں:(۱)۔ مستند بنیادی دین کا فہم رکھنے والا ہو، (۲)۔ سیّد ہو، (۳)۔ قادری ہو، (۴)۔ خوبصورت ہو۔اللہ تعالیٰ نے یہ خوبیاں اور اوصاف محترم شاہ صاحب کو عطا کی ہیں۔

میرے ان محترم ومعزز قبلہ شاہ صاحب کی طبیعت بڑی انقلابی قسم کی ہے۔آپ اپنے پیرِ کمال مرشد کریم کے بڑے سچے سچے محبّ اور عاشقِ زار ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے۔آستانہ پاک کی خدمت اور نوکری کیلئے آپ نے اپنی پوری زندگی وقف کر رکھی ہے۔آپ اپنے پیرِ کامل مرشد کریم کے آستانہ عالیہ کے چلتے پھرتے سفیر اور نمائندے ہیں۔آپ کی بے شمار خدمات ہیں۔میرے نزدیک کسی درویش یا مرید کا سب سے بڑا مقام یہ ہے کہ اُسے اپنے پیرِ کامل

کے ساتھ سچا عشق، لگن، پیار اور نوکری وغلامی کا جذبہ عطا ہو جائے۔ جو جتنا بڑا خدمت گزار ہوتا ہے اس پر اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہوتا ہے۔ اور اتنا ہی بڑا مرتبہ عطا ہوتا ہے۔ سال بھر اعراس کی محفلیں ہوں، میلاد نبوی ﷺ کے سالانہ جلوس ہوں، ملک بھر عرس پاک کی محفلیں ہوں، حضور سیدی قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد وعظمت کے متعلق سیمینار کا انعقاد ہو یا دیگر تنظیمی وانتظامی معاملات ہوں ہر جگہ آپ سب سے پہلے اور آگے نظر آئے۔ پچھلے کئی سالوں سے آستانہ عالیہ قادریہ کے مریدین اور عقیدت مندوں پر مشتمل ایک تنظیم قادریہ آرگنائزیشن کے نام سے قائم کی گئی ہے۔ متفقہ طور پر اُس کے ناظمِ اعلیٰ بھی قبلہ شاہ صاحب ہیں۔ اسی تنظیم کے تحت ایک رسالہ طریقت کا ترجمان ''آئینہ کرم'' کے نام سے اشاعت ہوتی ہے۔ دیگر کئی کتب کی اشاعت بھی قبلہ شاہ صاحب کی نگرانی میں ہو چکی ہے۔ آپ کے کان ہر وقت اپنے مرشد کریم کی آوازِ دُلربا کی جانب لگے رہتے ہیں کہ کوئی فرمان آئے تو فوراً حاضرِ خدمت ہو جاؤں۔ یہ لذتِ آشنائی کے وہ جذبے ہیں جسے عطا ہو جائیں پھر وہ محبوب کے نام پر مٹنے کو ہی ترجیح دیتا ہے اور اپنا مقصدِ حیات سمجھتا ہے۔ اپنے محبوب کے علاوہ جب کوئی بھی مطلوب نہ رہے بلکہ اپنی ہستی وہم کو بھی محبوب میں گُم کر دے تو پھر زندگی کو معراج حاصل ہو جاتی ہے۔

میرے محترم قبلہ شاہ صاحب اپنے مرشد پاک اور مرشد خانے سے شدید عشق ومحبت رکھتے ہیں۔ مجاہدانہ اور انتظامی صلاحیتوں کے مالک ہونے کے علاوہ بھی بے شمار خوبیاں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ آپ نہایت ہی صالح، خدمت گزار، مہمان نواز، سخی، دلیر، بے باک، قوتِ فیصلہ میں قوی، فہم وادراک میں زیرک جیسی کئی اوصاف کے مالک ہیں۔ آپ عمدہ اور بہترین خصائل کے مالک ہیں۔

علاوہ ازیں آستانہ پاک کی مدام نوکری وغلامی آپ کی گہری قلبی محبت اور والہانہ عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دربارِ عالیہ شریف کا ایک ادنیٰ نوکر اور غلام ہونے کے ناطے کئی دفعہ آستانہ پاک کے انتظامی یا تنظیمی معاملات پر ہماری رائے ایک دوسرے کے خلاف بھی رہی ہے مگر چونکہ میں قبلہ شاہ صاحب کی نیت اور مزاج کا شناسا ہوں اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات اچھے اور نیک کاموں میں اختلافِ رائے بھی باعثِ رحمت ہوتی ہے۔ دوسری خدالگتی بات یہ ہے کہ میرے پیشِ نظر اور دل ودماغ میں ہمیشہ ان کا صدق واخلاص اور وفاداری ہی رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں قبلہ محترم شاہ صاحب کو بھی اللہ

تعالٰی نے ایک وسیع اور محبت کرنے والا دل عطا کیا ہے۔ اسلئے یہ بھی کوئی بات دل میں نہیں رکھتے۔ جب بھی ملتے ہیں خلوص و پیار اور مہر و محبت سے ملتے ہیں۔

اختتام کرنے پر اللہ سبحانہٗ تعالٰی کی بارگاہِ عالیہ میں ایک دُعا اور ایک آرزو ہے۔ دُعا ہے کہ قبلہ محترم شاہ صاحب کے ساتھ ہماری یہ سنگتیں، یہ قربتیں، یہ محبتیں اور یہ مہر و وفا حضور پُر نور نبی کریم رؤف الرحیم سرورِ کونین تاجدارِ کائنات ﷺ کی نعلینِ پاک اور پیر کامل مرشد کریم کے جوڑوں کے صدقے دونوں جہاں میں ہمیشہ ہمیشہ قائم اور نصیب رہیں۔ میرا اللہ آپ کے سچے جذبوں اور حقیقی محبتوں کے صدقے مجھ سے حقیر پُر تقصیر کو بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے محبوب مرشد کریم کا دیوانہ، سدا غلامی و نوکری کا وافر جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

ایک تمنا اور آرزو یہ ہے کہ اللہ کرے کہ قبلہ محترم شاہ صاحب کی ذاتِ اقدس میں جلالی کیفیت والا عنصر اگر جمالی بن جائے تو مخدوم شاہ صاحب ایسے انمول ہیرے ہیں کہ ہیں جنہیں قدرت کی صناعی کبھی کبھی تراشا کرتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالٰی محترم شاہ صاحب کو صحت کاملہ کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

یک از خاک پائے سگانِ آستانہ عالیہ قادریہ کرمیہ

طاہر آباد منگانی شریف جھنگ

ملک محمد ربنواز قادری کراچی

قدم بوسی اول

حضور غریب نواز تاجدارِ ولایت منبع علم وحکمت عاشق رسول الثقلین ﷺ حضور خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلفاء میں جناب پیر طریقت سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری بھی ہیں۔ شاہ صاحب سید زادے ہونے کے باوجود اپنے پیر ومرشد تاجدارِ منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بے حد محبت اور عقیدت کے ساتھ آپ کے صاحبزادگان سے بھی عقیدت اور پیر بھائیوں سے بھی بے پناہ محبت فرماتے ہیں۔

قبلہ شاہ صاحب اپنی مثال آپ ہیں۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ اس فقیر پُرتقصیر نے حضرت تاجدارِ منگانی شریف کے صاحبزادگان حضور پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری دامت برکاتہم اور سائیں پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی کو اپنے غریب خانہ پر 28 اپریل 2005ء قدم رنجا فرمانے کی درخواست کی تو حضور سائیں پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری دامت برکاتہم اور پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری مدظلہ العالی نے ہماری دعوت کو قبول فرمایا۔ اسی موقع پر ایک عظیم الشان محفل میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں پیرِ طریقت حضور سید رفاقت علی شاہ صاحب کو بھی درخواست کی تو آپ نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ راولپنڈی سے فیصل آباد تشریف لائے۔

فقیر پُرتقصیر نے عقیدت سے استقبال کیا۔ حسن اتفاق سے حضور صاحبزادگان محفل میلاد میں تشریف فرما تھے۔ فقیر نے خیر وعافیت کے بعد عرض کی حضور لنگرِ غوثیہ تیار ہے تو شاہ صاحب نے فرمایا اس معاملے میں میں بہت بے صبرا ہوں۔ جب تک شیخ طریقت کی قدم بوسی نہ کرلوں گا۔ لنگر شریف کیونکر کھاؤں۔ والسلام

مولانا حافظ علی محمد سیالوی قادری

خادم دربارِ عالیہ منگانی شریف ضلع جھنگ

جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

آپ نے قبلہ شاہ صاحب کے متعلق جاننا چاہا ہے۔قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب میرے پیر بھائی، بہترین دوست اور مخلص انسان ہیں۔آستانہ سے عقیدت و محبت اور ان کی خدمات روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔میرے والد صاحب لالہ محمد لطیف قادری قبلہ شاہ صاحب کے ہمراز دوست اور ساتھی تھے۔اور قبلہ شاہ صاحب کے والد سید اصغر علی شاہ صاحب میرے بڑے مہربان تھے۔

حضور سائیں کے حکم کے مطابق میں قبلہ شاہ صاحب کو راولپنڈی لایا، میں اس وقت واپڈا اسلام آباد میں ملازم تھا۔قبلہ شاہ صاحب کے او جی ڈی سی ایل میں بھرتی ہونے کے بعد جب میں پہلی بار دربار شریف پر گیا تو میرے حضور سائیں پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اس کام کی وجہ سے میں آپ پر دونوں جہانوں میں خوش ہو گیا ہوں۔میں نے کافی عرصہ قبلہ شاہ صاحب کے ساتھ گاؤں چک 14 جنوبی سرگودھا اور راولپنڈی میں وقت گزارا۔یہ ایک لمبی داستان ہے۔مختصراً بھی لکھنا چاہوں تو ہو سکتا ہے ایک کتاب لکھ ڈالوں۔

سید رفاقت علی شاہ جس کا نام ہے — میرے حضور کا خلیفہ اور منظورِ نظر غلام ہے
ان کی سوانح حیات لکھی جانا — ایک بہت ہی اچھا اقدام ہے
قبلہ شاہ صاحب رہتے پنڈی میں ہیں — لیکن ہوتا سائیں وَل دھیان ہے
لوگوں کے ساتھ بے پناہ محبت — وہ تو ایک فقر کا نشان ہے
جس حال میں بھی انہیں دیکھا — نہ ہویا وہ پریشان ہے
رہے وہ سدا سلامت — ساڈی تو وہ جند جان ہے
پیر بھائیوں میں بہت ہی مقبول — ہر کوئی کرتا انہیں سلام ہے
کہنے کو تو بہت کچھ ہے لالہ اقبالؔ — آخر میں پیش کرتا محبت بھرا سلام ہے

لالہ محمد اقبال قادری (سرگودھا)

پیر بھائی حضرات

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محترمی ومکرمی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میرے پیرو مرشد کے آستانے سے اگر کسی کتے کی بھی نسبت ہو جائے تو اس کا مقام بیان کرنا بھی ناممکن ہے اور یہ تو پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے۔ قبلہ شاہ صاحب کا مقام تو میرا مالک ہی جانتا ہے۔ ایسا سید نہ کبھی ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کبھی دیکھیں گی کیونکہ شاہ صاحب کی نسبت ملنے کے باعث آنکھوں اور دل کو کسی اور کی حاجت ہی نہیں رہی۔

مجھ ناچیز کو اپنے شیخ کے آستانے کے جو بھی تھوڑے بہت آداب آتے ہیں وہ سب شاہ صاحب کی نسبت سے ہی آتے ہیں۔ میرے حضور پیر محمد مظہر حسین جب بھی میرے چھوٹے سے غریب خانے میں تشریف لاتے ہیں شاہ صاحب کی نسبت اور محنت کا کرم ہے۔

میں نے تقریباً 25 برس PTCL میں ملازمت کی اور اس 25 سال کے عرصے میں تھوڑا بہت ٹائم شاہ صاحب کے ساتھ گزارنے کا شرف بھی مجھ ناچیز کو نصیب ہوا۔

ضمیر حسین

کھودے، چکوال

جنابِ محترم ومکرم افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے مجھ ناچیز کے ذمہ بہت بڑا کام لگایا ہے۔ آپ نے پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کے بارے میں لکھنے کے لئے فرمایا ہے۔ میں تو ان کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں۔ میں کہاں ان کی رفعتیں بیان کرسکتا ہوں۔ بہرحال مقدور بھر کوشش کررہا ہوں۔ منظور فرمائیں

1979ء کو جب میں حضور پرنور سائیں پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا تو آٹھویں جماعت کا طالبعلم تھا۔ قبلہ شاہ صاحب اس وقت نوجوان تھے۔ دربار شریف پر ننگے پاؤں آتے اور لنگر شریف کا ہر کام کرتے۔ کوئی مہمان آجاتا تو اس کی بھی آؤ بھگت کرتے۔ جب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھتے تو حضور کا چہرہ مقدس ہوتا اور آپ کی آنکھیں پلک بھی نہیں جھپکتی تھیں۔

حضور کی طبیعت ناساز ہوتی تو ساری رات جاگتے۔ دعوتوں پر حضور آپ کو ساتھ لے جاتے۔ آپ اپنے آقا کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ دوائی کا وقت ہے یا غسل فرمانا ہے یا کسی چیز کی ضرورت ہے وقت سے پہلے حاضر کردیتے۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی کہ شاہ صاحب ہمیں یہ چیز چاہیے۔

1990ء کو میری نوکری شفاخانہ حیوانات منگوال تحصیل وضلع چکوال میں لگی تو قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے شاہ صاحب کا اڈریس لکھ کردیا اور فرمایا کوئی مشکل پیش آئے تو ان کے پاس چلے جانا۔ 1991ء میں جب حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو میں بہت پریشان رہنے لگا۔

ایک دن میں چکوال سے سیدھا دربار شریف پر آیا۔ موٹروے ابھی نہیں بنی تھی۔ حضور پرنور سائیں مظہر حسین نے فرمایا کہ چکوال کا سفر تو بہت مشکل ہے۔ ہمیں ملنا ہو تو پنڈی چلے جایا کرو۔ رفاقت کے پاس ادھر ہم خود بیٹھے ہیں۔

چکوال میں ایک گاؤں کھودے میں شاہ صاحب گیارھویں شریف کے ختم شریف پر آتے تھے۔ بھائی ضمیر حسین نے میرا تعارف کروایا۔ ضمیر حسین کے گھر ہی قبلہ شاہ صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ پہلے میں انہیں دور دور سے دیکھتا تھا لیکن ان کے جلال کی وجہ سے نزدیک نہیں جاتا تھا۔ نزدیک

آنے پر پتہ چلا کہ آپ بہت ہی نرم دل اور بہت محبت کرنے والے ہیں خاص کر پیر بھائیوں لیے ان کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ کسی بھی پیر بھائی کو پنڈی میں کوئی کام ہو یا کوئی بیمار ہو علاج کیلئے آئے تو قبلہ شاہ صاحب ان کی ہر ضرورت پوری کرتے ہیں۔ خود اور بچے بے شک روکھی سوکھی کھا لیں لیکن پیر بھائیوں کے لئے اچھے سے اچھا کھانا بنواتے ہیں۔ میری بیوی اس بات کی چشم دید گواہ ہے کہ کئی دفعہ ایسا ہوا گھر میں کوئی اچھی چیز پکی ہو یا بچوں نے فرمائش کر کے منگوائی ہو اوپر سے پیر بھائی آ جائیں تو وہ انہیں پیش کر دی گئی اور گھر والوں نے چٹنی اور اچار سے کھانا کھا لیا۔

عرس کے موقع پر یا ویسے بھی کسی پیر بھائی کے پاس پیسے نہیں ہوتے اور وہ دربار شریف پر جانا چاہتا ہو تو شاہ صاحب اپنے پاس سے اسے کرایہ دے دیتے۔ اپنے پیر خانے پر تو وہ اپنا تن من دھن سب کچھ لٹانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں اور ان کے پیر نے بھی ان کو بہت نوازا ہے۔

قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اور بھی بہت سارے خلفاء ہیں لیکن جو عزت اور وقار شاہ صاحب کو ملا ہے کسی اور کو نہیں ملا۔ لیکن قبلہ شاہ صاحب نے کبھی اپنے سید یا خلیفہ ہونے پر ناز نہیں کیا۔ جب تک آپ کے گھر والے پنڈی نہیں آئے تھے شاہ صاحب پیر بھائیوں کیلئے کھانا خود بناتے تھے۔

میں کئی دفعہ ان سے ملنے گیا تو آپ ہانڈی بنا رہے ہوتے یا برتن دھو رہے ہوتے۔ ان کی دوستی اور دشمنی اپنے پیر کیلئے ہے۔ جو ان کے پیر سے محبت کرتا ہے اس پر اپنا سب کچھ لٹانے کیلئے تیار رہتے ہیں اور جو عداوت رکھتا ہے اس کو دیکھ بھی نہیں سکتے۔

میرا ان کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ میری زندگی کا سرمایہ ہے۔ جون 1994ء سے نومبر 1995ء تک میری تنخواہ بند رہی۔ قبلہ شاہ صاحب بار بار پوچھتے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک بتانا۔ اُنہوں نے ماں باپ سے بڑھ کر ہمارا خیال رکھا۔

سیالکوٹ میں طارق نام کا پیر بھائی رہتا ہے۔ ایک دفعہ اس نے سائیں حضور پرنور پیر محمد طاہر حسین صاحب سے عرض کی کہ آپ میری دعوت پر میرے گھر تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا رفاقت شاہ صاحب کو لے جاؤ۔ اس نے آ کر شاہ صاحب کو سائیں حضور پرنور کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا سر آنکھوں پر۔

قبلہ شاہ صاحب شوگر کے مریض ہیں۔طبیعت اکثر ناساز رہتی ہے۔لیکن اگر پیر خانے سے کوئی آجائے یا سائیں حضور خود آجائیں تو قبلہ شاہ صاحب کو بیماری وغیرہ بھول جاتی ہے۔ جوانوں کی طرح دوڑ دوڑ کر کام کرتے ہیں۔سائیں حضور اگر ان کے ذمہ کوئی کام لگادیں تو دن رات ایک کردیتے ہیں۔جب تک وہ کام نہ ہو چین سے نہیں بیٹھتے۔

ڈھوک نکہ کیپٹن نواب صاحب کے گھر ہر سال قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس لگتا ہے۔بہت خدمت کرنے والے لوگ ہیں۔ ہر جمعہ کو ذکر کی محفلیں ہوتی ہیں۔ ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم ہوتا ہے۔

دربار شریف پر دونوں عرس پاک سے ہفتہ دس دِن پہلے دس بارہ لڑکے دربار شریف پر آکر کام کرتے ہیں۔ یہ سب قبلہ شاہ صاحب پر اپنے پیر کا فیضانِ نظر ہے لیکن شاہ صاحب نے کبھی فخر نہیں کیا۔

دنیاداری میں بڑے عہدوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔لیکن اگر کوئی درویش ان کے پاس آجائے تو سراپا نیاز بن جاتے ہیں۔انہوں نے امیر غریب میں کبھی فرق نہیں کیا۔جو بھی مہمان آئے اس کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔محترم شاہ صاحب بہت ہی کھلے اور صاف دل کے مالک ہیں۔ان میں اپنے مرشد پاک کی جھلک نظر آتی ہے۔

میرے اوپر ان کی جو مہربانیاں ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔لکھنے بیٹھوں تو کبھی ختم نہیں ہوں گی۔بس دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرشد پاک کے صدقے آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رہے۔آمین ثم آمین

ڈاکٹر محمد نواز قادری جھنگ

مرد درویش و فقیر

عقل سے ذات، ماورا اُس کی کیا لکھے گا قلم ثناء اُس کی
ذرے ذرے کا دائمی حاکم آگ ، مٹی ، پون ، گھٹا اُس کی

جناب ! میرے پیر و مرشد جناب پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ مجھے اِس کی ابتدا اور اختتام کی کوئی سمجھ نہیں۔ غلطی گستاخی کی پیشگی معافی کے ساتھ عرض ہے۔

1986ء کی بات ہے حضور قبلہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری منگانوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو ارشاد فرمایا کہ راولپنڈی میں ہمارا ایک درویش ہے ان سے ملا کرو۔ حضور نے قبلہ شاہ صاحب کا نام بتایا اور ٹیلیفون نمبر بھی دیا۔ میری ملازمت آرمی کی تھی اور میری یونٹ چراٹ (پشاور) میں تھی۔

میں درویشی میں نووارد تھا اور ابھی تک ہوں۔ حضور قبلہ عالم منگانوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک پر شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد یونٹ یا گھر میں دِل نہ لگتا تھا۔ چھٹی بھی نہیں ملتی تھی۔ جو معمولی وقت ملتا تو دربار شریف کی طرف چلا پڑتا۔ ٹیلیفون کی سہولت تھی نہیں۔ دربار شریف پہنچ کر معلوم ہوتا کہ حضور کہاں ہیں؟

میرے حضور قبلہ عالم منگانوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ عرض کرنے کی ضرورت کبھی پیش نہیں آئی۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ باتوں باتوں میں مسئلہ حل فرما دیتے۔

اب محسوس ہوتا ہے کہ حضور نے میری پیاس نزدیک سے بجھانے کیلئے مجھے قبلہ رفاقت علی شاہ صاحب کا ارشاد فرمایا تھا۔

آرمی سے ٹیلیفون کی سہولت محدود تھی۔ شاہ صاحب سے بات ہوتی تو بڑا سکون ملتا۔ وقت مل جاتا تو حاضرِ خدمت ہو جاتا۔ بڑی شفقت، مہربانی، خلوص، پیار و محبت فرماتے۔ گویا کہ شاہ صاحب حضور منگانوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا چشمۂ رشد و ہدایت ہیں۔

حالات و واقعات کی روشنی میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی قبلہ پیر رفاقت علی شاہ صاحب کی ولایت ہے کیونکہ آپ کی رہائش گاہ DK-725 واقع ڈھوک کشمیریاں ایک لنگر شریف تھی۔

پنڈی آنے والا ہر درویش یہاں قیام و طعام کی سہولت سے آراستہ ہوتا۔ کسی نے دِنوں رہنا

ہے تو کوئی مسئلہ نہیں۔ کسی نے مہینوں رہنا ہے تو مسئلہ نہیں۔ کسی نے سالوں رہنا ہے تو مسئلہ نہیں تھا۔ کوئی ذاتی مسئلہ لے کر شاہ صاحب کے پاس آیا ہے تو شاہ صاحب اپنی پوری کوشش صرف فرماتے ہیں۔ قبلہ عالم منگانوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کرم سے وہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

راولپنڈی میں تمام لوگ جو میرے پیر بھائی بنے ہیں سب قبلہ رفاقت علی شاہ صاحب کی کاوش ہے جو آج ماشاء اللہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اب تو ماشاء اللہ قبلہ رفاقت علی شاہ صاحب کے اپنے مریدین کا سلسلہ راولپنڈی کے گردونواح کے علاوہ دیر، سوات، ہری پور، چکوال تک پھیلا ہوا ہے۔

یہ ایک فقیر کا ہی مقام ہے کہ ہزاروں کی تعداد مردوزن اور بچوں کے قیام وطعام کا بندوبست کرنا، اُن کی پند ونصیحت کیلئے بڑی شخصیت کے حامل علماء کرام کو دعوتِ وعظ دینا، منگانی شریف سے تشریف لانے والے حضور قبلہ پیر ومرشد کا شایانِ شان شہر سے باہر استقبال کر کے قافلے کی صورت پنڈی میں لنگر شریف تک لانا۔ دعوت پر آئے ہوئے علماء کرام اور ثناء خوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنا اور پھر اس ساری مصروفیات کے ساتھ اپنے فرائض منصبی بھی ادا کرنا یہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔

مختصراً جناب قبلہ پیر رفاقت علی شاہ صاحب ایک مردِ درویش وفقیر ہیں۔ جہاں فقر بھی ہے غنا بھی، جہاں عشق بھی ہے جہاں سوز بھی۔ جہاں مفلسی ہے جہاں تونگری بھی جو مرقع جود وسخا ہیں۔

میں آج بھی جب حاضرِ خدمت ہوتا ہوں تو ایک ادنیٰ درویش کی حیثیت سے، ایک سائل کی حیثیت سے، ایک طالبِ روحانیت کی حیثیت سے۔

صوبیدار منظور حسین راہی

واہ کینٹ، راولپنڈی

گلشنِ قادریہ کے مہکتے پھول جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

فنائے محبتِ شیخ جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کے بارے میں آپ نے احساسات اور خیالات کے بارے میں پوچھا ہے۔شاہ صاحب کے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔مگر پھر بھی جو میں نے دیکھا اور اپنے کانوں سے سُنا وہ زیرِ قلم ہے۔

سید رفاقت علی شاہ صاحب سے پہلی ملاقات 1985ء میں OGDCL کے میڈیکل سینٹر اسلام آباد میں ہوئی ڈسپنسر حضرات کے انٹرویو ہو رہے تھے۔میں بھی اُس کمرے کے اندر تھا۔جب انٹرویو ختم ہوئے تو لڑکوں نے مجھ سے پوچھا سَر ہمارا کیا بنا؟ میں نے مذاقاً کہا آپ سب پاس ہیں مگر یہ مولوی صاحب نہیں (شاہ صاحب نے چار کونوں والی ٹوپی اُس وقت بھی پہنی ہوئی تھی)

شاہ صاحب میرے قریب ہوئے اور کہنے لگے نوکری کسی کے باپ نے نہیں دینی میرے پیر نے دینی ہے۔بابو جی یہ لوگ نہیں آئیں گے مگر میں سب سے پہلے آؤں گا۔دیکھ لیں گے یار میں نے کہا۔ایک یا دو ماہ کے بعد شاہ صاحب میڈیکل سنٹر میں آئے ملے اور کہنے لگے اپنے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کرواؤ۔ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہ صاحب کو بھرتی کر لیا گیا۔جب انہوں نے ڈیوٹی جائن کی تو کہنے لگے میں آ گیا ہوں۔باقی ابھی کوئی نہیں آیا۔یہ نوکری میرے پیر سائیں نے دی ہے۔

ڈیوٹی جائن کرنے کے بعد کچھ مہینوں بعد غالباً اکتوبر والا عرس شریف آ گیا تو شاہ صاحب نے چھٹی کی درخواست دی لکھا تھا ''عرس شریف پر جانا ہے'' جب میں نے وہ درخواست اپنے انچارج کو دی تو وہ بھڑک اٹھا کہنے لگا وارث صاحب عرس پر جانا شرک ہے، گناہ ہے، فضول خرچی ہے۔رفاقت کو کہو میں عرس کیلئے چھٹی نہیں دونگا۔کوئی اور وجہ لکھے۔(ڈاکٹر صاحب دیوبندی اور غیر مقلد تھے)۔میں چونکہ خود اس وقت چشتی سلسلے میں مرید تھا۔مجھے بڑا دکھ لگا۔میں نے ڈاکٹر صاحب کو بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔میں نے قبلہ شاہ صاحب کو صورتِ حال بتائی تو وہ کہنے لگے وارث صاحب جس پیر نے مجھے نوکری دی ہے اُس کے عرس شریف کو نہیں چھوڑ سکتا ایسی نوکری میں اپنے پیر دیاں جُتیاں تو واردیاں گا۔میں تے

چلے جانا ہے چھٹی دینی ہے یا نہیں دینی آپ کی اور ڈاکٹر کی مرضی۔ اُس کو بتا دو جا کے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو جا کر بتا دیا کہ جناب وہ عرس شریف کے علاوہ کوئی وجہ نہیں لکھنا چاہتا اور کہتا ہے میں نے بغیر چھٹی کے ہی چلے جانا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے اُس کو کہو نوکری سے استعفیٰ دے دے اور چلا جائے۔ جب یہ باتیں میں نے شاہ صاحب کو بتائیں تو انہوں نے غصے سے کہا سو دفعہ استعفیٰ دونگا۔ اپنی نوکری اپنے پاس رکھو میں کل چلا جاؤں گا۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کو جا کر بتایا کہ رفاقت نے استعفیٰ دے دیا ہے اور وہ چلا جائے گا۔ مہربانی کریں اور اُس کو 2 دِن کی چھٹی دے دیں۔ پہلے ہی بڑی مشکل سے ایک اچھا بندہ ملا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مان گئے اور شاہ صاحب عرس شریف پر چلے گئے۔

پہلی بار شاہ صاحب کی ملاقات میرے پیر سیّد رفیق شاہ صاحب چشتی سے ہوئی تو رات کو پیر صاحب کہنے لگے وارث بیٹا یہ رفاقت شاہ تمہیں مجھ سے چھین کر لے جائے گا۔ میں نے کہا حضور کیوں؟ کہنے لگے شاید اللہ کی مرضی ایسے ہی ہے۔ نہیں جناب یہ ناممکن ہے مگر وہ ہوا جسکا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

شاہ صاحب کی محبت اور دل جوئی اور شفقت اتنی ہوگئی کہ ایک دن میں اور میری بیوی منگانی شریف کے سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ جھنگ شریف قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری کا شرف حاصل ہوا تو دُنیا ہی بدل گئی (وہ ایک الگ موضوع ہے)۔ جنوری 1988ء کو میں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں آ گیا اسلام آباد راولپنڈی میں ہم میاں بیوی پہلے حضور سائیں پاک رحمۃ اللہ علیہ کے غلام بنے تھے۔

چشتی سے قادری بنانے میں سارا کمال شاہ صاحب کا یہ صرف اُنکی بے پناہ شفقت اور خصوصی مہربانیوں کا صلہ ہے کہ میرا تقریباً سارا خاندان بمعہ سسرال والوں کے حضور سائیں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا غلام ہے۔

مرشدِ کامل کے غلاموں سے محبت کرنا بھی کوئی اُن سے سیکھے۔ پیر کے غلام تو غلام عام شخص بھی ملتا ہے تو گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اُسکی مثال خود حافظ افتخار قادری صاحب آپ ہیں۔ ڈسپنسری میں مرہم پٹی کروانے والا آدمی ساری زندگی دوسرے ملازم کے پاس نہیں جاتا۔ بچے کہتے ہیں کہ انکل شاہ صاحب سے ٹیکہ لگوائیں گے کیونکہ درد نہیں ہوتا۔

میں جہلم کے پاس فیلڈ میں تھا کہ میرا ایک بہت اچھا روحانی دوست ایک دن کہنے لگا جناب دُعا فرمائیں اللہ مجھے بیٹا عطا کر دے۔اُس وقت اُس کی عمر 56 سال تھی ۔میں نے کہا مجھے اپنی اوقات کا پتہ ہے ۔لہٰذا کسی اور در پر جاؤ۔قادریوں کے دَر کا تو کتا بھی مان نہیں پھر یہ کنجوسی ۔میں نے کہا میرے شاہ صاحب ہیں اُن سے گزارش کروں گا۔مان گیا لیکن کہنے لگا دیکھوں گا۔

ایک دن سیر کے دوران کہنے لگا جناب آپ کے مرشد کریم کا کیا نام ہے۔میں نے نام بتایا تو کہنے لگا آپ کو اُس مرشد کریم کی قسم صرف یہ کہہ دو کہ اللہ اِس کو بیٹے سے نواز دے۔میں نے دوست کا دِل رکھنے کیلئے کہہ دیا کہ اللہ اس کو خوبصورت اور خوب سیرت بیٹے سے نواز دے۔

اگلے دِن جہلم سے راولپنڈی شاہ صاحب کو ملنے مکان نمبر DK-725 پر گیا۔گھنٹی بجائی تو شاہ صاحب اندر سے کہنے لگے تمہیں نوکری کے لیے جہلم بھیجا ہے لوگوں کو بیٹے دینے کے لیے نہیں ۔شرم کرو۔کہنے لگے اُس کو بیٹا تو مل جائے گا بیوی کا پتہ نہیں۔اللہ نے اُسے بیٹے سے نوازا اور بیوی فوت ہو گئی۔آج وہ لڑکا 22,23 سال کا ہے۔

حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف والوں کا مرید میرا دوست تھا۔درودِ تاج کا عامل تھا۔ درود پڑھتے نظروں سے اوجھل ہو جاتا تھا۔مگر اولاد سے محروم تھا۔60 سال کی عمر میں ایک دن میرے دفتر آیا اور کہنے لگا جناب اولاد کی خواہش ہے۔میں نے کہا وہ ساتھ والے کمرے میں میرے پیر رفاقت شاہ بیٹھے ہیں۔اُن سے جا کر گزارش کرو۔وہ گیا اور سوال کیا۔کہنے لگے کس نے بھیجا ہے۔وارث قادری نے اُس نے کہا۔بولے وہ بیوقوف ہے۔60 سال کی عمر میں اولاد پیدا نہیں ہوتی میڈیکل سائنس کہتی ہے۔وہ بُرا سا منہ بنا کر واپس میرے پاس آیا۔کہنے لگا شاہ صاحب کہتے ہیں کچھ نہیں ہو سکتا۔میں نے کہا دُرویش بنے پھرتے ہو مانگنے کا طریقہ نہیں آتا۔آؤ میرے پیچھے۔شاہ صاحب کے کمرے کا دروازہ کھول کر ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔جناب ہنسے اور کہنے لگے خیر ہے؟ میں نے کہا ایک سوال ہے۔پوچھو جناب نے کہا۔میں نے کہا آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوالی کو خالی جھولی واپس کیا ہے؟ نہیں آپ نے کہا۔تو میں نے کہا سوالی میں لے کر آیا ہوں۔خالی نہیں جانا چاہیے۔

حافظ صاحب! شاہ صاحب کا جو رنگ میں نے دیکھا وہ کسی نے نہ دیکھا ہو گا۔کہنے لگے

بھائی اندر آ جاؤ۔ سوالی سے کہا چند دن بعد آنا۔ وہ آیا تو اُس کو پانی کی بوتل عطا کی اور کہا میاں بیوی نماز کے بعد پیا کرو۔ اللہ اور میرا سائیں بیٹا دے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ پیدا ہونے تک کسی کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔ وہ میرا دوست بولا جناب ٹھیک ہے۔ میں بولنے لگا تو جناب نے منع فرما دیا۔ ایک ماہ بعد مائی صاحبہ حاملہ ہوگئیں۔ جب حمل تین ماہ کا ہوا تو خوشی سے اپنے کسی عزیز کو بتا بیٹھیں۔ شرط ٹوٹ گئی اور بچہ ضائع ہوگیا۔ دوست بہت پریشان ہوا۔ مجھے ملا اور رونے لگا۔ اور کہنے لگا میری بیوی سے غلطی ہوگئی ہے دوبارہ مہربانی کریں۔ میں نے کہا مولوی نکلے ہو۔ اگر دُرویش ہوتے تو کہتے جناب سارے جہان کو بتاؤں گا تو پھر کچھ نہ ہوتا۔ اب جاؤ

میری بیوی زچگی کے سلسلے میں ہسپتال داخل تھی۔ رات ایک بجے میں اور میری بہن باہر لان میں پریشان بیٹھے تھے کہ شاہ صاحب گل رعنا ہسپتال جو کہ چاندنی چوک کے پاس تھا رات سوا ایک بجے پہنچے۔ میں دیکھ کر حیران ہوا تو کہنے لگے جناب اللہ نے ہمیں ایک بھانجا رات دو بجے عطا کرنا ہے۔ اُس کی پیشگی مبارک باد دینے آیا ہوں۔ اس لیے بیٹا مبارک ہو۔ میں نے خوش ہو کر کہا جناب خیر مبارک۔ پھر مالکِ کریم نے ٹھیک رات 2 بجے ہم کو بیٹا عطا کیا جو اب میٹرک میں پڑھتا ہے۔

جناب کے کشف کا یہ ادنیٰ سا کمال ہے۔ اب کے حالات دیکھ کر صرف یہ ہی کہہ سکتا ہوں

ہجوم کیوں زیادہ ہے مے خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مردِ خلیق

والسلام

وارث علی قادری

متحرک و فعال شخصیت

کسی عام شخص کے بارے میں کچھ لکھنا آسان کام نہیں ہوتا تو جناب سید رفاقت علی شاہ قادری جیسی عظیم شخصیت کے متعلق کچھ لکھنا نہایت مشکل اور کٹھن کام ہے کیونکہ قدم قدم پر بے ادبی کا شائبہ ہوتا ہے۔

حضور قبلہ و کعبہ جناب پیر محمد مظہر حسین صاحب کے حکم سے انکار کی جرأت نہ پا کر چند سطور لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ خاص ہیں۔ آستانہ عالیہ سے الفت، محبت و عقیدت آپ کی رگوں میں بسی ہوئی ہے۔ بندہ جب ابتداء میں عرس کے موقع پر دربار شریف پر حاضر ہوتا تو انتظام و انصرام کے حوالے سے آپ کی شخصیت کو بے حد متحرک و فعال دیکھا۔

پیرانِ عظام کی خدمت، لنگر خانے کا انتظام، مہمانوں کی خاطر تواضع، رسالہ آئینہ کرم کی ترتیب و تنظیم، قادریہ آرگنائزیشن کے ممبران کی رہنمائی غرض ہر مقام پر آپ کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آستانہ پاک کے تمام امور و فرائض انہیں کے ذمہ ہیں اور وہ اپنی ذمہ داری بطریقِ احسن نبھا رہے ہیں۔

آپ کے طریق عبادت و ریاضت سے متعلق حضور قبلہ پیر محمد طاہر حسین صاحب سے بات ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر سید رفاقت علی شاہ گوشۂ عبادت سے باہر مسجد میں باقاعدہ آنا جانا رکھے تو ایک روز پورا اسلام آباد اِس کا مرید ہو جائے۔ مزید فرمایا انہیں مریدوں کے ساتھ بے حد ہمدردی ہے۔ کوئی مرید پریشانی یا کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو جب تک تکلیف دور نہ ہو جائے انہیں چین نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان بزرگ ہستیوں کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مشتاق احمد قادری

شورکوٹ

محترمی مکرمی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

سب سے پہلے میں آپ کو قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کے دورہ ایران اور مختصر سوانح حیات قلمبند کرنے کی کاوش پر مبارکباد دیتا ہوں اور دلی مسرت ہے کہ کسی شخص کی زندگی میں بھی اس کی خدمات اور محبتوں کا اعتراف کیا جارہا ہے۔ میں قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کے بارے اپنے مشاہدات اور تاثرات قلمبند کرنے کی کوشش کروں گا۔

آستانہ عالیہ منگانی شریف پر میرا آنا جانا تو بچپن ہی سے ہے۔اس وقت سے قبلہ شاہ صاحب کو دیکھتے آرہے ہیں لیکن 1996 ء میں جب میں مرید ہوا تو دربار شریف پر کثرت سے آنا جانا شروع ہوگیا۔ خاص طور پر عرس پاک کی محافل میں تو آج تک غیر حاضری نہیں ہوئی۔ تو اس پندرہ سالہ عرصہ میں دربار شریف کے ہر کام میں قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کو صف اول میں نمایاں حیثیت سے ہی دیکھا ہے۔ دربار شریف پر جاتا تو عرس کے موقع پر شاہ صاحب کو دیکھتا تو پاؤں میں جوتا نہیں اور کبھی لنگر، کبھی محفل کے انتظامات میں بھاگ دوڑ کرتے نظر آتے ہیں تو میرا دل کہا کرتا کہ خلیفہ تو ایسا ہونا چاہیے جو اپنے پیر کے آستانہ پر اپنی ذات اور پیری کو بھول جائے اور اپنے پیر کا خادم و غلام نظر آئے اور جسے اس دی ہوئی نعمت کی پہچان و قدر ہو۔

قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کی اپنے پیر و مرشد کے آستانہ سے محبت و عقیدت صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور کی یاد دلاتی ہے۔ آپ کی خدمات بے مثال ہیں جن کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ میں یہ برملا کہوں گا کہ میرے اندر اور میرے جیسے کئی اور نوجوان پیر بھائیوں میں پیر خانہ سے محبت اور خدمت کا شوق اور جذبہ قبلہ شاہ صاحب کی خدمات اور عقیدت و محبت دیکھ کر ہی پیدا ہوا ہے۔ میں اکثر اپنے عشق و محبت اور راہنمائی کے لئے راولپنڈی شاہ صاحب کی خدمت میں ماہانہ گیارہویں شریف کی محفل میں حاضر ہوتا رہا ہوں۔ وہاں بھی انہیں اپنے پیر و مرشد اور آستانہ کی بڑے ذوق و شوق سے ترویج و تبلیغ کرتے دیکھا ہے۔ محافل کا انتظام و اہتمام کرنے میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ تاریخی سیمینار حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی کا طرۂ امتیاز ہے۔اس کا انعقاد بڑے شاندار انداز میں انہوں نے کیا ہے۔

کسی اور کو آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ قادریہ آرگنائزیشن کے قیام و انتظام میں بھی ان کا کردار بھلایا نہیں جا سکتا۔ قادریہ آرگنائزیشن کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتب اور رسائل کا اندرون اور بیرون ملک بڑی بڑی ادبی شخصیات اور لائبریریوں تک پہنچانے کا سہرہ بھی انہی کے سر ہے
۔

پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب نے جس طرح آستانہ عالیہ منگانی شریف کو ملک کے کونہ کونہ میں سفیر بن کر متعارف کروایا ہے اس کی کوئی اور مثال نہیں دی جا سکتی۔ شاہ صاحب حقیقی معنوں میں دربارِ عالیہ کے ترجمان کی حیثیت سے نمائندگی کر رہے ہیں۔ اور میرے خیال میں ہر پیر بھائی کو اس عمل کی تقلید کرنی چاہیے۔

سید رفاقت علی شاہ صاحب مال، اولاد، جان سب کچھ اپنے پیر و مرشد کے نام پر بڑی دریا دلی اور فیاضی سے خرچ کرتے ہیں۔ پیر بھائیوں سے بھی بڑی سخاوت سے برتاؤ کرتے ہیں۔ ہر ایک کی غمی خوشی اور محافل میں شرکت فرماتے ہیں۔ انتہا درجے کے مہمان نواز ہیں۔ سید کی دہلیز پر لنگر غوثیہ جاری رہتا ہے۔ کوئی پیر بھائی کسی کام سے راولپنڈی جائے تو اس کی ہر ممکنہ مدد کرتے ہیں۔ کسی کو بھی خدمت کیے بغیر جانے نہیں دیتے بلکہ کوئی پیر بھائی راولپنڈی جائے اور کہیں اور رہے تو محبت میں ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان کی اپنے پیر خانہ سے ہی محبت ہے۔

میں اگر مختصر سے مختصر جملے میں اگر ان کے لئے کہوں تو یہ کہ آستانہ کیلئے ان جیسی شخصیت بے مثال اور خدمات لازوال ہیں۔ بقول حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ساجد امتیاز قادری

سگ دربارِ منگانی شریف

پُر وقار شخصیت

جناب رفاقت علی شاہ قادری کا تعلق ''سید'' گھرانے سے ہے۔ ابتداء سے ہی ان کا اٹھنا بیٹھنا اور محفل بزرگوں کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ بالخصوص میرے والدِ گرامی اور حافظ محمد شریف کے ساتھ بہت انس اور لگاؤ تھا۔ زیادہ تر وقت ان کے ساتھ گزارتے۔ میری والدہ ماجدہ قبلہ شاہ جی کی بہت عزت واحترام کرتی تھیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میری والدہ درویش صفت تھیں اور ان کو شاہ جی لڑکپن میں ہی '' آج'' کے پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کی جھلک نظر آتی تھی۔

میں چکوال کالج میں پڑھتا تھا اور اکثر چھٹیوں میں اپنے گھر چک نمبر 14 جنوبی (لوکڑی) آتا تھا۔ شاہ جی میرے پاس انگریزی اور فارسی پڑھا کرتے تھے۔ آج میں بالکل کورا اور شاہ جی اپنے باطن میں اسلامی کتب کی ایک لائبریری سموئے بیٹھے ہیں۔ شاہ جی کو جوانعمری میں وجدانی کیفیت اور بے پناہ استغراق میں دیکھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ جناب رفاقت شاہ صاحب دنیاوی معاملات کو پسِ پشت ڈال کر اپنے مرشد تاجدارِ منگانی شریف حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں مرشد خانہ کے ہو کر رہ گئے۔ اور زیادہ تر وقت پیر ومرشد کی خدمت اور قربت میں گزرتا۔

مرشد کی نظرِ سوّی ہوئی۔ شاہ جی کو OGDCL میں نوکری دی۔ اور راولپنڈی / اسلام آباد میں بطور خلیفہ مقرر فرمادیا۔ اس دوران مجھ خاکسار کو بھی قبلہ پیر رفاقت شاہ صاحب نے اس قابل سمجھا اور خدمت کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اپنے پیر خانے سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ اپنی سروس کو بالکل ترجیح نہیں دی۔ جب بھی جی چاہا یا مرشد خانے سے بلاوا آتا بلا تاخیر مرشد خانے حاضر ہو جاتے۔

خلافت عطا ہوتے ہی راولپنڈی / اسلام آباد میں مریدین اور حلقۂ احباب میں کثیر التعداد اضافہ ہوا اور اب کافی عرصہ سے ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم پاک محفل سماع، نعت خوانی اور لنگر پاک کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ چکوال کے مختلف گاؤں سے اور راولپنڈی / اسلام آباد سے مریدین جوق در جوق گیارہویں شریف کے ختمِ پاک میں شرکت کرتے ہیں۔ یہ سب پیر محمد کرم حسین رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ کرم کا کمال اور عطا ہے۔

قبلہ شاہ جی نے مجھے اور میرے اہلِ خانہ کو اعلیٰ حضرت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری کے دستِ

مبارک پر بیعت کرائی۔ اپنے مرشد کی اک ''ادائے شفقتانہ'' کو دل کے آئینہ میں محفوظ کرلیا۔ ''جب بھی
گردن جھکائی دیکھ لی تصویرِ یار''

رفاقت پیر کے گھر میں (سکستھ روڈ راولپنڈی) ایک سائیں جی نے ڈیرہ جمایا ہوا ہے اور ان سائیں جی کے دم قدم اور صدقہ سے ہی رفاقت ''قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ قادری'' بنے۔ یہ سائیں جی اُن کی والدہ ماجدہ ہیں۔ شاہ جی جس وقت گھر تشریف لاتے ہیں تو سب سے پہلے بڑے پیار بھرے لہجہ اور انداز میں کہتے ہیں'' سائیں جی کی حال اے''۔ سائیں جی کی ٹھنڈی چھاؤں ہمیشہ قائم و دائم رہے۔

1988ء کا واقعہ ہے میرا بیٹا ناصر امین شدید بیمار ہوگیا۔ ملٹری ہسپتال راولپنڈی داخل تھا اور بیماری کی آخری سٹیج پر تھا۔ شاہ جی نے رات بھر مراقبہ کیا اور دعا فرمائی۔ اگلے دن ہسپتال گئے دیکھا تو بچہ بہت حد تک صحت یاب ہو گیا تھا۔

میرے بڑے بیٹے کی اولاد کیلئے شاہ صاحب نے دعا فرمائی اور تعویذ دیا۔ خداوند کریم نے بیٹا عطا فرمایا۔ کچھ بیمار رہا اب صحت یاب ہو گیا ہے۔ اس کا نام بھی شاہ جی نے (محمد غوث) رکھا۔

الغرض میری زندگی کا بیشتر حصہ قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ قادری کی رفاقت میں گزرا۔ یہ ان کی عنایت اور اعلیٰ ظرفی ہے۔ قبلہ شاہ جی ملنسار، شفیق، رحمدل، غمگسار، پارسا، اچھے مسلک کے راہبر اور ایک مضبوط اور پُر وقار شخصیت کے مالک ہیں۔

" As I know " Peer Rafaqat Qadri " , God gifted Him precision of Intellect, fairness of outlook, incorruptible character and a strong charming Personality. "ALLAH" Almighty give him the eye gifted with vision and the Craze of His love in his head. He is great Preacher of His " SILSILA-E-QADRIA "

طالبِ نظرِ کرم و مظہر

محمد امین

چکلالہ راولپنڈی

قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب

مورخہ 25 ستمبر 2011ء کا سر بمہر حکم نامہ از قبلہ و کعبہ حضور سائیں پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ دربارِ کرمیہ منگانی شریف موصول ہوا۔ میں قبلہ حافظ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری بخشش کا سامان بہم پہنچایا جو ہمارے لیے بطور سند کام آئیگا اور توشۂ آخرت کا سہارا بنے گا۔ یہ کیا کم ہے کہ یار کا نامہ میرے نام آیا ہے۔

مزید برآں اِس ذرہ نوازی کا بھی شکریہ کہ انہوں نے اپنی جہت کی دنیا میں ہمیں بھی شامل کر کے کشادہ دلی کا ثبوت فراہم کیا ہے ورنہ اپنی کاوشوں میں دوسروں کو حصہ دار بنانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ ان کی دریا دلی ہے کہ محبت کا دستر خوان بچھا کر ہر ایک کو شمولیت کی دعوت دے رہے ہیں۔

مجھے اپنی کم مائیگی کے احساس نے اِس بیش بہا خزانے سے محروم کر دینا تھا اگر حافظ صاحب اس بند دریچے کو نہ کھولتے۔ لہٰذا ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ ہم نے اپنے تاثرات کے حوالہ سے جو پیش رفت کرنی تھی۔ انہوں نے خود ہی تاجدارِ منگانی شریف کے محبوب و نازنین خادم کے القاب سے ملقب کر کے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

اب میں کیا اور میری حیثیت کیا کہ میں قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کے بارے میں اپنے تاثرات ضبطِ تحریر میں لاؤں۔ ان کی نسبت بامِ عروج کو چھو رہی ہے۔ حسنی حسینی کاظمی سید ہیں اور طرۂ امتیاز کہ قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض یافتہ۔ پھر نہ لکھنے کی صلاحیت، ہم ٹھہرے بالکل دنیا دار۔ نہ وہ آنکھ، نا شعور کہ اس میدان میں طبع آزمائی کریں بس گاہکوں میں نام لکھوانے والی بات ہے۔

بہر حال میری ان سے ملاقات ورکنگ ریلیشن کے حساب سے تھی۔ ہمارا ایک ہی محکمہ ہے۔ ان کی محبت کہ دُنیاوی رشتہ، روحانی رشتہ میں عود آیا۔ اس طرح ہر دن ہمیں ایک دوسرے کے قریب کرتا گیا۔

قبلہ شاہ صاحب کی صحبت بہت کہنہ مشق اور دور اندیش درویشوں (ڈاکٹر علی محمد سندھی، میاں غلام علی) سے رہی۔ اسی وجہ سے وہی اقدار ان کی طبیعت میں رَچ بَس گئی ہیں۔ ان اقدار کی ہر سانس لاج رکھنا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔

فدائی قسم کا وژن ہے اپنا من، تن اور دھن سب کچھ مرشد کے نام پر فدا ہے۔ دُنیائے تصوف

میں جس طرح حضرت ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ، بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی فلاسفی اور میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کو ایک جداگانہ حیثیت حاصل ہے ۔ اسی طرح قبلہ شاہ صاحب کا عقیدہ حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں سے جداگانہ ہے۔ آپ نے اپنے عقیدہ کی بنیاد بڑے ٹھوس اصولوں پر استوار کی ہے اور اس پر استقامت ہر مرید پر عیاں ہے۔

دربار شریف کے حوالہ سے آپ کی خدمات ہر خاص و عام کی زبان پر زدِ عام ہیں۔ لنگر خانہ ہو یا محفل خانہ، خطابت کے یا نعت خوانی کے انتظامات، سفر ہو یا حضر ہر جگہ نمایاں نظر دکھائی دیں گے۔

حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے راولپنڈی میں سیمینار کا انعقاد ہوا تو اس کے جملہ انتظامات کے روحِ رواں آپ ہی تھے۔ جس کی دربار شریف کی طرف سے بہت پذیرائی ہوئی۔

قادریہ آرگنائزیشن کے قیام و انتظام جب سے سنبھالے ہیں بڑی ٹھوس بنیادوں پر اس کی نشو و نما کر رہے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ کما حقہ اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل ہو۔ آستانہ عالیہ منگانی شریف کی تمام تر نشر و اشاعت کا سہرہ بھی اسی تنظیم کے سر پر ہے۔

راولپنڈی میں ماہانہ محفل پاک کا اہتمام، گرد و نواح کے پیر بھائیوں کیلئے خاص طور پر اور باقی اہلِ ذوق کیلئے عمومی طور پر موجودہ مادی اور افراتفری کے دور میں سکونِ قلب کا سامان مہیا کر رہا ہے۔ محافل میں ذوق شوق اور مرشد خانہ سے محبتِ والہانہ، آدابِ محفل کا خاصہ ہے۔ محافل کی جاذبیت اور نکھار کا فن آپ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ جس میں کسی کو بھی عمل دخل کی جرأت نہیں ہے۔

پیر بھائیوں کیلئے ہر دکھ درد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا فرضِ عین سمجھتے ہیں۔ مزید علم کا قطرہ جہاں کہیں نظر آئے، پانے کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اشاعتِ دین میں کوشاں رہنا ان کا مشغلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے ان کی عمر میں ،ان کی صحت میں برکت عطا فرمائے۔ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے تا کہ وہ مرشد پاک کے فیض کو چار چاند لگا سکیں جو ان کی زندگی کا مشن ہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

چوہدری اللہ رکھا

ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی

محترم مکرم محبان مصطفیٰ و مرتضیٰ جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم!

جناب آپ کا حکم نامہ وصول ہوا جس میں آپ نے حکم دیا کہ قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کے بارے میں کچھ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

کافی دن سوچ رہا تھا کہ قبلہ شاہ صاحب کے بارے میں کیسے لب کشائی کروں۔ پھر میرے ذہن میں ایک نقطہ آیا کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مرکز و محور ہوتا ہے، چاہے وہ لوہے کی مشینری ہو یا پھر انسانی مشینری۔ لہٰذا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے محاورے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ عرض گزار ہوں کہ شاہ صاحب کے بارے میں اس سے بڑھ کر میرے پاس کوئی الفاظ نہیں کہ آپ کو ایسی ہستی کی نسبت نصیب ہوئی ہے جس ہستی پر ساری کائنات فخر کرتی ہے۔

میری مراد حضور غریب نواز حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے جو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے اور مولیٰ علی علیہ السلام و امام حسن و حسین اور غازی عباس علمدار علیہ السلام کے پیارے ہیں اور جناب سید سردار علی شاہ بخاری قادری رحمۃ اللہ علیہ اور جناب حافظ گل محمد قطبی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہیں۔ اس عظیم ہستی کے شاہ صاحب مرید بھی ہیں اور خلیفہ مجاز بھی۔

اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو صحت یابی عطا فرمائے اور شاہ صاحب کا فیض تا قیامت اپنے عقیدت مندوں اور مریدین پر قائم و دائم فرمائے۔

آپ کی دعاؤں کا طلب گار

سید ابرار حسین شاہ بخاری قادری

خطیب جامع مسجد میجر محمد آذان سروس روڈ، راولپنڈی

مہربانیاں اور نوازشیں

بندۂ حقیر پُر تقصیر کی ملاقات غالباً 1998ء کے شروع میں قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ سے ہوئی۔ اُس دوران بندہ جامع مسجد میجر محمد آذان میں بطور نائب ڈیوٹی انجام دے رہا تھا۔ اُس ڈیوٹی کے دوران قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کے صاحبزادے بھی مسجد میں آیا کرتے تھے۔ اسی دوران مجھے اور ابرار شاہ صاحب کو گیارہویں شریف کے پروگرام کی دعوت ملی اور ہم نے باقاعدگی کے ساتھ پروگرام پہ جانا شروع کر دیا۔ اسی دوران ابرار شاہ صاحب نے قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کی وساطت سے حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین دربارِ عالیہ منگانی شریف کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اُس کے بعد فاصلے مٹتے گئے اور بندہ قریب سے قریب تر ہوتا گیا۔ قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب نے اپنے پاس رکھ کر میری تربیت کی اور مجھے اپنے صاحبزادوں سے زیادہ پیار کیا۔ بندہ تو بالکل ناکارہ تھا اور وہ کچھ سکھا دیا جو بندہ نہیں جانتا تھا۔ ادب، اخلاص، محبت، عجز و انکساری کا درس بندہ نے پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب سے سیکھا ہے۔ اپنے مرشد کریم کی بارگاہ کا ادب، اُن کی مجلس میں بیٹھنا سب کچھ انہی کا پڑھایا ہوا درس ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب لیاقت بٹ کی دوکان پر تشریف فرما تھے کہ میں بندہ اُس دن تھوڑا پریشان تھا۔ تو قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ بیٹا ہمارے ہوتے ہوئے پریشان نہ ہوا کرو۔ ہم آپ کے والدین ہیں اور آپ کے ناز نخرے ہمارے ساتھ ہیں۔ اتنی بندہ ناچیز کے ساتھ محبت اور شفقت فرماتے کہ جس دن بندہ جناب کے گھر حاضر نہ ہوتا تو خود پوچھنے آجاتے اور فرماتے چلو گھر تو بندہ بھی جناب کا حکم سمجھ کر چل پڑتا۔ اور اکثر و بیشتر ایسے ہوتا کہ حضور خود صبح جگانے مسجد میں تشریف لے آتے۔ اور اب تک بندہ کے اوپر قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کی بہت زیادہ مہربانیاں اور نوازشیں ہیں۔

بندہ نے جو کچھ بھی لکھا ہے نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے ورنہ اُن کی ادائیں، اُن کی نوازشیں اور جو اُن کے ساتھ وقت گزرا وہ لکھنے کیلئے بہت زیادہ وقت درکار ہے۔

بندۂ حقیر پُر تقصیر حافظ محمد رازق قادری

سرشاریٔ رُوح

ہمارے علاقے میں درباروں پر جانے کا بہت شوق ہے لیکن لوگ بس درباروں تک ہی محدود رہتے ہیں۔ نہ تو کبھی صاحبِ دربار کے بارے میں کچھ جاننے کی کوشش کی اور نہ کبھی صاحبِ دربار کے لواحقین کے بارے میں کچھ جانا۔ میں بھی یہ سب کچھ دیکھتا رہتا اور سوچتا رہتا کہ کاش کوئی ایسی کامل ہستی مل جائے جو معرفت کی اس گتھی کو سلجھا سکے۔ بالآخر میری آرزو پوری ہوگئی۔ ہمارے گاؤں کی مسجد میں حافظ اکرام صاحب امام مسجد تھے۔ ایک دن میں نمازِ عشاء پڑھنے مسجد میں گیا تو حافظ صاحب کہنے لگے بھائی میں نے آج ایک عجیب ہستی دیکھی ہے۔ جن کی زیارت سے میرے اندر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہے۔ میں نے پوچھا حافظ صاحب وہ کونسی ہستی ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کل کھودے میں آپ خود چل کر اپنی آنکھوں سے اس ہستی کو دیکھ اور مل لینا۔ دوسرے دن صبح میں اور کزن محمود الحسن کھودے شریف پہنچ گئے۔ وہاں پیر طریقت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری اور پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری کے ساتھ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب تشریف فرما تھے۔ ہم دونوں پیر محمد مظہر حسین صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب نے ہمیں وظیفہ بتایا۔ آپ نے پاس انفاس نفی اثبات کا سبق پڑھایا اور میری روح ایسی سرشار ہوئی کہ وہ کیفیت آج بھی طاری ہے۔ پیر سید رفاقت علی شاہ جب میرے گاؤں پہلی بار تشریف لائے تو بہت سے لوگ آپ کے رُخِ انور کی تاب نہ لا سکے اور آج آپ کے مریدوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ بیعت تو میں پیر محمد مظہر حسین صاحب کے دستِ راست پر ہوں لیکن جھنگ دور ہونے کی وجہ سے سال میں ایک آدھ بار ہی جانے کا موقع ملتا ہے لیکن ہر مہینے راولپنڈی پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کے ہاں ختم شریف پر حاضری ضرور دیتا ہوں اور جس روشنی کی تلاش مجھے منگانی شریف جھنگ لے گئی تھی اس کی پُرنور کرنیں آپ کی ذاتِ بالا صفات میں موجود ہیں اور معرفت کے ہزاروں پیاسے اپنی پیاس بجھاتے ہیں اور مجھے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت ہوں یا پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری کے ہاتھ پر۔ آج میرے ہر پیر بھائی کا دعویٰ ہے کہ سائیں حضور جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں کسی اور سے نہیں۔ یہ سب میرے حضور کی کمال شفقت ہے۔

تصدق عباس، چکوال

میں سلسلہ قادریہ کا ایک ادنیٰ غلام ہوتے ہوئے کسی طرح بھی اس طاقت اور ہمت کا مالک نہیں ہوں کہ جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کی شان اور عظمت میں بیان کرسکوں۔ تاہم دِل کے ہاتھوں مجبور ہوکر اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ اُن کی شان میں چند الفاظ یوں تحریر کرتا ہوں کہ

میری شادی کے بعد میرے چار بچے یکے بعد دیگرے فوت ہوتے رہے۔ چوتھے بچے کی وفات سے پہلے میں صوبیدار خالد صاحب کے ساتھ ای ایم ای کالج راولپنڈی میں کورس کر رہا تھا۔ خالد صاحب کے ساتھ پہلے سے جان پہچان اور کلاس فیلو کی حیثیت سے ہم اکٹھے ہی اپنی فیمیلیز کے ساتھ رہ رہے تھے۔ اِسی دوران شاہ صاحب کے آستانے پر ماہانہ ختم شریف پر جانے کا شرف حاصل ہوا۔

وہاں کے رُوح پرور مناظر اور شاہ صاحب کی محبت اور شفقت سے مجھے ایسے لگا جیسے میرے دکھوں اور پریشانیوں کے مداوے کیلئے کوئی چیز مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ اِس کے بعد میں جیسے جیسے اپنی حاضری بڑھاتا گیا تڑپ اور بڑھتی گئی۔ کسی صاحبِ نظر کا مرید نہ ہونے کی وجہ سے دِل میں بیعت اور اِس کی اہمیت کا احساس پیدا ہونے لگا۔ کچھ عرصہ سوچ وچار کے بعد بھائی خالد صاحب کی وساطت سے شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا اظہار کیا۔ لیکن خاموشی جواب ملا۔ حتیٰ کہ بار بار کے اظہار پر جواب ملا کہ آپ کے پیار کو دیکھتے ہوئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کا ہاتھ بڑی سرکار کے ہاتھ میں دیکر آپ کو اپنا پیر بھائی بناؤں۔

آخر کار شاہ صاحب نے بڑی سرکار کے آنے پر ماہانہ ختم شریف کے دوران میرا ہاتھ پکڑ کر بڑی سرکار جناب قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری صاحب کے ہاتھ میں دیتے ہوئے مجھے اپنے پیر بھائی ہونے کا اعزاز بخشا۔ اِس طرح قادری سلسلہ سے ایک عظیم رشتہ منسلک ہوگیا۔

ایک دفعہ شاہ صاحب کی محفل میں بیٹھے تھے کہ میرے بچوں کی وفات کا ذکر ہوا۔ جس پر شاہ صاحب نے مجھے سینے سے لگاتے ہوئے فرمایا کہ خالد میاں اب پریشان نہ ہوں۔ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کرم کریں گے اور آپ کو اولادِ نرینہ سے نوازیں گے۔ الحمدللہ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بالترتیب دو بچوں کے بعد ایک بچی اور اُس کے بعد ایک خوبصورت بچے سے نوازا جسے میں اللہ تعالیٰ کے

بعد جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ اور قبلہ جناب شاہ صاحب کی طرف سے یہ ایک تحفہ اور نذرانہ سمجھتا ہوں۔

میری اہلیہ ایک مذہبی عورت ہوتے ہوئے شاہ صاحب کے ساتھ میرے اِس رشتے اور اُن کے شام سویرے کے تذکرے سن کر پیچھے نہ رہ سکیں اور شاہ صاحب اور اُن کے اہل خانہ سے ملنے کا اصرار کرنے لگیں۔ اس طرح درِ اقدس پر وہ بھی میرے ساتھ آنے جانے لگیں اور میری طرح اُن کی بھی اِس عظیم گھرانے سے ایک والہانہ نسبت بنتی گئی حتیٰ کہ اُن کے سلسلہ سے محبت اور عقیدت اِس قدر بڑھ گئی کہ اُنھوں نے جناب قبلہ شاہ صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت ہونے کا اصرار شروع کر دیا۔ جس پر قبلہ شاہ صاحب نے اُن کی سلسلہ قادریہ سے اِس قدر عقیدت اور محبت کو دیکھتے ہوئے اپنے دست مبارک پر بیعت کا شرف بخشا۔

شاہ صاحب کے نظرِ کرم سے سلسلہ قادریہ سے منسلک ہو کر میری ذات میں ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھتے ہوئے میرے بہت سے رشتہ داروں نے شاہ صاحب کی زیارت کا اصرار شروع کر دیا۔ جس پر میں نے خالد صاحب سے مشورہ کر کے شاہ صاحب کو دعوت کا پیغام دیا جسے شاہ صاحب نے قبول فرماتے ہوئے 4 ستمبر 2011ء کو جناب افتخار احمد حافظ صاحب کے ہمراہ میرے غریب خانے پر اپنے قدم مبارک رکھتے ہوئے مجھے دلی اور روحانی تسکین سے نوازا اور میرے زیارت کیلئے آنے والے رشتہ داروں کو شرفِ زیارت سے نوازا۔ جس میں سے اکثر شاہ صاحب کی ذات اور صفات سے متاثر ہو کر اُن کے ہاتھ پر بیعت کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں۔

اِس سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کیا سعادت اور انعام ہو سکتا ہے کہ جناب قبلہ شاہ صاحب نے ہمیں اِس طرح زمانے کی تاریکیوں سے نکال کر رُشد و ہدایت کے راستے پر گامزن فرمایا۔ میری اللہ رب العزت سے درخواست اور دعا ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے جناب قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کا سایہ اور دستِ شفقت ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم اور دائم رکھے۔ آمین

صوبیدار خالد پرویز

گجرات

محترمی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میرے پیرومرشد حضرت سید رفاقت علی شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں میں سے ہیں جنہیں خرقۂ خلافت عطا کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب ماشاء اللہ حسین وجمیل، قدآور اور پُرکشش شخصیت کے مالک ہیں۔

آپ اپنے مریدین اور متوسلین کیلئے حقیقی سہارا، مشعل راہ، آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین ہیں۔ حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کا وجودِ مسعود مریدین، ارادت منداں کیلئے کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ آپ اپنی نگاہِ ناز سے زنگ آلود دلوں کو تزکیہ فرما کر ان میں توحید کی شمع روشن فرما رہے ہیں۔ شاہ صاحب کی اپنے مریدین سے محبت وخلوص کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

آپ اپنے ہر مرید کیلئے ہمہ وقت سراپا محبت وشفقت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وتندرستی اور لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہمیں پاکباز نفس کی صحبت سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ظفر اقبال، راولپنڈی

محترم ومکرمی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم!

سب سے پہلے تو میں جناب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے مجھے بھی اس قابل سمجھا کہ میں بھی ''عزت مآب جناب پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری'' کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات اور اپنے تاثرات جناب کی شخصیت کے بارے میں بیان کرسکوں۔

اوّل تو جناب شاہ صاحب کی شخصیت کے بارے میں لکھنے کیلئے نہ صرف میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں دوسرا یہ کہ بندہ ناچیز کا تعلیمی معیار بھی کسی قدر اتنا وسیع نہیں ہے کہ جناب شاہ صاحب کی شخصیت کے بارے میں اپنے تاثرات قلمبند کرسکوں۔ مزید اگر سچ لکھوں تو قبلہ شاہ صاحب کی شخصیت کا الفاظ میں احاطہ کرنا میرے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

میری اور شاہ صاحب کی پہلی ملاقات 2001ء میں عیدالاضحیٰ سے نو (9) دن قبل ہوئی تھی۔ میرے چھوٹے بھائی کی گمشدگی پر جس طرح شاہ صاحب نے ہمارے خاندان پر جو عظیم احسان فرمایا تھا اس احسان کا نہ تو کوئی نعم البدل ہے اور نہ اس کا ذکر الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

2002ء میں شاہ صاحب نے مجھے اپنے پیر و مرشد جناب پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری مد ظلہ العالی کے ہاتھ پر بیعت کروا کر ایک اور احسان عظیم کیا۔ پھر اپنے پیر و مرشد کے حکم پر میرا زیادہ تر وقت قبلہ شاہ صاحب کی زیرِ سرپرستی گزرنے لگا۔ زندگی کے بیشتر شب و روز جناب کی سرپرستی میں گزرنے لگے۔ ہزاروں کلومیٹر سفر جناب کے ساتھ کیا جن میں سے زیادہ تر سفر ''پیر و مرشد'' کے پاس حاضری اور زیارت کیلئے دربار شریف پر جانا ہوا۔ تو کبھی دوسرے شہر حضرت صاحب کی آمد سے پہلے اُن کے استقبال کے لیے پہنچے

ایسے تمام سفر جن میں اپنے پیر و مرشد کی زیارت مقصود ہو۔ ایسے سفر تمام دنیاوی آسائشوں سے مُبرا ہو کر کرتے ہیں۔ ایک ہی مقصد لیکر چلتے ہیں کہ جلد از جلد اپنے پیر کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں اور زیادہ سے زیادہ وقت اپنے پیر کی زیارت کی جائے۔ بعد از حاضری واپسی سفر میں اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ اَب جہاں چاہو رکو، جو چاہو کھاؤ پیو اور اطمینان سے سفر کرو۔

ہر مشکل گھڑی میں خواہ مشکل دینی اعتبار سے تھی یا دنیاوی، شاہ صاحب کو اپنے سر پر ایک تناور درخت کی مانند سایہ کرتے ہوئے پایا ہے۔ کبھی باپ کی مانند تربیت کی تو کبھی بھائی کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ ضرورت پڑنے پر ایک مخلص اور بے لوث دوست کی طرح مدد کی۔ الغرض کہ دینی و دنیاوی دونوں سطحوں پر میں نے جناب کو بہت زیادہ مہمان نواز، ملنسار، شفیق اور مہربان پایا ہے۔ بڑی سے بڑی غلطی و گستاخی کو بھی ایسے دامن میں چھپایا کہ دوسرے کو شرمندگی کا احساس تک نہ ہونے پائے۔
یہ آپ ہی کی تربیت و صحبت کا اثر ہے کہ آج مجھ جیسے گناہگار کو لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ آپ ہی کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ آج دینی اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔
دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ جناب جیسی شخصیت کی صحبت ہر کسی کو عطا کرے۔ آمین

محمد قاسم حنیف، ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اولادِ پنجتن

اولادِ پنجتن اے، رفاقت علی شاہ		ہے ساڈا ساریاں دا پیارا، رفاقت علی شاہ
پنجتن دی محبت اے شیوہ ایناں دا		پنجتن دا دُلارا رفاقت علی شاہ
ہر مہینے محفل گیارہویں دی اے کردے		شاہ جیلاں دا پیارا رفاقت علی شاہ
میں کیویں بُھلاواں احسان یارو		لاچاراں دا چارا رفاقت علی شاہ
جدوں وی بلاوو مدد لئی ایناں نوں		ہے ویندا سہارا، رفاقت علی شاہ
کرم حسین علیہ السلام دا ایہہ راج دُلارا		منگانی دا لاڑا رفاقت علی شاہ
اے گل تعارفؔ وی خود پنجتنی اے		ہے اودی رفاقت، رفاقت علی شاہ

گل تعارف احمد نقشبندی

یادگارِ اسلاف

جب مجھے پہلی دفعہ پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی المشہدی صاحب کی قدم بوسی کا شرف نصیب ہوا تو میں نے سب سے پہلے جو محسوس کیا وہ یہ کہ میں نے آپ کو بہت زیادہ نفیس، رحم دل، پیکر روحانیت اور یادگار اسلاف میں سے پایا اور یوں محسوس ہوا کہ جیسے حقیقت میں اپنے شیخ طریقت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری صاحب مدظلہ سے ملاقات ہوئی ہے کیونکہ آپ کا اندازِ گفتگو، مخلوق خدا کے ساتھ تعلق اور مریدوں پر نظر رحمت اور شفقت اسی طرح ہے جیسے میرے شیخ طریقت فرمایا کرتے ہیں اور مجھ پر اتنی شفقت فرمائی جیسے وہ مجھے کئی سالوں سے جانتے ہیں۔

مجھے جب کبھی بھی آپ کی زیارت اور قدم بوسی کا موقع ملا آپ مجھے ایک ہی نصیحت فرمایا کرتے ہیں " کہ بیٹا! اپنے مرشد خانے سے اپنے تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرو۔ اگر دنیا و آخرت کی بے شمار نعمتوں سے فیض یاب ہونا چاہتے ہو اور آخرت کی کامیابی کے متمنی ہو تو حضور قبلۂ عالم کی بتائی ہوئی نصیحتوں اور اقوال کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی حتی المقدور کوشش کرو۔ اصل منزل آپ کو اپنے مرشد برحق کے قدمین شریفین کے فیوض و برکات سے ہی حاصل ہوں گی۔

اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو اسی طرح گزارنے کی کوشش کرو کہ جیسے مرشد برحق آپ کے پاس ہیں اور کبھی بھی حضور قبلۂ عالم کے ارشادات سے روگردانی نہ کرو۔ اور ہمیشہ "تصورِ شیخ" کو اپنی پوری زندگی کا وظیفہ بنالو۔

المختصر جناب! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے روحانی آستانوں سے محبت، شیخ طریقت کے ساتھ عقیدت کے ڈھنگ کو اپنانا اور سیکھنا ہے تو ہمیں حضور شاہ صاحب مدظلہ کی زندگی کو لمحہ بہ لمحہ مطالعہ کرنا پڑیگا۔ کہ جن کے الفاظ ہی یہی ہوتے ہیں کہ "بیٹا اگر کچھ زندگی میں حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی زندگی کو اپنے شیخ طریقت کی سیرت میں فنا کردو اور صورت پر قربان کردو۔ والسلام

خادم درگاہ عالیہ منگانی شریف (جھنگ)

محمد فرقان قادری (پرنسپل گریٹ کالج آف کامرس)

گجومتہ راہ کاہنہ نولاہور۔

بُلند مرتبہ

اس عظیم ہستی کے بارے میں بیان کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کے مترادف ہے۔ صرف اس نظریے کو مدنظر رکھتے ہوئے جیسے ایک بڑھیا سُوت کی اَٹی لیکر حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کیلئے نکل پڑھیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا تو بڑھیا نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ اس اَٹی کے بدلے مجھے یوسف علیہ السلام نہیں مل سکیں گے۔ مگر میں صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں نام لکھوانا چاہتی ہوں۔ بندہ ناچیز کی بھی خواہش یہی ہے شاید میرے آقا قبول فرمالیں۔

حصولِ برکت کیلئے عرض کروں گا کہ ایک مرتبہ میرے حضور نے فرمایا کہ میرے والد محترم سید اصغر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح عالم ارواح میں پریشان پھر رہی تھی کہ اُن کی ملاقات قبلہ عالم منگانوی سرکار پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ قبلہ عالم منگانوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اصغر شاہ صاحب پریشان کیوں ہو؟ تو شاہ صاحب نے کہا میری اولادِ نرینہ نہیں ہے تو قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے چار صاحبزادگان ہیں۔ اُن میں سے بڑا رفاقت علی ہے وہ میں آپ کو عنایت کرتا ہوں۔

میں قبلہ شاہ صاحب کے بلند مرتبہ اور کیفیات کے بیان سے معذور ہوں۔ اللہ پاک نے قبلہ شاہ صاحب کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ جس مکتبہ فکر کا انسان آپ کے پاس آتا ہے وہ آپ کا دلدادہ بن جاتا ہے اور اپنی پیاس بجھا کر جاتا ہے۔ حال ہی کا ایک واقعہ ہے کہ قبلہ شاہ صاحب نے افتخار احمد حافظ صاحب کے ہمراہ کھاریاں شہر میں اپنی زیارت کا شرف ہمیں بخشا۔ محفل میں اہل خانہ کے عزیز و اقارب کے علاوہ بابا لطیف چشتی جو کہ ایک درویش صفت آدمی ہیں بھی قبلہ شاہ صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ اُس سے دوسرے دن بابا لطیف چشتی نے بیان کیا کہ کل محفل میں ایک دو مرتبہ مجھے قبلہ شاہ صاحب نے مخاطب کر کے بات کرنا چاہی تو درمیان میں ایک صاحب جو محفل میں تھے وہ آڑے آجاتے۔ میں پریشان تھا۔ مگر قبلہ شاہ صاحب نے مجھ پر کمال شفقت کی اور رات کو مجھے خواب میں زیارت بھی کرائی اور فرمایا آپ ہمارے آستانہ پر راولپنڈی آنا۔ ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خواب کے بعد مجھے دِلی سکون ملا۔ اللہ رب العزت میرے بابا سائیں کے درجات میں مزید ترقی فرمائے آمین

محمد خالد گھمن القادری، کھاریاں کینٹ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

DR. ZAHID ALEEM MALIK

MBBS, M.PHIL (ENDO)
GM (MEDICAL SERVICES)
OGDCL, ISLAMABAD.

Ref. No. ___________ October 20, 2011

Mr. Rafaqat Ali Shah is working under me since 1985. I have found him very hard working, professionally competent and well behaved. He is also very spiritual, polite to patients and kind to others. He is very trust-worthy, honest and loyal.

He was granted honorarium in appreciation of his good performance regarding provision of professional services to the OGDCL patients. He is very much committed to his job, a good team member and a happy good listener.

I wish him success in every field of life.

Regards,

Dr. Zahid Aleem Malik
MBBS, M PHIL(ENDO), PGD(NUT)
GM (Medical Services)
OGDCL, Islamabad

Dr. Ruhee Faheem

Chief Medical Officer
OGDCL ISLAMABAD.

Ref. No. ___________ October 27, 2011

I Know Mr. Rafaqat Ali Shah since 1991. He is very upright, honest and meticulous employee/person, who carries himself with honor and dignity.

A through professional who believes in deliverance and hard work, as performed to the best of his ability and satisfaction of his superior.

Regards,

DR. RUHEE FAHEEM
Chief Medical Officer
Oil & Gas Development Co[illegible]
Islamabad

Dr. Afshan Kamran

Dy. Chief Medical Officer
OGDCL ISLAMABAD.

Ref. No. ___________ October 29, 2011

I know Syed Rafaqat Shah Sahib since 1996 and always found him dedicated to his work and helpful in all aspects to everyone.

Over all in general he is a good human being.

I always wish him good health and life.

Regards,

29.X.2011.

DR. AFSHAN KAMRAN
Dy. Chief Medical Officer
Oil & Gas Development Company Ltd
Islamabad. Ext: 5039

SAIFULLAH

Dy. Chief Admin Officer
OGDCL Medical Centre
ISLAMABAD.

Ref. No. ___________ October 29, 2011

سید رفاقت علی شاہ صاحب سے ہمارا کم و بیش 20 سال کا ساتھ ہے۔ موصوف ایک بے باک، صاف گو، اپنے کام کے ماسٹر، سچے اور کھرے انسان ہے۔

شاہ صاحب ایک دیانت دار، محنتی اور ایماندار شخص ہیں۔ اپنی ڈیوٹی دلجمعی اور خلوص سے سرانجام دیتے ہیں۔

سید رفاقت علی شاہ صاحب نہ صرف ایک اچھے انسان ہیں بلکہ دوستوں کے دوست بھی ہیں اور ہمارے ادارے کا ایک قیمتی اثاثہ ہیں۔

والسلام

29/10/11

(SAIFULLAH)
Dy. Chief Admin Officer
OGDCL Medical Centre
Islamabad . Ext: 5044

حلقۂ احباب

سادات افضل ہیں

محترمی قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب حقیقی رشتوں سے بھی زیادہ مجھ سے پیار و محبت اور شفقت کرنے والی عظیم شخصیت ہیں۔ میں ناچیز ان کے بارے میں کیا تاثرات تحریر کر سکتا ہوں کیونکہ فاطمی سادات کرام ہر حال میں افضل وارفع ہیں اور ہمارا ایمان تو محبت اہلِ بیت کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین ہے۔

ایمانِ ما محبتِ آل محمد ﷺ است

سید رفاقت علی شاہ صاحب کو سرکارِ مدینہ ﷺ، سرکارِ بغداد رضی اللہ عنہ اور اپنے مرشد کریم سے جس قدر اُلفت و محبت ہے اُس کا بیان مشکل ہے اور اس محبت میں آپ تن من دھن قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی ان کی اس محبتِ عظمیٰ میں مزید خیر و برکت عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ ان کے فیوضات سے مستفیض فرمائے۔ آمین

کوئی ہو متقی یا عالم و زاہد زمانے میں
مگر آلِ محمد ﷺ کے برابر ہو نہیں سکتا

کیپٹن (ر) عبدالمجید
سگ دربارِ قادریہ قبولہ شریف
چشتیہ پارک کالونی، چشتیاں شریف، بہاول نگر

QUL QUL Welfare Foundation International
(Interfaith Dialogue, Harmony & Global Peace)

Dr. M. Jamil Qalander
Educational Theorist of Ultimate Sciences
M.A.s (Arabic, Persian, English and Philosophy)
M.Phil. (Edu.), AUB, Beirut
Ph.D. (Arabic Linguistics & Philosophy)

Professor of Philosophy, Englo-Arabic
Linguistics & Transendental Cosmology
International Islamic University, Islamabad
Ref: ____________

دسمبر ۲۰۰۵ء میں ایک شخصیت سے میری پہلی بار ملاقات ہوئی، اور
پھر جنوری ۲۰۰۶ء میں منگانی شریف سیمینار میں وہ مجھے دعوتِ شرکت و
خطاب دینے تشریف لائے - اور جو میری زندگی میں، حضرت جمالِ نقشبند
خواجہ ابوالخیر سیّاح الأرض عبداللہ جان مدّ ظلّہ العالي اور حضرت جمال اللہ
حاجی ملنگ مستانہ قلندر (روڑ شریف) کے اچانک در آنے کے بعد، کچھ یوں
داخل ہوئے، جس طرح حضرت جلال الدین رومیؒ کی زندگی میں حضرت
شمس تبریزیؒ کے اچانک در آنے کے بعد جناب شیخ حسام الدین چلپیؒ داخل
ہوئے، ان معنوں میں کہ جناب شیخ حسام الدین چلپیؒ کے تقاضا اور اصرار
پر حضرت "مولائے رومؒ" نے اپنی شہرۂ آفاق مثنوی کے املاء کرانے کا سلسلہ شروع کیا،
جبکہ مذکورہ شخصیت کے مطالبہ و اصرار پر میں نے نہ صرف حضرت غوث محمد بندگی گیلانیؒ
کے فارسی دیوان کے ترجمہ و تشریح کا بیڑہ اُٹھایا، بلکہ اس کے ساتھ ہی مجھ پر فارسی
مثنوی "تزکِ قلندری" کا وُرود شروع ہُوا - اور پھر یُوں ہُوا کہ اُس
شخصیت کی محبّت اور شفقت میری رُوح میں اُترتی چلی گئی -

یہ دلاویز، سحر انگیز اور اپنے مُرشد کی یاد و تصوّر میں شب بیدار
اور سحَر خیز شخصیت کون ہے؟ یہ ہیں میرے انتہائی محترم و مُشفق
دوست زینتِ بزمِ عاشقاں، ندیمِ میکدۂ یاراں، پیرِ طریقت حضرت
مخدوم سیّد رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری دامت برکاتہ،
جو اپنے پہلو میں "دلِ غنی" لئے وہ روشن ضمیر "فقیر راہ نشیں"
ہیں، جو ہمہ تن شوق ہو کر اپنے مُرشدِ منگانویؒ کی یاد و تصوّر کا کشکول

House: 1513-C(130), Street: 40, G-6/1-3, Islamabad-Pakistan.
Cell: +92 302 89 78 076
Email:qalanderuniverse@yahoo.com, Website: www.contacttheuniverse.com

اپنے گلے میں حمائل کئے، لبِ دریائے موجِ عشق کھڑے، اپنی نظر کے دُوربین کو "بیان کے سمندر" کے اندر "تقریر و تحریر" کے لولوٗ و مرجان پر جمائے بیٹھے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں علم و معرفت کے آثار کا اتنا متوالا، رسیا اور شیدائی نہیں دیکھا۔ اپنے مال و منال، وقت اور توانائی کی قربانی اور اللہ پر توکّل اور اپنے مُرشد سے بے پناہ عقیدت و ارادت کی حدِّ اقصیٰ تک، خاصکر اُس جذبہ رُوح کی شدّت و گہرائی کے ساتھ جس پر علامہ اقبالؒ کا یہ فرمودہ صادق آتا ہے کہ مومن ہے تو بے تیغ کے لڑتا ہے سپاہی جسے دیکھ کر ہر مُرشد یہ پکار اُٹھے کہ واہ! طالب و مُرید ہو تو ایسا، اور ہر مُرید دیکھ کر چیخ اُٹھے کہ آہ! مُرشد ہو تو ایسا۔

حضرت مخدوم سید رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری عشق و محبت، عقیدت و ارادت اور انتظار ذوق و شوق کے جس کوچۂ بازار میں اپنے دل و دماغ اور نرگسِ چشم کی دکان کے دریچے کھولے، اور اسے اپنے اشکوں سے سجائے بیٹھے ہیں، افسوس! آج تک اُس کا "خریدارِ دیدہ ور" پیدا نہ ہوسکا۔ شاید وجہ یہ ہو کہ ان کے ہاں عشق و محبت اور عقیدت و ارادت کا مال و متاع ضرورت سے زیادہ مہنگا، انمول اور نایاب ہے۔

شاہ صاحب موصوف صرف اللہ کے توکّل اور اپنے مُرشد سے حیراں کُن اور بے پناہ روحانی اور دِلی لگاؤ کی بنیاد پر تنِ تنہا وہ کچھ کر بیٹھے ہیں، کرتے رہے ہیں، اور کر رہے ہیں، جس کا تصوّر موجودہ مادی صورتِ حال میں ناممکن ہے۔ اور جو بذاتِ خود شاہ صاحب کی نہ صرف ایک زندہ کرامت ہے، بلکہ وہ

اِس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قُدرتِ کاملہ کی بدولت شاہ صاحب ایک ابو العجائب، صاحب فیوض و برکات اور خزینۂ لُطف و حکایات ہستی بن کر اپنے فیض کے لعل و جواہر کو فقر و مسکینی کی گُدڑی میں چُھپائے بیٹھے ہیں۔ یعنی گُدڑی میں لال۔
علم و معرفت، رُوحانیت اور نُورانیت کے فردوسِ جمال کے لئے ان کی بے پناہ تڑپ اور لگن اور اپنے سلسلۂ ارشاد کی دن رات خدمت روحانی دُنیا کی مُعتبر ہستیوں کی بارگاہ میں بالآخر مقبول و منظور ہوئی اور انہیں ان کی طرف سے اپنے ہاں شرفِ باریابی کا بلاوا آیا۔ چنانچہ حال ہی میں جناب شاہ صاحب سرزمینِ ایران کے اندر زیاراتِ مُقدسہ کے عجائب و غرائب کا تاریخی اور یادگار دورہ کرکے، رُوحانی طور پر سیراب و سرشار ہوکر، لوٹ آئے ہیں۔

میں نے جناب شاہ صاحب کو اُن کے آستانے اور دفتر دونوں جگہ دیکھا کہ اپنے لباس اور ظاہری وضع قطع کے ساتھ ساتھ گھریلو اور دفتری ماحول کی نفاست و صفائی، نظم و ضبط، پابندیٔ وقت، فرض شناسی، اور مخلوقِ خُدا کی دلجوئی جناب شاہ صاحب کی زندگی کے کچھ اضافی مگر نہایت اہم پہلو ہیں۔

ایک نجیب الطرفین سیّد زادے ہونے کے ناتے آپ سخی ابن سخی ہیں۔ ان کے دریائے سخاوت کا ایک موجہ، میرے استغناء اور انکار کے باوجود، جب اپنی طرف اُمڈتا دیکھا تو دِل میں بولا: بارِ الٰہا! تری دُنیا میں اب بھی ترے ایسے "پُر اسرار بندے" موجود ہیں، جو اس بے سروسامانی کے عالَم میں مخلوقِ خُدا کی خدمت کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ سوچ میرے کئی اشعار میں ڈھل گئی۔ مثلاً: اے (رفاقت شاہ) اے پُور (علیؑ) کاظمی و مشہدی و قادری

کردی از میخانہ چون خم ہا ظہور این سر نسبت ہست نورٌ علیٰ نور

اسلام آباد
۲۸ اکتوبر ۲۰۱۱ء (جُمعہ مبارک)

محمد جمیل قلندر

House: 1513-C(130), Street: 40, G-6/1-3, Islamabad-Pakistan.
Cell: +92 302 89 78 076
Email:qalanderuniverse@yahoo.com, Website: www.contacttheuniverse.com

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

محترم المقام حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری زید مجدہ کو میں حسن اخلاق، خوبیٔ گفتار و کردار کی تصویرِ رعنا کہوں تو یہ بات بے جا نہ ہوگی۔ اُن کی صورت بھی دل آویز ہے، اُن کی سیرت بھی کشش انگیز۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کمالات و محاسن سے خوب نوازا ہے۔ وہ خاندانِ نبوت کے فردِ فرید و رجلِ رشید ہیں۔ جو اوصاف و فضائل آلِ رسول ﷺ کا طرّہ امتیاز ہیں۔ آپ کی دلنواز شخصیت اُن کی مظہرِ جمیل ہے۔ مشہور کہاوت ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کے الفاظ میں ؎ ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو

شجرۂ مبارکۂ آلِ رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو پھل عطا فرمایا ہے وہ نہایت شیریں، لذت بخش و کیف آفریں ہے۔ شجر بھی لاجواب اور اُس کا پھل بھی بے مثال۔

خوبصورتی، طبیعت کی نرمی، لہجے کی شائستگی، خندہ روئی، دردمندی و غمگساری، فراخ دستی و کشادہ ظرفی، فضل و عطا، جود و سخا، اہل بیت نبی المختار ﷺ کی امتیازی خوبیاں ہیں جو قبلہ شاہ صاحب کے پیکرِ دل رُبا سے نمایاں ہیں۔ احقر کا قبلہ شاہ صاحب سے نیاز مندی کا عرصہ کچھ زیادہ نہیں ہے، انہوں نے اپنے حسن اخلاق و کردار سے جس طرح متاثر کیا ہے وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ دلوں کو متاثر کرنے کیلئے طویل عرصہ درکار نہیں ہوتا، دانائے راز حضرت علامہ محمد اقبال کے الفاظ میں

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا اور طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے

حضرت شاہ صاحب قبلہ غریب خانے پر ایک دو مرتبہ تشریف لائے ہیں اور اب میری یہ کیفیت ہے کہ

اُس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

اپنے مرشدِ گرامی، اُن کے آستان ذی شان اُن کے جلیل القدر افراد خاندان سے اُن کی محبت و عقیدت دیدنی ہے۔ یہ تقرب یہ علوئے نسبت خوش نصیب افراد کو عطا کیا جاتا ہے۔

دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

پیر خانے میں اُنہیں قدر و منزلت سے دیکھا جاتا ہے۔ ''تاجدارِ منگانی شریف کے محبوب و نازنین خادم'' ''دربار شریف کے سفیر'' یہ پیارے القاب جناب شاہ صاحب کی عظمت و وقعت کا محکم حوالہ اور معتبر سند ہیں۔ (مکتوب بنام احقر راقم السطور مورخہ 25 ستمبر 2011ء منجانب حضرت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ غوثیہ دربار کرمیہ منگانی شریف)۔

چند بے ربط جملے حضرت المحترم جناب سجادہ نشین زید اقبالہ کے حکم کی تعمیل میں تحریر کو دیئے ہیں۔ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ شاہ صاحب قبلہ کی بلند و بالا علمی و عرفانی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ عرض کر سکوں۔ میرے کرم فرما حضرت حافظ افتخار احمد حافظ قادری صاحب جو کافی عرصے سے قبلہ شاہ صاحب کے سفر و حضر کے ساتھی ہیں اور ان کی خلوت و جلوت کے شاہد و راز دار ہیں وہ اپنے علم و مشاہدہ کے مطابق احوال و واقعات بیان کرنے اور حضرت شاہ صاحب کی پہلو دار شخصیت کو زیادہ بھر پور انداز میں اہل فکر و نظر کے سامنے پیش کرنے کیلئے موزوں ترین فرد ہیں۔

اس نفسا نفسی، کھینچا تانی، مفاد پرستی اور خود نمائی کے دور میں قبلہ شاہ صاحب کا وجود مسعود ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ العظیم بجاہ النبی الرؤف الرحیم انہیں صحت و عافیت سے رکھے۔ ان کے فیوض و برکات میں اضافہ فرمائے۔ اُن کی مقدس سرگرمیوں اور پاکیزہ بزم آرائیوں کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخِ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

اِس دُعا کے ساتھ قلم روکتا ہوں

رہے تا ابد سلامت ترا نیر درخشاں
تیری صبح نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

نیاز کیش

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

عاشق رسول ﷺ

میری ملاقات قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب سے تقریباً دس سال سے ہے۔ مجھے آپ کے اندر ایک سچا عاشق رسول عربی ﷺ نظر آتا ہے۔آپ جب بھی بات کرتے ہیں تو آپ کی باتوں سے عشق رسول ثقلین کی معطر و معنبر خوشبو آتی ہے۔

اہل بیت اطہار کی مودت آپ کی ذات کا خاصہ ہے۔آپ کی سخاوت بے مثال ہے۔ غریبوں کی مدد کرنا، بے سہاروں کے کام آنا آپ کا شیوہ ہے۔جتنی محبت اور اپنائیت جناب کو ہم سے ہے اتنی شائد کسی اور سے نہ ہو۔یہ آپ کی ذات کا خاصہ ہے کہ آپ کا ہر تعلق والا یہی سمجھتا ہے کہ جتنی محبت و شفققت جناب مجھ سے کرتے ہیں اتنی کسی اور سے نہیں۔اللہ آپ کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پہ قائم رکھے آمین۔

چوہدری محمد علی

ڈھوک نکہ، چکوال

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

با عمل متقی صوفی

مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتا ہوں۔حضرت صاحب مجھ پہ کمال شفقت فرماتے ہیں اور حلقہ ارادت میں ہمیشہ میرا تعارف دوست کی حیثیت سے کراتے ہیں۔حضرت صاحب خود بھی با عمل، متقی اور پرہیز گار صوفی ہیں اور ان کی شخصیت کا یہ پہلو ان کے مریدوں میں بھی منعکس ہوتا ہے۔یہ عام روش ہے کہ کسی بھی سلسلہ تصوف سے آپ منسلک ہوں۔آپ کیلئے پہلی شرط ہوتی ہے کہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہوں لیکن حضرت صاحب نے مجھے کبھی یہ بات نہ کہی۔مجھے یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ پیر صاحب مجھ جب بھی کوئی کام کرنے کا حکم فرماتے ہیں تو ساتھ کہتے ہیں کہ یہ کام تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا اور آپ ہی کی دعا و برکت سے میں ان کا تفویض کردہ مشکل سے مشکل کام بھی بہ احسن و خوبی کر گزرتا ہوں۔خدا ان کی دعاؤں اور کوشش و کاوش کی برکت ہم پر ہمیشہ قائم رکھے۔

محمد سہیل، چکوال

محترم المقام جناب افتخار احمد حافظ قادری مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ !

میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے بندہ ناچیز سے قبلہ حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی مشہدی قادری مدظلہ کے بارے میں کچھ تاثرات بیان کرنے کیلئے فرمایا۔

قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب ہر دل عزیز، نہایت ملنسار، مہمان نواز، علماء و مشائخ کے قدر دان، ثناء خوان مصطفےٰ اور عترت پیغمبر کے اور خاندان پیران عظام کی غلامی جیسی شخصیت کے مالک ہیں۔

قبلہ پیر صاحب خاندانِ نبوت کے ایسے چشم و چراغ ہیں کہ جن میں بیک وقت ہمہ گیر صلاحیتیں موجود ہیں۔ عجز و انکساری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اپنے نانا پاک ﷺ کی امت کے علماء اور نعت خوان حضرات کی خدمت و احترام ان کا شیوہ ہے۔ دن رات مطالعہ کتب اور دینی و مذہبی محافل کی صدارتیں، پیر خانے کی تصانیف اور علمی و ادبی کاوشیں دیکھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ قبلہ شاہ صاحب پر اپنے پیر و مرشد کی نگاہِ کرم اور خاندانِ نبوت کا فیض نمایاں ہے۔

جناب قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب فنافی الشیخ ہیں۔ آپ کے تصورات میں ہمہ وقت اپنے پیر و مرشد کا عکس نظر آتا ہے۔ اور اپنے شیخ کے صاحبزادگان کا انتہائی احترام اور اُنکے احکام کی بجا آوری اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں اور اپنے پیر بھائیوں کی رہنمائی اور اخلاقی تربیت آپ کا خاصہ ہے۔ اپنے شیخ کی نظرِ رحمت کی وجہ سے میں نے شاہ صاحب کو ہمیشہ تقسیم کرتے دیکھا۔ کبھی روحانی غذا کبھی جسمانی غذا گویا مخلوقِ خدا کی خدمت میں دن رات مشغول رہنا آپ کا شیوہ ہے۔ آپ میں سخاوت کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس خوبصورت نبی معظم ﷺ کے لاڈلے نواسے کو عمرِ خضر عطا فرمائے جو محتاجوں اور بے کسوں کی ڈھارس باندھنے والا لجپال ہے۔ **آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین** ﷺ

قاری سلطان محمد صدیقی

صدر جماعت اہلسنت پاکستان، سٹی راولپنڈی

خطیب جامع مسجد انوارِ مدینہ ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی

افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

میں نے قبلہ حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا ہے۔ میں جب بھی ان کی محفل میں بیٹھا مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔ اللہ پاک نے شاہ صاحب کو بے پناہ عزتوں سے نوازا ہے۔ شاہ صاحب ہمارے علاقے کی کامل شخصیت ہیں۔ شاہ صاحب میرے ہر معاملے میں رہنمائی فرماتے ہیں اور میری اصلاح بھی فرماتے ہیں اور یہ میرے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔ قبلہ شاہ صاحب بہت عظیم انسان ہیں۔ شاہ صاحب کی علمی تحقیق بہت اعلیٰ ہے اور ان کا شمار دورِ حاضر کے محققین اور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے سے ہمارے حال پر رحم فرمائے اور دعا کرتا ہوں کہ مولا کریم شاہ صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم فرمائے۔ اللہ پاک ان کی صحت، عزت میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور عمرِ خضر عطا فرمائے۔ اللہ پاک شاہ صاحب کے ساتھ مدینہ پاک، کعبہ شریف اور بغداد وشام، کربلا معلٰی کی زیارت نصیب فرما۔ آمین ثم آمین

ثناخوانِ مصطفیٰ ﷺ، قاری محمد شہباز مدنی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نورِ مطلق حضرت مولانا شمس الدین تبریزی اپنے ایک شعر میں ارشاد فرماتے ہیں

گر برتنِ من زبان شود ھر موئے   یک وصفِ تو از ھزار نہ توانم گفت

اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے تب بھی اِن (نیک لوگوں) کے ہزار اوصاف میں سے ایک بھی بیان نہ کرسکوں گا۔

سید رفاقت علی شاہ صاحب فخرِ ساداتِ کاظمیہ ہیں۔ یہ بندہ اُن کے بارے میں کچھ تحریر کرنے کی بجائے حضرت پیر رومی کا ایک شعر اُن کی نذر کرتا ہے۔

شیخ نورانی ز راہِ آگہ کند   نور را بالفاظ ھا ھمراہ کند

یہ نورانی بزرگ، مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے سے آگاہ کرنے کے ساتھ نور بھی عطا کرتے ہیں

ڈاکٹر محمد ذیشان انجم قادری، واہ ماڈل ٹاؤن

سعادت بیعت

میرا نام رضوان سعید ہے۔ میں جہلم کا رہنے والا ہوں۔ میری اہلیہ کا بھائی محمد سرور قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کا مرید تھا۔ وہ ہمیشہ ختم شریف پر جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ہمیں بھی اپنے ساتھ ختم شریف پر لے گیا۔ ہمیں آپ کی محفل پاک کا ماحول بہت اچھا لگا۔ میں پہلے کبھی ایسی محفل پاک میں نہیں گیا تھا کیونکہ ہمارے گھر کا کوئی ایسا رجحان ہی نہ تھا۔ اسلئے مجھے شاہ جی سے مل کر بہت خوشی اور سکون ملا۔ پھر ہم ہر مہینے ختم شریف پر جانے لگے اور پھر میں اور میری اہلیہ 2000ء میں آپ قبلہ عالم کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوگئے اور پھر آپ کے صدقے کرم ہی کرم ہوگیا۔

میرے حضور قبلہ عالم پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنے سلسلے کے بانی اصولوں پر پورے اترتے ہیں کیونکہ آپ غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں نذرانے بھیجتے رہتے ہیں۔ لوگوں کی گمراہیوں پر اظہار افسوس تو کرتے ہیں مگر ان کے دلوں کو نورِ ایمان سے منور کرنے کی دُعا بھی کرتے ہیں۔ میرے قبلہ عالم کا ہم سب پر اتنا کرم ہے کہ جس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ آپ کی شفقت بھری نگاہیں ہر دم میرے ساتھ رہتی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اُس نے ہمیں آپ جیسے روحانی پیشوا سے مِلا دیا بلکہ ایسا کہنا بجا ہوگا کہ نہ ہی ایسا قلم ہوگا جس سے آپ شان مبارک لکھ سکیں۔ آپ نے ہم پر اتنی کرم نوازیاں کیں جن کا کوئی شمار نہیں۔ والدین سے زیادہ بڑھ کر پیار اور محبت دی اور اس کے کچھ عرصہ بعد میرا چھوٹا بھائی ریحان سعید بھی ختم شریف پر جانا شروع ہو گیا اور پھر تھوڑے عرصے کے بعد ریحان اور اسکی اہلیہ نے قبلہ عالم میرے حضور کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اور ہمیں یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ہمارے سروں پر حضور قبلہ عالم کا ہاتھ مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ مبارک ہم سب کے سروں پر قیامت تک قائم رکھے اور خداوند کریم آپ کو زندگی اور صحت عطا فرمائے اور آپ کے صدقے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں۔ آمین

آپ کے ادنیٰ غلام

رضوان سعید، ریحان سعید

میرے محترم بھائی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھ کو یہ شرف بخشا کہ میں بھی اپنے حضور قبلہ سید رفاقت علی شاہ صاحب کی شان پاک میں کچھ عرض کرسکوں۔ میری والدہ صاحبہ جو کہ ہر وقت اللہ اللہ کیا کرتی تھیں بہت ہی سادہ خاتون تھیں۔ وہ جناب میرے سیدی میرے قبلہ عالم کے ہاں ختم شریف میں جایا کرتی تھیں۔ ایک دو بار میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کس کے گھر ختم شریف پر جاتی ہیں۔ کبھی مجھے بھی اپنے ساتھ اُن کے گھر ختم شریف پر لے کر جائیں تو آپ نے کہا نہیں ابھی نہیں۔ میرے جانے کے بعد تم ہی نے اُن کے گھر جانا ہے اور بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بزرگ اور ولی ہیں۔ آپ کی محفل پاک میں شرکت کرو اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو جاؤ۔ اگر میری زندگی نے مہلت دی تو میں تم سب کو ضرور لے کر جاؤں گی۔ ورنہ اگر تم لوگ میری اس بات پر عمل کرو تو میرے قبلہ حضور کے پاس ضرور جانا۔ پھر اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ مجھے بڑی خواہش تھی کہ میں جاؤں آپ کی زیارت کیلئے اور جب میں پہلی دفعہ گئی تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مجھے آپ سے ملکر اتنی خوشی ہوئی جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ آپ حضور اتنی شفقت اور پیار سے ملے کہ دل چاہا کہ میں آج ہی آپ حضور قبلہ عالم کے دست مبارک پر بیعت ہو جاؤں۔ مجھے ایسا لگا جس طرح مجھے میرے والدین دوبارہ مل گئے ہیں اور پھر میں اور میرے شوہر آپ کے مرید ہو گئے۔ آج بارہ سال ہو گئے ہیں ہمیں آپ کے در پر حاضر ہوتے ہوئے اور ہر دفعہ آپ کی دعاؤں سے مستفید ہوتے ہوئے۔ آپ کے کرم پاک سے میرے رب نے اتنا کرم کیا جس کے شاید میں قابل نہ تھی۔ مجھ گنہگار پر میرے رب کا، میرے حضور قبلہ عالم کا اتنا کرم ہے کہ الفاظ نہیں۔ میں سب سے کہتی ہوں کہ کوئی ایک دفعہ میرے حضور کی زیارت کیلئے جائے وہ کبھی ان کے در سے خالی نہیں آئے گا کیونکہ میرا عقیدہ ہے۔ آپ جیسا نہ کوئی ہے نہ ہوگا۔ میری رب کریم سے التجاء ہے کہ جس طرح ہم سب جناب سیدی کی محفل پاک پر جاتے ہیں اس طرح مرنے کے بعد بھی اپنے حضور قبلہ عالم پاک کی محفل نصیب فرمائے۔ آپ کا سایہ ہم پر سدا سلامت رہے۔ آمین

آپ کی ادنیٰ شاہینہ رضوان، جہلم

متاثر کن شخصیت

حضور قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری سے میری پہلی ملاقات 1999ء میں جامع مسجد میجر محمد آذان میں نمازِ جمعہ پر ہوئی۔ نماز کے بعد سلام کے بعد آپ نے دُعا فرمائی۔ دُعا کے الفاظ سُن کر بہت زیادہ سُرور آیا اور وہ آواز دل میں گھر کر گئی۔ پھر اس کے بعد تقریباً ہر جمعہ کی نماز پر جناب سے ملاقات ہوتی۔ چونکہ میں اس وقت نویں کلاس کا طالب علم تھا اس لئے جھجک کی وجہ سے کوئی بات نہ کر پاتا۔ آپ کے علاوہ آپ کے صاحبزادگان جناب پیر سید ہارون عبداللہ اور پیر سید محمد نصر من اللہ بھی باقاعدگی سے مسجد میں آتے اور جمعہ سے پہلے نعتیں پڑھتے تھے۔ دونوں صاحبزادگان کا خوبصورت انداز دیکھ کر میں نمازِ جمعہ سے بہت پہلے دونوں کی نعت سُننے کیلئے مسجد میں پہنچ جاتا۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد میری جناب سے ملاقات میری خالہ کے گھر ہوئی۔ آپ نے بڑی محبت فرمائی۔ پھر اس کے بعد آپ اکثر خالہ کے گھر آیا کرتے تو میں بھی آپ کی محفل میں بیٹھ جاتا اور آپ اپنی زندگی کے واقعات اور حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزرے لمحات کا احوال سُنایا کرتے جنہیں سُن کر آپ کے پاس ہمیشہ بیٹھے رہنے کو دِل چاہتا۔ کچھ عرصہ بعد رمضان شریف میں آپ کے ہاں تراویح کا انتظام کیا گیا اور میں بھی روزانہ اپنے خالو کے ساتھ تراویح پڑھنے آپ کے پاس جایا کرتا۔ پھر میں نے ماہانہ گیارھویں شریف پر بھی جانا شروع کر دیا اور صرف دو محافل میں شرکت کے بعد بیعت ہونے کا ارادہ کر لیا اور گھر والوں سے اجازت بھی لے لی۔ اور آخر کار مارچ 2000ء کے ختم شریف پر آپ نے میری عرض قبول فرمائی اور مجھے اپنے دست حق پرست پر بیعت فرمالیا۔

اس گیارہ سال کے عرصے میں میں نے حضور کی شخصیت کو متاثر کُن پایا۔ ہر آنے والے چاہے وہ کوئی پیر بھائی ہو یا کوئی عقیدت مند سب سے اتنی محبت فرمائی کہ ہر کوئی یہ سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ محبت حضور کسی سے نہیں فرماتے۔ اگر کوئی شخص کسی اور جگہ بیعت ہوتا تو اس کی حوصلہ افزائی فرماتے اور اس کو اپنے پیر کے ساتھ اپنے تعلق کو مستحکم کرنے کا درس دیتے۔

حضور کی اپنے پیر خانے سے محبت لازوال ہے۔ جتنی محبت آپ اپنے پیر خانے سے کرتے ہیں آج کل کے دور میں کوئی نہیں کر سکتا۔ میں نے حضور کے ساتھ ہزاروں میل کا سفر کیا ہے۔ اور ہر دفعہ

آپ کی محبت کو پہلے سے بڑھ کر پایا۔ کئی آستانوں پر بھی آپ کے ساتھ گیا ہوں۔ وہاں کے سجادہ نشین آپ کی قدم بوسی بھی کرتے ہیں اور محبت بھی فرماتے ہیں لیکن آپ نے ہمیشہ فرمایا کہ یہ میرے پیر کا کرم ہے مجھ میں ایسی کوئی بات نہیں۔

ایک دفعہ جھنگ میں کسی پیر بھائی نے محفل کا اہتمام کروایا۔ ادھر حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری بھی تشریف لا رہے تھے۔ ہم لوگ حضور پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری صاحب سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے ہمیں حکم فرمایا کہ حضور کے آنے تک یہیں باہر بیٹھتے ہیں۔ میزبانِ محفل نے بہت اصرار کیا کہ آپ لوگ اندر آ جائیں لیکن حضور نے فرمایا کہ میرے لیے یہ بے ادبی ہے کہ میں حضور سے پہلے محفل میں جا کر بیٹھ جاؤں۔ اور تقریباً ایک گھنٹے تک ہم لوگ باہر سڑک کے کنارے چارپائی پر بیٹھے رہے۔

اپنے پیر کے علاوہ آپ اپنے پیر بھائیوں اور مریدین کے ساتھ اتنی محبت فرماتے ہیں کہ انہیں کبھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔ اگر کوئی شخص آپ کے پاس اپنا کوئی مسئلہ بیان کرے تو آپ خود بھی بے چین ہو جاتے ہیں۔ دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔ کئی دفعہ پیر بھائیوں کی مالی امداد فرمائی اور فرمایا جب تمہارے پاس ہوئے واپس کر دینا۔ اور اگر کوئی روحانی مسئلہ ہو تو ساری ساری رات اس شخص کیلئے دعا فرماتے ہیں۔ اور جب تک وہ مسئلہ حل نہ ہو جائے یہ عمل جاری رہتا ہے۔ میں ان دونوں چیزوں کا چشم دید گواہ ہوں۔ اور اگر کوئی پیر بھائی دربار شریف سے آ جائے تو حضور کا عالم دیدنی ہوتا ہے۔ اس کیلئے اس طرح بے چین ہو جاتے ہیں کہ گویا حضور خود تشریف لا رہے ہیں۔ اکثر اس پیر بھائی کو اپنی چارپائی پر سُلاتے ہیں اور خود نیچے زمین پر سوتے ہیں۔

آپ کی تربیت کا انداز بھی بہت نرالا ہے۔ ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ ایک محفل میں گیا۔ وہاں پر لنگر شریف کے دوران ایک پیر صاحب اور ان کے مریدین بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ لنگر شریف میرے پاس سب سے آخر میں پہنچا۔ سب لوگ کھا چکے لیکن میں ابھی کھا رہا تھا۔ اور سب لوگ میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں کھا چکا تو پھر حضور نے دعا فرمائی اور ہم لوگ وہاں سے نکلے۔ اگلے دن مجھے حضور نے فرمایا کہ کسی شخص نے حضور قبلہ عالم منگانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ شاہ صاحب کو ہر وقت اپنے ساتھ کیوں رکھتے ہیں تو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ اسلئے کہ مجھے شاہ صاحب کی بڑی سہولت

ہے۔ میرے وضو کرنے سے پہلے انہوں نے وضو کرلیا ہوتا ہے، میرے نماز پڑھنے سے پہلے وہ پڑھ چکے ہوتے ہیں اور میرے کھانا کھانے سے پہلے وہ کھانا کھا چکے ہوتے ہیں۔ میں ساری بات سمجھ گیا اور پھر فرمایا کہ آئندہ اس بات کا خیال کرنا۔ میرے نزدیک یہ بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے۔

حضور کے اندر جو عنصر عجز و انکساری کا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اپنے پیر کے صاحبزادگان کے ساتھ ادب اور محبت کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ اس وقت آپ کے سب سے چھوٹے پیرزادے جناب حسن محی الدین جو کہ حضور پیر محمد طاہر حسین حنفی القادری کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی عمر غالباً 6 یا 7 سال ہوگی۔ وہ بھی اگر سامنے آجائیں تو آپ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ باقی بڑے صاحبزادگان سے محبت اور ادب کا اندازہ آپ خود لگالیں۔

الغرض اگر میں مختصراً یہ کہوں کہ حضور قبلہ پیر سید رفاقت علی شاہ مشہدی الکاظمی القادری کو اپنے پیر کے ساتھ وہ نسبت ہے جو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے تھی تو بے جا نہ ہوگا۔

آخر میں، میں صرف اتنا کہوں گا کہ حضور عشق و محبت، عجز و انکساری، اخلاص، تقویٰ، جانثاری کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہیں۔ آپ نے ہمیشہ کوشش کی کہ ہر پیر بھائی اور مرید اپنے پیر کے ساتھ اسی طرح محبت کے ساتھ رہے اور اپنے تعلق کو مستحکم کرے لیکن کوئی بھی ایسا نہ بن سکا۔

اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ ہمیں بھی اس سمندر سے ایک قطرے کا بھی ہزارواں حصہ مِل جائے جو ہمارے دونوں جہان سنوارنے کیلئے کافی ہے۔ جس طرح مجھ جیسے حقیر اور گندے انسان سے حضور محبت فرماتے ہیں اسی طرح روزِ قیامت بھی ہمیں ان کا ساتھ نصیب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے سروں پر حضور کا سایہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین

فقط

وقاص حیدر قادری

راولپنڈی

صاحب کمال ہستی

افتخار احمد حافظ قادری صاحب کا نہایت شکر گزار ہوں کہ جناب نے میرے مرشد کامل کی شخصیت پر کچھ لکھنے کا قصد کیا ہے۔ یہ جناب کے مریدوں اور غلاموں پر احسانِ عظیم ہے۔جس کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے وہ کم ہے

جناب پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری مدظلہ العالی کی تعلیمات اور آپ کی ذات بابرکات سے ہمارے علاقے کے لوگوں کی زندگیوں میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو موضوع تحریر بناتا ہوں۔ کیونکہ اس علاقہ میں مجھے جناب کا پہلا مرید ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور میری بیوی بھی عورتوں میں پہلی مرید ہے۔

مرید ہوتے وقت میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ آگے چل کر ایک بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے میرے مرشد کے یہاں تشریف لانے سے پہلے یہاں کے لوگ اولیاء کرام کے ماننے والے تھے لیکن باقاعدہ بیعت ہونے کا رواج کم ہی تھا۔ اکثر لوگوں کا طریقہ ورواج یہ تھا کہ ہمارے باپ دادا فلاں آستانے کے مرید تھے ہم بھی اُنہی کے مرید ہیں۔

میں دوستوں سے اکثر کہتا ہوں کہ پیروں کی بڑی گدی ہو، بڑے محل اور گاڑیاں ہوں اُن کا مریدوں کو کیا فائدہ جہاں نہ ملاقات کا وقت، نہ جان نہ پہچان، نہ تبلیغ وتعلیم نہ فیض، نہ معرفت، نہ تصوف۔ پیر وہ چاہیے جو ولی کامل ہو، جو عقیدہ درست کرے، جو دونوں جہانوں کی ذمہ داری اُٹھائے۔

شاید میری یہی دعا اور تمنا پوری ہوئی۔ مرشد پاک کو دیکھتے ہی میرے دل نے گواہی دی کہ یہی وہ جگہ ہے جس کی تجھے تلاش تھی۔ اور ہمیں ایک ایسی صاحب کمال ہستی مل گئی جس نے ایسی تعلیم سے روشناس کرایا کہ اب تو گھر گھر، گاؤں گاؤں محافل منعقد ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ حق ہُو کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ لوگوں نے آستانوں سے نسبتیں قائم کرنا شروع کر دی ہیں۔ دودھ پیتے بچے کلمہ شریف کا ورد کر رہے ہیں۔ لوگوں کے اطوار بدل رہے ہیں۔

لوگ حیران ہیں کہ کیسے کیسے بدکردار و بداطوار لوگ صراطِ مستقیم پر آ گئے ہیں۔ ناخواندہ اور نیم خواندہ حضور کے غلام لوگوں کو معرفت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ شادی کی رسموں میں گانا گانے والے اب

نعتیں اور منقبتیں لکھ اور سُنا رہے ہیں۔ گویا ایک روحانی اور ذہنی انقلاب برپا ہے۔آپ نے اپنے مریدین کی تعلیم وتربیت جس محنت، لگن اور محبت سے کی ہے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ اب ماشاء اللہ ڈھوک نکہ/نروال اور گرد ونواح میں حضور کے غلاموں کی ایک بڑی تعداد ہوگئی ہے۔ جناب ہم گنہگاروں، بدکاروں پر اپنے والدین سے بھی زیادہ شفقت کرتے ہیں۔

میرے ایک دوست ہیں۔ان کا جماعت اسلامی سے تعلق ہے۔میرے ساتھ حضور سائیں سے ملے۔وہ کہتے ہیں کہ میرے ذہن میں جو پیروں کے متعلق ایک تصور تھا میں نے قبلہ شاہ صاحب کو اس سے مختلف پایا ہے۔انہوں نے اپنے گھر جناب کی دعوت کی اور اپنے ماموں کی نمازِ جنازہ جناب سے پڑھوائی۔

مختصراً عرض کروں کہ میرے مرشد کی طرح کوئی تصوف ومعرفت کی تعلیم دینے والا اور فیض رسان کم ازکم میں نے نہیں دیکھا۔ بیک وقت شریعت ومعرفت وحقیقت کی تعلیم شاید ہی کوئی اور دیتا ہو۔ میرے مرشد نے پتھر دلوں کی بھی دل کی آنکھ کھول دی ہے۔

آخر میں دُعا ہے کہ رب ذوالجلال میرے مرشد پاک وعظیم کا سایہ تادیر ہم عاصیوں کے سروں پر قائم ودائم رکھے۔آمین

فقط طالبِ نگاہِ کرم

ابرار حسین ایڈووکیٹ

ڈھوک نکہ چکوال

غم اور خوف سے ماوراء میرے...

میرے مرشدِ کریم جناب حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب جیسی محبّ و مشفق، غنی و سخی، پاکیزہ و متقی، پرہیزگار، ذات حق میں گم ہستی اس دنیا میں کوئی ممکن ہی نہیں ہے۔

آپ نور حضرت علی و رسول اللہ ہیں، آپ وارث علوم انبیا ہیں، بحر علم زجاج و عرفان ہیں، سراپا شفقت و رحمت ہیں، جان غوث الوریٰ ہیں، مرید خاص، اور نور نظر خواجہ منگانی شریف ہیں۔

محبت و شفقت کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ جو باتیں نہیں کر سکتے جناب نہ صرف ان کو سنتے ہیں بلکہ ہر قسم کے مسائل کا حل تجویز بھی کرتے ہیں، اور خود ذاتی طور پر حل بھی فرماتے ہیں چاہے اپنی جیب سے ہزاروں روپے خرچ ہی کیوں نہ کرنے پڑ جایں۔

مجھے جناب کی خدمت میں دس سال ہو چکے ہیں۔ اس دوران مجھے جناب کے ساتھ ہزاروں کلومیٹر سفر کرنے کا بھی موقع میسر آیا۔ اپنے مرشد کی صحبت میں یہ نکتہ مجھ پہ واضع ہوا کہ اولیا اللہ کو کسی بھی مرحلے پہ کسی چیز کا غم اور خوف نہیں ہوتا۔ میرے مرشد اس آیت کا چلتا پھرتا نمونہ ہیں۔ ان اولیا اللہ لا خوف علیهم لا یحزنون.

اگر میں جناب پیر صاحب کے اپنے مرشد کے ساتھ محبت و عقیدت کی بات کرنا چاہوں تو کئی کتابیں درکار ہوں گی۔ لیکن ایک بات میں ضرور کرنا چاہوں گا جب بھی کوئی شخص آپ کو مرید کرنے کا کہتا ہے آپ کی پہلی کوشش ہوتی ہے اور اکثر فرماتے بھی ہیں کہ جاؤ جا کر حضرت پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری کے مرید ہو جاؤ۔

ہمارے خاندان جس میں تقریبا ۲۰۰ افراد شامل ہیں کے مرید ہونے کے بعد بھی متعدد بار جناب نے فرمایا کے سب لوگ جا کے پیر محمد مظہر حسین کے مرید ہو جاؤ بلکہ فرماتے کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ جاؤں گا۔ ہمیشہ یہی تعلیم دیتے ہیں کہ حضور پیر مظہر حسین سے یوں ملنا، جناب کو تنگ نہ ہونے دینا، جناب کی طبیعت کا خاص خیال رکھنا وغیرہ۔ اپنے بارے میں کبھی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے مرشد کا سایہ تادیر سلامت رہے۔

طالب دعا و نگاہ، وقار حسین

محترم جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب

میں اپنے پیر و مرشد پیر سید رفاقت علی شاہ قادری صاحب کے بارے میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں، مجھے 16 مئی 2001ء اپنے مرشد کریم جناب پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اس شرفِ عظیم کے حاصل ہونے سے لیکر آج تک جناب کی جتنی مہربانیاں ونوازشات اس بندہ پر ہوئیں اُن کو الفاظ میں بیان کرنا انتہائی مشکل ہے کیونکہ ان تمام کا تعلق کرامات سے ہے لیکن سب سے بڑی کرامت جو میں نے اپنے شیخ مکرم میں دیکھی وہ استقامت ہے۔

میرے ذاتی معاملات ہوں یا گھریلو معاملات، دفتری معاملات ہوں یا عزیز واقارب کے معاملات آپ ہمیشہ ہر مرحلہ پر میرے لیے دعا کے ساتھ خصوصی توجہ اور نظرِ کرم فرماتے ہیں اور میرے پاس جو بھی کچھ ہے وہ سب انہی کی نگاہِ کرم کا فیض ہے اور مجھے کسی بھی مرحلہ پر کبھی بھی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا سایہ ہم پر قائم ودائم فرمائے۔ آمین

امجد محمود

چکوال

مکرمی ومحترمی افتخار احمد حافظ قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

آپ نے جتنی بڑی ہستی کے بارے میں تاثرات قلم بند کرنے کا حکم فرمایا اس کے بارے میں لکھنا تو درکنار کچھ کہنا بھی ہمارے جیسے پست ہمت اور کوتاہ قامت انسانوں کے بس سے باہر نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لکھنے لکھانے کا شوق رکھنے اور کبھی کبھار کاغذ پر کچھ آڑی ترچھی لائنیں لکھنے کے باوجود جب بھی اس ہستی کے بارے میں کچھ لکھنے کا سوچا تو سیاہی نوکِ قلم تک آنے سے پہلے ہی سوکھ جاتی یا پھر نوکِ قلم کیلئے چلنا بھی دشوار سا نظر آتا کہ کہاں وہ ہستی اور کہاں یہ ناچیز کہ کہیں شانِ بلند وار جمند میں کوئی گستاخی نہ ہو جائے۔ آج بالآخر یہ سوچ کر قلم اٹھانے کا حوصلہ اپنے آپ میں پیدا کر ہی لیا کہ محرومی کہیں بدبختی کی علامت ہی نہ بن جائے۔

مجھے 12 مئی 2002ء میں قبلہ عالی مرتبت جناب سید رفاقت علی شاہ صاحب کے دستِ راست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان دنوں بڑے مشکل حالات سے گزر رہا تھا۔ بی ایس سی کے امتحان میں ریاضی کے مضمون میں کمپارٹمنٹ آچکی تھی اور تین دفعہ امتحان دینے کے باوجود کلیئر نہیں کر پایا تھا۔ اس وقت بھی امتحان دے رکھا تھا اور ایک سکول میں عارضی طور پر نہایت معمولی تنخواہ پر پڑھا رہا تھا۔ والد صاحب صرف سات (7) سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے اور والدہ نے بڑی محنت ومشقت سے مجھے یہاں تک پڑھایا تھا۔ اب گھر کی کفالت کی ذمہ داری مجھ پر تھی اور ذہنی طور پر بہت پریشان تھا۔ بیعت ہونے کے چند ماہ بعد ایک دن راولپنڈی میں حضور کے پرانے مکان میں اپنی تعلیمی اسناد لیکر حاضر ہوا اور دعا کیلئے عرض کی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اسناد ہاتھوں میں لے کر فرمایا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ انہی دنوں محکمہ تعلیم میں بھرتی کیلئے اشتہار آیا ہوا تھا اور پہلی دفعہ انہوں نے بھرتی کیلئے کم از کم تعلیمی معیار بی اے کر دیا تھا۔ میرے پاس اگرچہ سی ٹی کورس کا سرٹیفکیٹ تھا لیکن بی ایس سی ابھی کلئیر نہیں تھا۔ میں نے اللہ کا نام لیکر اپنی درخواست جمع کروا دی۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اسی سال بی اے پنجاب یونیورسٹی کا رزلٹ جو ہمیشہ 20 اگست کے بعد آتا تھا پندرہ دن پہلے آ گیا (5 اگست کو) اور ساتھ ہی میں پاس بھی ہو گیا۔ اپنا بی ایس سی کا رزلٹ کارڈ دوسرے کاغذات جمع کروائے۔

حضور کی محبت وعنایت کا ایک اور چھوٹا سا نمونہ پیش کرنا چاہوں گا۔ اِسی سال فروری 2011ء میں ایم ایس سی کرنے کیلئے اسلام آباد کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ہفتہ میں دو دن کلاسز تھیں یعنی جمعہ اور ہفتہ کو۔ پہلی کلاس کے بعد اگلے دن یعنی اتوار کو ختم شریف تھا لہٰذا رات تقریباً نو بجے حضور کے ہاں پہنچا۔ نہایت محبت وشفقت کے ساتھ حال احوال پوچھا۔ ساری صورت حال عرض کی۔ فرمانے لگے یہ دو راتیں کہاں قیام کرو گے۔ میں نے عرض کی ایک دوست کے پاس۔ فرمانے لگے اگر اپنی خوشی سے وہاں رہنا چاہو تو بہت اچھا لیکن اگر اس خیال سے وہاں رہنا چاہتے ہو کہ تمہارے باپ کے پاس تمہیں دینے کیلئے روٹی اور بستر نہیں تو پھر سیدھے یہاں آنا۔ اس عنایت ومحبت پر کون ہے جو مر نہ جائے۔

میرے مرشد کی آمد سے پہلے ہمارے اس علاقے میں پیری مریدی کا تصور تو موجود تھا لیکن وہ بس تصور ہی تھا۔ اگر اس کو حقیقت کا رنگ پہنایا تو وہ صرف اور صرف سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کی ذاتِ بابرکات ہی ہے۔ ایک ایک مرید تک تصوف کی حقیقت کو یوں بیان فرمایا کہ آج آپ کا ادنیٰ سے ادنیٰ مرید جو پڑھا ہوا ہے یا ان پڑھ وہ حقیقت، محبت اور معرفت کے اس سبق سے لبریز ہے۔ اس در دولت پہ جو آیا اس کا پیمانہ یوں بھرا کہ پھر اُسے کہیں اور جانے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ درسِ معرفت کا جو انوکھا رنگ آپ نے ان چند برسوں میں چڑھایا اس کا عشرِ عشیر بھی لوگ برسوں کی ریاضت کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ ایک ایک مرید کے ذاتی حالات پہ ایسی نظر کہ ہر کوئی سمجھتا ہے کہ بس وہ ہی ہے۔

مکرمی ومحترمی حافظ صاحب معلوم نہیں کیا لکھا ہے۔ کہنے اور لکھنے کو تو بہت کچھ لیکن حاضری کے طور پر یہ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ ہیں۔ آخر میں اتنا ہی کہوں گا کہ آپ نے جس کام کا بیڑہ اٹھایا ہے یہ ہم مریدوں پر ایک احسانِ عظیم ہے۔ خدا آپ کا زورِ قلم اور زیادہ کرے اور آپ کی عمر دراز فرمائے۔ آمین

طالبِ دعا
انوار حسین قادری
ڈھوک نکہ ضلع چکوال

میرے مرشد پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب ایک کامل ولی اللہ ہیں آپ کی ہم لوگوں پر بے شمار، محبت ، رحمت اور مہربانی ہے، آپ کی کرامات کی ایک طویل فہرست ہے جو ذاتی طور پر میرے ساتھ پیش آئی ہیں۔ جناب کی کمال مہربانی سے ہم لوگ نعت خواں بن گئے ہیں۔ خدا سے دُعا ہے کہ ہمارا عقیدہ و ایمان اپنے مرشد پر تا قیامت قائم رہے اور ہم ناچیز بندے ان کے فیض سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین

محمد اسحاق قادری (نزوال، چکوال)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب میرے مرشد ہیں آپ ہمیں ہر وقت نماز، روزہ اور اعمال صالحہ کی ترغیب و تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کی اپنے مریدوں پر ہر وقت نظر لگی ہے اور آج ہم ان ہی کے فیض سے مستفیض ہو کر شریعت پر عمل پیرا ہیں۔ خداوند کریم ہمارے مُرشد پاک کو قائم و دائم رکھے

محمد اسلم قادری (نزوال چکوال)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حمد وثنائے ربِ جلیل اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ،ان کی آل مبارک اور اصحاب پر ہدیہ درود و سلام۔ مجھے شروع سے اہل بیت اطہار سے محبت اور عقیدت تھی اور میں کسی ایسی ہستی کی تلاش میں تھا جو مودت اہل بیت کا درس دیتی ہو۔ جب میری ملاقات جناب پیر سید رفاقت علی شاہ حنفی القادری صاحب سے ہوئی تو میں نے ایسی ہستی پہلے کبھی نہیں دیکھی جو سادات کرام میں سے ہو اور اتنی زیادہ اہل بیت سے محبت بھی رکھتی ہو۔

آپ نے لوگوں کو اہل بیت اطہار کے ناموں سے روشناس کرایا، ان کے کردار سے واقف کرایا، اور ان کی محبت و مودت کو لوگوں کے دلوں میں اجاگر کیا۔

یہ سب آپ کا کرم ہے کہ لوگ آج اہلِ بیت کا ذکر کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔

محمد جہانگیر قادری (نزوال، ضلع چکوال)

آیاتِ عشق

اے رفیق و راز دانِ قبلہؒ منگانوی ﷫
اے اسیرِ حُب و شانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

خدمتِ آلِ کرم ہے آپ کا عزمِ صمیم
مرحبا اے قدر دانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

تو ہے قاری اے رفاقت عشق کی آیات کا
حفظ ہے تجھ کو دیوانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

تا ابد یونہی رہے سایہ فگن اے محترم
سر پہ تیرے سائبانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

دِل سے تجھ پہ مہرباں ہیں مظہرِ انوار بھی
اور خوش ہیں مہربانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

آپ سے گل کی بدولت اے گلابِ حیدری رضی اللہ عنہ
مہکتا ہے گلستانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

جذبۂ ایثار سے معمور ہے ہستی تیری
کہہ رہی ہے داستانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

کاوشوں سے آپ کی چکوال سے پنڈی تلک
ہر بشر ہے مدح خوانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

ہے ندیمِ قادری کی التجاء قائم رہے
یا الٰہی آستانِ قبلہؒ منگانوی ﷫

پیرزادہ محمد ندیم اختر ندیم حنفی القادری منگانوی فیصل آباد

رفاقت علی شاہ نامہ

رفاقت علی شاہِ دانای دین
همان سیّد پاک و مَسند نشین

شده مشهدی کاظمی قادری
به عرفان و دانش شریف و امین

محبت هماره بُوَد کار او
کمال صداقت از او شد یقین

به اخلاق نیکو رَوَد راه حق
ز مردم برو می رسد آفرین

دعا و سلام و درود شریف
بُوَد وردِ جانش چو ماءِ مَعین

رفاقت علی شاهِ روشن خیال
به قرآن حق جان او شد قرین

کرامت کند بر فقیر و غریب
به خدمت بُوَد پاک دل راستین

بُوَد ناظم آیینه در گرم
نویسد بسی نکته های گزین

دمَا دَم علی بر زبان و دلش
کہ او را بُوَد راہ علم الیقین

کتاب ہا کرامت نُمودہ بہ من
ہمہ در فنون و علومِ ثَمین

ہمان افتخار احمد قادری
شدہ کعبۃ العشق عرفان و دین

رفاقت علی شاہ و این افتخار
بہ پنڈی دو پیر بزرگ و متین

رفاقت علی شاہ گوہر بود
درخشان بُوَد در سَماء و زمین

ہمیشہ بہ یادش دلم می طپد
ہمہ یار او از کہین و مہین

بہ منگانی او را بُوَد پیر کَرم
کہ دربار او گشتہ حِصن الحصین

''حُسین'' ہر کجا یار و ہمراہ او
بہ ''مظہر'' و بہ ''اختر'' بہ ''طاہر'' حسین

''حُسین کَرم'' پیر عشق و کَرم
پسر ھای او را ''رہا'' شد کہین

سرودۂ: دکتر محمد حسین تسبیحی ''رھا'' طہران (ایران)

فخرِ سادات، اولادِ سیدنا مولائے کائنات، خوشبوئے "بوتراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ"،

سخی ابنِ سخی، مستِ مئے خدمت، آیتِ ایثار، دُکھ درد کے ساتھی، تمثالِ قناعت و گشتۂ تاجدار منگانی شریف

جناب سید رفاقت علی شاہ مشہدی کاظمی قادری مدظلہ العالی کی خدمتِ اقدس میں ہدیۂ اخلاص

اے رفاقت علی شاہ!

کیا اوجِ عقیدت ہو اے رفاقت علی شاہ!
کیا موجِ ارادت ہو اے رفاقت علی شاہ!

اولادِ علیؑ ہو تو سخی ابنِ سخی ہو
اک جوئے سخاوت ہو اے رفاقت علی شاہ!

سُنتے ہو میرے دل کی صدا لفظ سے پہلے
کیا ذوقِ سماعت ہو اے رفاقت علی شاہ!

خود ہو کے دُکھی سب کے ہو دُکھ درد کا ساتھی
کیا حُسنِ رفاقت ہو اے رفاقت علی شاہ!

بخشا ہے جس نے سجدہ میں اک ملکِ سلیماں
اس شہ کی ذُریّت ہو اے رفاقت علی شاہ!

کیا خوشبوئے "بوتراب" سے مہکے ہو میرے دوست!
گُلشن ہو کہ تُربت ہو اے رفاقت علی شاہ!

کیا خُوئے تواضع میں کیا خود کو ہے پامال!
مستِ مئے خدمت ہو اے رفاقت علی شاہ

رہتے ہو پسِ پردہ ہر اک کارِ خیر کے
کب طالبِ شُہرت ہو اے رفاقت علی شاہ!

پر عاجزی کے اپنے جُھکائے ہیں بہرِ خلق
گو صاحبِ عزت ہو اے رفاقت علی شاہ!

ہر شخص دیکھتا ہے تُم میں اپنا ہی چہرہ
آئینۂ حیرت ہو اے رفاقت علی شاہ!

پہلو میں ہے دل لالۂ خُوں گشتہ تمنا
پر صخرۂ ہمت ہو اے رفاقت علی شاہ!

مکتب میں جان و دل کے ہی جو تم نے پڑھا ہے
پہچان کی آیت ہو اے رفاقت علی شاہ!

کیا علم کی دولت سے تمھیں پیار ہے پیارے
نذرِ درِ دولت ہو اے رفاقت علی شاہ!

واہ! اتنی قدر علم کی کہ جس کے لیے تُم
ایثار کی آیت ہو اے رفاقت علی شاہ!

بھاتی ہے تمھیں کتنی مری خلوتِ تخلیق
پروانۂ خلوت ہو اے رفاقت علی شاہ!

لگتی ہے اچھی تُم کو مری جلوتِ تحقیق
دیوانۂ جلوت ہو اے رفاقت علی شاہ!

یہ سازِ دمادم بجے جب تک ہے دم میں دم
تا خُلد سلامت ہو اے رفاقت علی شاہ!

پر تُم سے چراغاں ہے مری جلوت و خلوت
تُم روغنِ رغبت ہو اے رفاقت علی شاہ!

کشکولِ قلندر میں ہو تم رشکِ سکندر
تمثالِ قناعت ہو اے رفاقت علی شاہ!

جو بات قلندؔر کی سُنی، اَن سُنی نہ کی
سنجیدہ ریاضت ہو اے رفاقت علی شاہ!

ڈاکٹر محمد جمیل قلندؔر

مُریدِ خاص

شہ رفاقت اپنے مُرشد کا مُریدِ خاص ہے
صِدق کی تصویر ہے وہ پیکرِ اخلاص ہے

شہ رفاقت دو کریموں کا عُبیدِ خاص ہے
ماہِ اوجِ حق ، گُلابِ گلشنِ خاص ہے

شہ رفاقت ، باغِ حیدر کا گلِ خُوش رنگ ہے
حق شناس حق کیش حق اسلُوب حق آہنگ ہے

خُوبیِ کردار سے گُفتار ہم آہنگ ہے
اُس سے زِینت یاب ہے جو اہلِ حق کا رنگ ہے

قادریت کی قبائے فقر زیبِ دوش ہے
غوث کے مَیخانۂ عرفان کا مَے نوش ہے

خدمتِ شرع و طریقت میں بڑا پُر جوش ہے
خَیر کے کاموں میں آگے ہے وہ پیہم کوش ہے

بندگانِ خاصِ حق کا مظہرِ اَوصاف ہے
شہ رفاقت یادگارِ عظمتِ اسلاف ہے

ہے وہ دِیدہ زیب گوہر معدنِ تطہیر ہے
اَوج پر اُس کا ہے پرچم عظمت و توقیر ہے

خاکبوسِ آستانِ ساداتِ کرم محمد عبدالقیوم طارقؔ سُلطانپوری

تذکرہ شاہ رفاقت

تذکرہ ہے آج لب پر ، شاہ رفاقت پیر کا
قادری درویش کا ، اور حیدری تصویر کا

اِن سے میری آشنائی ، ہے اٹھارہ سال سے
ان کے نقشے میں ہے نقشہ ، خاص میرے پیر کا

اِن کے مرشد پاک ، کرم حُسین ہیں زندہ ولی
کر دیا ہے اِن کو والی ، کرم کی جاگیر کا

جو بھی آیا بزم میں ، اِن کی وہ گھائل ہو گیا
یُوں لگاتے ہیں نشانہ ، یہ نظر کے تیر کا

کرم ہوتا ہے یہاں پر ، خاص کرم حسین کا
کرم سے مِٹ جاتا ہے ، لکھا ہوا تقدیر کا

میں نے اِن کو جب بھی دیکھا ، فیض دیکھا بانٹتے
فیض بھی ایسا نرالا ، غوث الاعظم پیر کا

ذِکر ہوتا ہے یہاں ، ہر وقت پنجتن پاک کا
اَثر دیتا ہے دکھائی ، آیتِ تطہیر کا

بہت سے کج راہ ، یہاں آکر ہدایت پا گئے
مِل رہا ہے خاص نُسخہ ، اِس جگہ اکسیر کا

فکرِ عقبیٰ کا نہیں ، اُن کو یہاں جو آگئے
ہے مُریدی لا تخف ، فرمان میرے پیر کا

علم و حکمت ان کی ہو ، کیسے بیاں محمود سے
ہے عطاء علمِ لدُنی ، ورثہ شیران پیر کا

محمود قادری نیو شکریال راولپنڈی

اعزاز

حضور اکرم ﷺ کا فرمان مقدسہ ہے اَنَا سَیِّدُ وُلدِ آدم میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے سردار ہوں۔ اِس عالیشان اور عظیم گھرانے کے ایک چشم و چراغ کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جس کے حالات زندگی دائرہ تحریر میں لانا اپنے لیے اعزاز سمجھتا ہوں۔ رفاقت علی شاہ صاحب کا تعلق جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سید گھرانے سے ہے۔ آپ کے والد محترم سید اصغر علی شاہ کاظمی دینِ حق کے داعی اور مبلغ تھے۔ آپ کا مزارِ مقدسہ دربارِ عالیہ منگانی شریف کی مقدس سرزمین میں ہے۔ میں رفاقت علی شاہ صاحب کو ضلع سرگودھا کی تحصیل بھلوال کے گاؤں چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی سے جانتا ہوں۔

قبلہ شاہ صاحب نہ صرف اپنے مرشد گھرانے کا انتہائی ادب و احترام کرتے ہیں بلکہ کسی پیر بھائی کی بھی عزت و تکریم میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہی اور آج بھی کوئی پریشان پیر بھائی اگر آپ کے پاس آتا ہے تو حتی الوسع اس کی خدمت کرنے کے ساتھ اس کی دلجوئی بھی فرماتے ہیں۔

شاہ صاحب کی خدمت گزاری کا کوئی جواب نہیں۔ ایک جھلک میں نے بھی دیکھی ہے۔ پیروں کے گھرانے سے کوئی بھی آتا اس کا صابن، ٹوتھ برش، نیا تولیہ پر نام لکھ کر سنبھال کر رکھ دیتے۔ جب کبھی بھی دوبارہ آئے تو وہی اس کو پیش کیا جاتا۔ کوئی اور ادبا استعمال نہ کرتا۔ قبلہ شاہ صاحب اپنی اوقات سے بڑھ کر خدمت کرتے۔ اکثر حضرت صاحب خود تشریف لاتے کبھی خانوادے تشریف لاتے۔ اتنا خرچ کر دیتے۔ ادھار لیکر خرچ کر دیتے بلکہ نچھاور کر دیتے۔ پھر سارا سال وہ قرض ادا کرتے رہتے۔ یہ بات جب اہل محبت کو معلوم ہوتی تو وہ صرف زیارت کیلئے شاہ صاحب کو دیکھنے آتے۔

پیر جاوید اقبال، کراچی

☆☆☆

(نوٹ) تاثرات کیلئے مخصوص صفحات کی ڈیزائننگ اور سیٹنگ ہونے کے بعد قبلہ پیر صاحب کے تاثرات انتہائی تاخیر سے موصول ہوئے۔ جو کہ کافی طویل لیکن پُر از معلومات ہیں۔ ان سب کو شامل ہونا چاہیے تھا لیکن گنجائش نہ ہونے کے سبب اس صفحہ کے تاثرات کو حذف کر کے صرف نمائندگی کی خاطر اختصار سے یہ تاثرات شامل کئے جا رہے ہیں۔

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ وحضرت امام محمد تقی الجواد رضی اللہ عنہ

بغداد شریف (عراق)

پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی گلستانِ امام موسیٰ کاظم کے گُلِ سر سبد ہیں

اصفہان (ایران)

آپ کی درگاہ کے فیضان و عظمت کے سبب ★ اصفہان نصفِ جہاں کو حسن و زیبائی ملی

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت امام زادہ ہارونِ ولایت رضی اللہ عنہ بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

اصفہان (ایران)
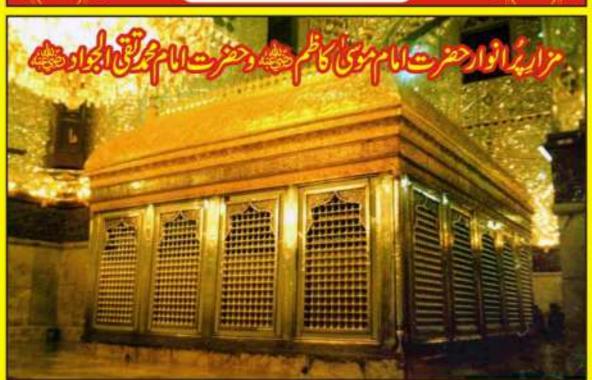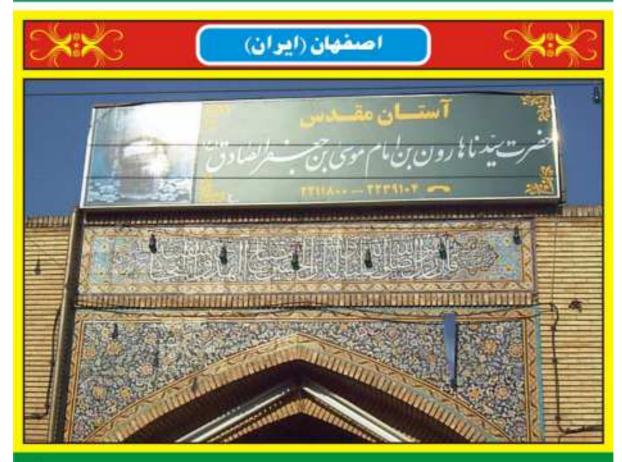
درگہ ہارون ہے ایران کا عظمت نشاں ● اہلِ فارس کو عطا اِس در نے کی تابندگی

اصفہان (ایران)
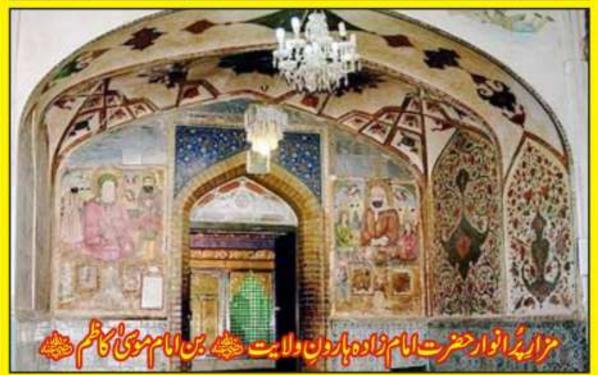
نام ہی لجپال کا ہارونِ ولایت ہو گیا ● فکرِ اہلِ بیت سے دُنیا کو بخشی روشنی

اصفہان (ایران)

سیدرفاقت علی شاہ کاظمی کے خاندان کے جدِّ اعلیٰ

قبرستان امرتسریاں میں مزارِ مبارک حضرت سید نواب شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (جدِّ امجد سید رفاقت علی شاہ کاظمی)

چک نمبر 83 جنوبی (سرگودھا)

مزارِ مبارک حضرت سید چراغ علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (نانا پاک سید رفاقت علی شاہ کاظمی)

سید محمد اشرف شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (ماموں و سُسر سید رفاقت علی شاہ کاظمی)

حضرت پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی اپنے چچا سید تصدق حسین شاہ کاظمی اور سید عاشق حسین شاہ کاظمی کے ہمراہ

ہر شخص دیکھتا ہے خُم میں اپنا ہی چہرہ
آئینۂ حیرت ہو اے رفاقت علی شاہ

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشِ پاء
اور سید رفاقت علی مشہدی کاظمی قادری مدظلہ العالی
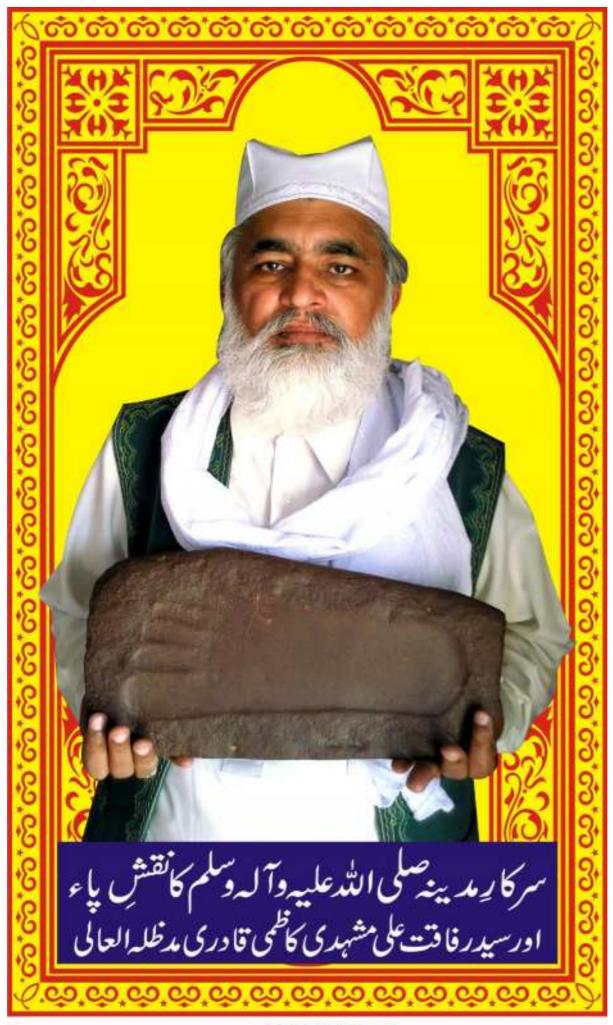
فخرِ سادات جناب سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کلید بردارِ کعبہ شریف کو
حضور غوثِ پاک ﷺ کے احوال پر کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

بیت اللہ شریف کے متولی وچابی بردار جناب الشیخ السید عبدالرحمٰن صالح الشیبی سے
مصنف کتاب افتخار احمد حافظ قادری اور پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی محوِ گفتگو ہیں

مزارِ مبارک حضرت پیر سید گلاب شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1942ء)

سید رفاقت علی شاہ صاحب کو چھٹی جماعت میں اِن بزرگوں نے خواب میں رُوحانیت کی بشارت عطا کی

1 حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ

2 حضرت پیر محمد مظہر حسین حنفی قادری مدظلہ العالی

3 سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری مدظلہ العالی

بندگانِ خاصِ حق کا مظہرِ اوصاف ہے
شہ رفاقت یادگارِ عظمتِ اسلاف ہے

دل سے تجھ پہ مہرباں ہیں مظہرِ انوار بھی
اور خوش ہیں مہربانِ قبلہؑ منگانوی

کاوشوں سے آپ کی چکوال سے پنڈی تلک ★ ہر بشر ہے مدح خوانِ قبلہٌ منگانوی

سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری کی چکوال کے مریدین کے ہمراہ ایک یادگار تصویر
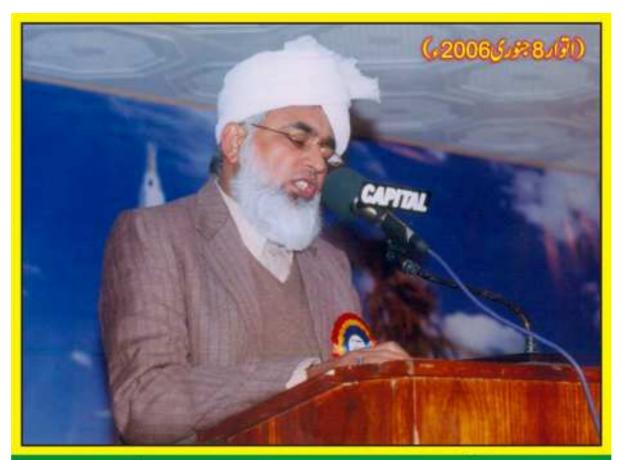
پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی قادری راولپنڈی میں منعقدہ تصوف سیمینار میں کلماتِ شکر ادا کرتے ہوئے

تہران (ایران) میں پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی کی نامور ایرانی سکالر، عظیم محقق، ادیب وشاعر جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "رہا" کے ہمراہ ایک یادگار تصویر

یاد آتا ہے خدا اِس سیّد کی صُورت دیکھ کر ★ ہو گیا عاشق جہاں، کردار و سیرت دیکھ کر

(13 اکتوبر 2011ء)

مصنف کتاب ہذا

اَلْفَقِیْر اِلَی اللّٰہ وَ رَسُوْلہ

افتخار احمد حافظ قادری

تعارف
مصنف
کتاب ھٰذا
افتخار احمد حافظ قادری شاذلی
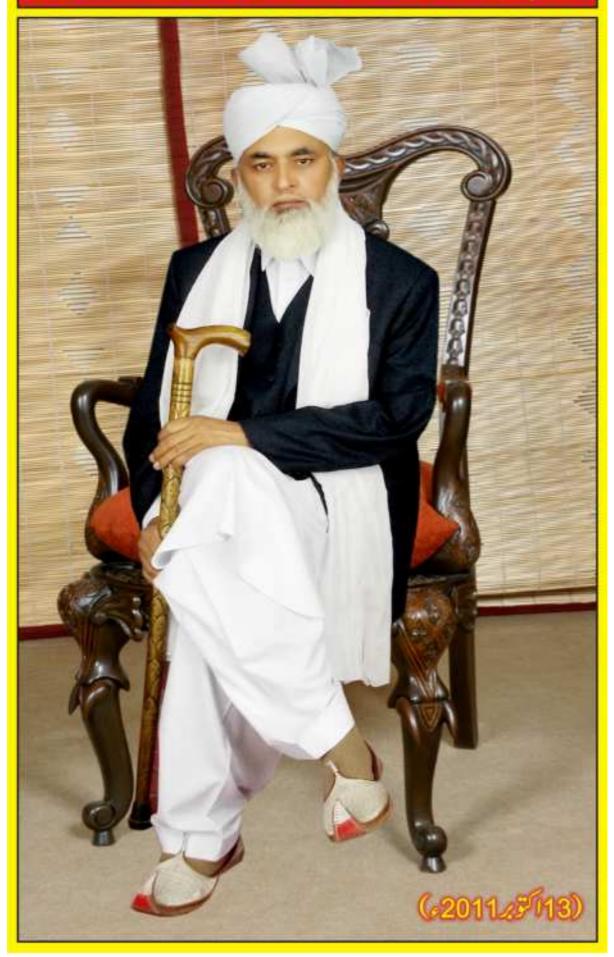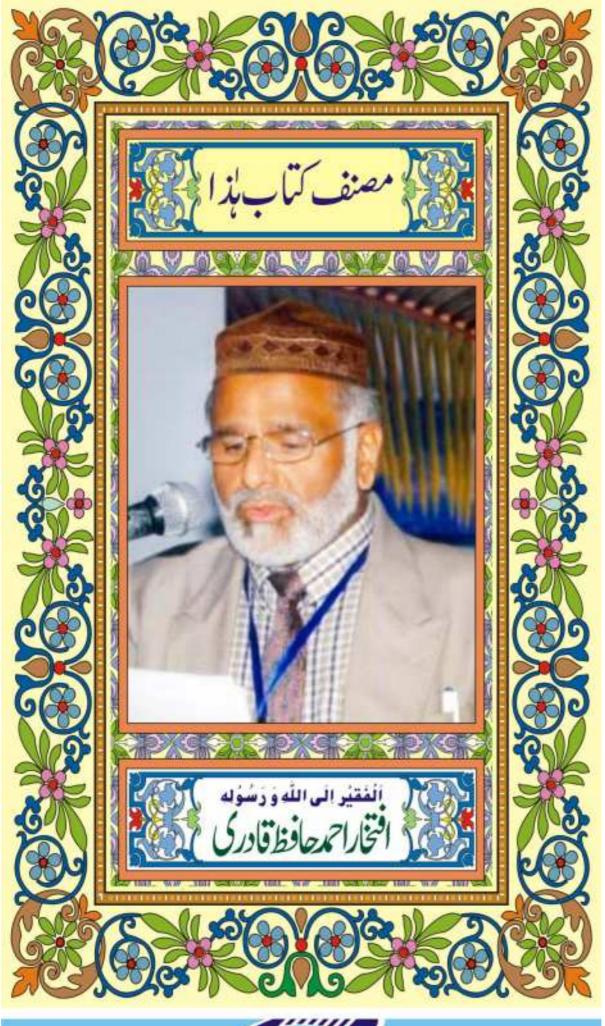
افتخار احمد حافظ قادری

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقصودِ کائنات، فخرِ موجودات، ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں صحابۂ کرام کے بعد اولیاء صالحین کو پیدا فرمایا اور قیامت تک اصلاحِ احوال کیلئے ایسے لوگ آتے رہیں گے تاکہ امت میں تبلیغ اور اشاعتِ دین کا سلسلہ جاری رہے، نیز تزکیۂ نفس اور طہارتِ قلب کیلئے لوگوں کی رہنمائی ہوتی رہے۔ عالمِ اسلام کے گوشے گوشے میں اس سلسلة الذہب کے آستانے عوام کی رشد وہدایت اور خواص کی بلندیٔ درجات کا ذریعہ ہیں۔

محترم افتخار احمد حافظ قادری ایسے خوش بخت اور با سعادت لوگوں میں سے ہیں کہ جن کی زندگی کا نصب العین ان آستانوں کی حاضری اور حصولِ فیض ہے۔

درج ذیل سطور میں ان کی زندگی کے چند گوشوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

آباء و اجداد

حافظ فقیر محمد کے ہاں راولپنڈی کی قدیم ترین آبادی پرانا قلعہ میں 5 اپریل 1954ء کو ایک ہونہار بچہ پیدا ہوا جس کا نام افتخار احمد رکھا گیا۔ جو بڑا ہو کر اپنے خاندان کیلئے واقعی افتخار کا موجب بنا۔ قریباً ایک صدی پہلے آپ کے جدِ امجد حضرت گل محمد رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اور مجاہدین کی سرزمین افغانستان سے مردِ حق کی تلاش اور روحانی منازل کی تکمیل کیلئے سفر کرتے کرتے پشاور پہنچے۔ پشاور میں کچھ عرصہ قیام کے دوران معلوم ہوا کہ راولپنڈی کے قریب مارگلہ پہاڑیوں کے دامن میں گولڑہ شریف میں حضرت فضل دین شاہ المعروف بڑے پیر صاحب (حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کے ماموں اور سلسلۂ قادریہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ کے پیرِ طریقت) اپنے روحانی فیض سے ایک عالم کو منور فرما رہے ہیں۔

حضرت گل محمد پشاور سے چلے اور حضرت فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایسے حاضر ہوئے کہ پھر ہمیشہ کیلئے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اندازاً 1923ء میں افتخار احمد قادری کے جدِ امجد کا وصال گولڑہ شریف میں ہوا اور بڑے پیر صاحب کے قدموں کی جانب احاطہ مزار کے باہر دائیں طرف ابدی نیند سو رہے ہیں۔

محترم افتخار احمد حافظ صاحب کے والدِ گرامی حافظ فقیر محمد 1910ء کے لگ بھگ گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی اور اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ فارسی اور پشتو زبان روانی سے بولتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے حکم سے فتح جنگ کے موضع کھٹھی کی ایک خاتون سے شادی ہوئی جو خانقاہ گولڑہ شریف کی عقیدت مند تھی۔ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سات بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔

جناب حافظ فقیر محمد 35-1930 میں راولپنڈی کے ایک مقام پرانا قلعہ منتقل ہو گئے۔ پھر 57-1956 میں کوچہ شاہین، صدر بازار منتقل ہوئے جہاں کچھ عرصہ رہائش کے بعد پریم گلی مولوی محلّہ صدر بازار راولپنڈی میں اپنا مکان خرید لیا اور یہاں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ آپ کا وصال 21 جنوری 1989ء راولپنڈی میں ہوا۔ 22 جنوری کو پہلی نمازِ جنازہ راولپنڈی میں ادا کی گئی، دوبارہ نمازِ جنازہ گولڑہ شریف میں (اعلیٰ حضرت کے والدِ محترم کے مزارِ مبارک کے باہر) بعد نمازِ عصر ادا کی گئی۔ حافظ فقیر محمد کی اکلوتی بہن جنہوں نے عرصہ دراز تک گولڑہ شریف کا لنگر پکایا۔ 26 رجب المرجب 1409ھ (مارچ 1989) کو گولڑہ شریف میں انتقال ہوا اور شب معراج گولڑہ شریف میں ہی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ افتخار احمد حافظ کی والدہ محترمہ 8 شوال المکرّم 1413ھ (یکم اپریل 1993) کو راولپنڈی میں وصال فرما گئیں۔ یہ تینوں مہربان شخصیات بھی گولڑہ شریف میں حضرت پیر فضل دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ ابدی استراحت فرما رہی ہیں۔ یہ تینوں قبور مبارکہ کنویں کے بائیں جانب لوہے کے جنگلہ میں ہیں اور ایک قدیم درخت کی شاخیں ان قبورِ مبارکہ کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ گولڑہ شریف سلام کے وقت راقم الحروف کا معمول ہے کہ وہ اس مقام پر بھی حاضری دیتا ہے۔ قارئین محترم سے بھی درخواست ہے کہ اگر ان کا اس طرف گزر ہو تو ان قبور پر بھی فاتحہ پڑھتے جائیں۔

تعلیم

محترم افتخار احمد حافظ کی پیدائش تو پرانا قلعہ راولپنڈی میں ہوئی، لیکن بچپن اور لڑکپن صدر میں گزرا۔ پرائمری کا امتحان سی۔ بی۔ سکول (اب ایف۔ جی سکول) واقع احاطہ مٹھو خان سے پاس

کیا۔1970 میں راولپنڈی کے مشہور و معروف ڈینیز ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان سائنس گروپ میں سرگودھا بورڈ سے پاس کیا۔ پھر ملازمت اور تعلیم دونوں سلسلے ساتھ ساتھ اکٹھے چلتے رہے۔ حفظِ قرآن کی سعادت اپنے والدِ محترم حافظ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور پہلا مصلّی راولپنڈی صدر کی جامع مسجد گلی فضلِ حق میں سنایا اور پھر دوسرا مصلّی مدرسہ عربیہ انوار القرآن راولپنڈی صدر میں سنایا۔اسی طرح اپنے قیامِ سعودی عرب کے دوران ایک مسجد میں نمازِ تراویح پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ادارہ فروغ عربی میر پور خاص سے 1977 میں عربی زبان کا بذریعہ خط وکتابت کورس 518/600 نمبروں سے پاس کیا۔ یہ ادارہ نامور سکالر اور محقق حضرت مولانا عبدالرحمٰن طاہر سورتی کی زیرِ سرپرستی چلتا تھا۔ پاکستان میں عربی زبان کے فروغ اور ترقی وترویج کے سلسلے میں جناب طاہر سورتی صاحب کی خدمات سنہری لفظوں میں لکھنے کے قابل ہیں۔آپ نے عربی زبان میں تفسیرِ مجاہد پر حاشیہ بھی تحریر فرمایا۔77-1976 میں افتخار احمد حافظ صاحب نے سعودی عربین سینٹر (**مركز تعليم اللغة العربية راولبندى**) سے عربی زبان کا دوسالہ ڈپلومہ مکمل کیا۔ 1984ء میں علم وادب گروپ میں عربی مضمون کے ساتھ ایف اے کا امتحان راولپنڈی بورڈ سے پاس کیا۔1998ء میں خانۂ فرہنگ ایران راولپنڈی سے فارسی زبان کا ایک سالہ ایڈوانس کورس مکمل کیا۔

نامور اساتذہ کرام

آپ کے عربی کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن طاہر سورتی رحمۃ اللہ علیہ اور صلاح الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔محترم حافظ صاحب آج جس مقام پر کھڑے ہیں انہی اساتذہ کی تربیت کا فیضان ہے۔ جناب صلاح الدین العراقی قریباً نصف صدی تک دربارِ عالیہ غوثیہ بغداد شریف کے لنگر خانہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔آپ کے والد گرامی کا نام کرم الٰہی ہے۔ عراق سے راولپنڈی تشریف لائے اور وصال کے بعد اپنے آبائی گاؤں موضع پوٹھی بجنیال میں سپردِ خاک کئے گئے۔صلاح الدین العراقی سے محترمی حافظ صاحب نے عربی زبان کی عوامی بول چال کا لہجہ سیکھا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب اساتذہ کی قبور کو اپنے انوار سے بھر دے۔آمین۔فارسی زبان دیگر

اساتذہ کے علاوہ مشہورِ زمانہ عظیم محقق، بے شمار کتب کے مصنف، فارسی شاعر و تاریخ گو سابقہ لائبریرین گنج بخش لائبریری مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان محترمی جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہاؔ مدظلہ العالی سے سیکھی۔ ڈاکٹر تسبیحی صاحب نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کی مشہورِ زمانہ تصنیف ''**کشف المحجوب**'' پر سالہا سال تحقیقی کام کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور آپ کا مقالہ فارسی زبان میں بنام ''**تحلیل کشف المحجوب**'' شائع ہو چکا ہے۔ ایسے نامی گرامی اساتذہ کرام کی نظرِ توجہ کا نتیجہ ہے کہ محترم حافظ صاحب عربی و فارسی اہلِ زبان کی طرح روانی سے بولتے ہیں۔ عربی لہجہ پر تو اہل زبان کو بھی رشک آتا ہے۔ گفتگو سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید عربی آپ کی مادری زبان ہے۔

فن موسیقی سے دلچسپی

افتخار احمد حافظ کے والدِ گرامی حافظ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ ارادت مشہور چشتی خانقاہ گولڑہ شریف سے تھا۔ اس لئے سماع سے دلچسپی قدرتی بات تھی۔ گھر میں اکثر محافلِ سماع منعقد ہوا کرتی۔ نوجوانی کے عالم میں راولپنڈی کے ایک مشہور ستار نواز سے فنِ ستار سیکھنا شروع کیا۔ اسی دوران گولڑہ شریف کے درباری قوال حضرت حاجی محبوب علی رحمۃ اللہ علیہ سے افتخار احمد حافظ صاحب کے روابط استوار ہوئے۔ آپ کے خاندان کا روحانی تعلق تو پہلے ہی گولڑہ شریف سے تھا۔ آپ حاجی محبوب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے حاجی محبوب کو درِ یکتا، گوہرِ نایاب اور عندلیبِ رومی بنا دیا تھا۔ ایک عرصہ تک آپ حاجی محبوب کے گھر پر حاضر ہو کر ستار پر مثنوی حضرت مولانا روم پڑھنے کی تربیت حاصل کرتے رہے اور پھر جب آپ کو قونیہ شریف حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ اور ہرات میں حضرت مولانا جامی رضی اللہ عنہ کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا تو حضرت حاجی محبوب علی گولڑوی کے انداز میں مثنوی شریف اور نعت شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ملازمت

پاکستان میں

نام ادارہ	بحیثیت/شعبہ	مدت
خیبر موٹرز کمپنی، راولپنڈی	شعبۂ اکاؤنٹس	2سال
R.E.P. CO.	شعبۂ اکاؤنٹس	3سال
سفارت خانہ شام، اسلام آباد	عربی ٹائپسٹ	2سال
سفارت خانہ لبنان، اسلام آباد	اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ/اکاؤنٹنٹ	9سال
سفارت خانہ قطر، اسلام آباد	PRO	6ماہ
سعودی ملٹری اتاشی، اسلام آباد	اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ	1سال

سعودی عرب میں

تیمورک العربیۃ السعودیۃ	عربی انگلش ٹائپسٹ	1سال
وزارت الدفاع والطیر ان	سیکرٹری/شعبہ اکاؤنٹس	7سال
ابواب الروضہ	اکاؤنٹنٹ	1سال

دورانِ ملازمت آپ نے اپنے فرائض محنت، دیانت اور فرض شناسی سے ادا کئے اور افسرانِ بالا نے ہمیشہ آپ کی کارکردگی کو سراہا۔ ریاض میں ملازمت کے دوران آپ بریگیڈیر، انجینئر داوود بن احمد البصام کے حسنِ سلوک سے بہت متاثر ہوئے۔

شادی

12 اکتوبر 1978ء کو ٹاہلی موہری راولپنڈی کے ایک معزز خاندان میں آپ کی شادی ہوئی۔ شادی کے موقع پر محفلِ سماع کا اہتمام کیا گیا۔ یہ شادی آپ کیلئے بڑی بابرکت ثابت ہوئی اور رزق اور علم وعرفان کے دروازے آپ پر کھلتے چلے گئے۔ 1991ء میں آپ مولوی محلہ صدر سے اپنے نئے مکان افشاں کالونی راولپنڈی میں منتقل ہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تین

بیٹیاں اور تین بیٹے عطا فرمائے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے اپنی تینوں بیٹیوں اور بڑے بیٹے کی شادی کی تقاریب کے موقع پر خصوصی محافلِ نعت کا اہتمام کیا۔

بیعتِ ارادت

مدینہ منورہ میں شبِ معراج 26 رجب المرجب 1421ھ/ 23 اکتوبر 2000 بروز سوموار شریف سلسلۂ عالیہ قادریہ میں السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ فضیلت الشیخ السید تیسیر السمہودی مدظلہ العالی اپنا زیادہ تر وقت مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزارتے ہیں، صوم وصلوٰۃ اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ حضرت علامہ نورالدین علی بن احمد الحسنی السمہودی مصنف "**وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ**" (متوفی 911ھ مدفون جنت البقیع) کی آل سے ہیں۔

بیعتِ صحبت

شہزادۂ غوث الوراء السید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی سجادہ نشین سدرہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) نے بروز جمعۃ المبارک 19 جولائی 2002ء کو آپ کی دستار بندی فرمائی اور خرقۂ خلافت سے نوازا۔ افتخار حافظ صاحب کو تین بار ملک سے باہر السید محمد انور الگیلانی کے ہمراہ اسلامی ممالک میں زیارات کیلئے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

عقیدت

محترمی جناب افتخار احمد حافظ صاحب کو فضیلۃ الشیخ حضرت غلام رضا العلوی القادری الشاذلی مدظلہ العالی سے بھی شرفِ نیاز حاصل ہے۔ آپ قدیم و بابرکت تاریخی مسجد مٹکال راولپنڈی (تعمیر شیر شاہ سوری کے زمانہ میں 1541-1545ء) میں عرصہ 44 سال سے خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران جامعہ اسلامیہ (اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ) سے قرأت اور تجوید کے فن میں کمال حاصل کیا۔ قبلہ علامہ غلام رضا علوی قادری صاحب نے مراکش، اندلس کی سرزمین سے شمالی افریقہ کے صحراؤں اور پہاڑوں تک، بیت المقدس سے شام شریف تک اردن کی زیارات سے براستہ تیما خیبر تک، افغانستان سے ایران اور بغداد شریف تک، کراچی سے قاہرہ اور بحرِ احمر کے ساحلوں تک زیاراتِ مقدسہ کیلئے سفر فرمایا۔

☆ زیارتِ مدینہ طیبہ طاہرہ کے دوران بروز سوموار شریف شبِ معراج 26 رجب المرجب 1421ھ بمطابق 23 اکتوبر 2000ء مسجد نبوی ﷺ میں اصحابِ صُفہ کے چبوترہ پر فضیلت الشیخ، ولی کامل، سیدی و مولای السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

سلسلہ خضریہ سمّانیہ
سیدنا خضر علیہ السلام
سیدنا نعمۃ اللہ
سیدنا محمد طاہر المدنی
قطب الزمان، شیخ المشائخ، الامام، العارف باللہ
سیدی محمد عبدالکریم السمّان القرشی المدنی
شیخ الطریقۃ السمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
الشیخ التونسی ابوالحسن علی بن عمر الشائب
تیونس میں سلسلہ قادریہ سمانیہ کے بانی
مدفون زاویہ بلدہ (الحرل) تیونس (م 1199ھ)
سیدی الشیخ الامام محمد المنزلی
تیونس (م 1248ھ)
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف
زاویہ قادریہ (نفطہ، تیونس) کے بانی
سیدی الشیخ الاستاد ابوبکر بن احمد الشریف
زاویہ قادریہ (توزر، تیونس) کے بانی
تیونس (م 1256ھ)
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف
تیونس (م 1335ھ)
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف
مدفون تیونس
سیدی الشیخ المختار الحویلی
مدفون تیونس
سیدی الشیخ الہادی الشریف
مدفون تیونس
سیدی الشیخ خلیفۃ الحیزم الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
تیونس
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی
مدینہ منورہ
افتخار احمد حافظ فقیر محمد
راولپنڈی

سلسلہ قادریہ رزاقیہ (ألف)
شہنشاہِ بغداد سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی
سیدنا الشیخ عبد الرزاق
سیدنا الشیخ ابی صالح نصر
سیدنا الشیخ شرف الدین یحیٰ
سیدنا الشیخ شہاب الدین احمد
سیدنا الشیخ شمس الدین محمد
سیدنا الشیخ بدر الدین حسین
سیدنا الشیخ عبد الباسط
سیدنا الشیخ شہاب الدین احمد
سیدنا الشیخ شرف الدین قاسم
سیدنا الشیخ شمس الدین محمد
سیدنا الشیخ محمد القفیب
سیدنا الشیخ حسین
سیدنا الشیخ عبد القادر
سیدنا الشیخ فرج اللہ
سیدنا الشیخ محمود
سیدنا الشیخ فیض اللہ
سیدنا الشیخ الحاج علی
سیدنا الشیخ عبد الرحمٰن فیض اللہ
الشیخ التونسی ابو الحسن علی بن عمر الشائب
تیونس میں سلسلہ قادریہ ثنائیہ کے بانی
سیدی الشیخ الامام محمد المنزلی
سیدی الشیخ ابوبکر بن احمد الشریف
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف
سیدی الشیخ الہادی الشریف
سیدی الشیخ خلیفہ الحیزم الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ المختار الحوینی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ فقیر محمد

☆ بروز جمعۃ المبارک 8 جمادی الاول 1423ھ بمطابق 19 جولائی 2002ء شہزادۂ غوث الوریٰ السید محمد انور گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ گیلانیہ قادریہ رزاقیہ سدرہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) نے دستار بندی فرمائی اور خرقۂ خلافت سے نوازا۔

سلسلہ قادریۃ شاذلیۃ
وفائیۃ زروقیۃ سمّانیۃ
شہنشاہِ بغداد سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی
سیدنا ابو مدین شعیب الأندلسی
سیدنا محمد صالح
سیدنا محمد بن علی حرزم
سیدنا علی ابوالحسن الشاذلی
بانی سلسلہ شاذلیہ (مصر)
سیدنا ابی العباس المرسی
سیدنا داؤد الباخلی
سیدنا احمد بن عطاء اللہ السکندری
سیدنا محمد وفا بحر الصفا
بانی سلسلہ وفائیہ (مصر)
سیدنا علی وفا
سیدنا یحیٰی القادری
سیدنا احمد الحضرمی
سیدنا احمد زروق
بانی سلسلہ زروقیہ (لیبیا)
سیدنا احمد بن یوسف
سیدنا علی بن عبد اللہ
سیدنا ابو القاسم المغربی
سیدنا احمد بن علی
سیدنا عبد اللہ بن الحسین
سیدنا محمد ناصر الدین
سیدنا احمد بن ناصر الدین الدرعی
سیدنا محمد الدقاق
سیدی محمد عبد الکریم السمان القرشی المدنی
بانی سلسلہ سمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
الشیخ التونسی ابوالحسن علی بن عمر الشائب
سیدی الشیخ الامام محمد المنزلی
سیدی الشیخ ابو بکر بن احمد الشریف
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف
سیدی الشیخ ابو بکر الشریف
سیدی الشیخ الہادی الشریف
سیدی الشیخ المختار الحویتی
سیدی الشیخ خلیفہ الحیزم الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ فقیر محمد

سلسلہ قادریہ مَدَنِیَّہ
عیدروسیة سمّانیة
شہنشاہِ بغداد سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی
سیدنا ابومدین شعیب بن الحسن الانصاری الاندلسی
بانی سلسلہ قادریہ مدنیة
(سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی کے خلیفہ اعظم
جن کو آپ نے مکہ مکرمہ میں خلافت اور اسم اعظم کی تلقین فرمائی)
سیدنا محمد بن علی
سیدنا علوی بن محمد
سیدنا محمد بن علی
سیدنا علی بن علوی
سیدنا عبد الرحمٰن بن محمد السقاف
سیدنا عمر المحضار
سیدنا ابوبکر العیدروس
سیدنا عفیف الدین عبد اللہ العیدروس
سیدنا عبد اللہ بن الشیخ
سیدنا ابن عبد اللہ العیدروس
سیدنا محمد بن علوی
سیدنا عبد اللہ بن علی
سیدنا عبد اللہ بن علوی الحداد
سیدنا السید علوی
سیدی محمد عبد الکریم السمان القرشی المدنی
بانی سلسلہ سمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
الشیخ التونسی ابوالحسن علی بن عمر الشائب
سیدی الشیخ الامام محمد المنزلی
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف
سیدی الشیخ ابوبکر بن احمد الشریف
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف
سیدی الشیخ المختار الحویني
سیدی الشیخ الہادی الشریف
سیدی الشیخ خلیفة الخیزرم الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمهودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ قفیر محمد

سلسله مشيشية سمّانية
سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد ﷺ
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
سیدنا امام حسن
سیدنا ابو محمد جابر
سیدنا فتح السعود
سیدنا سعید الغزوانی
سیدنا الشیخ سعد
سیدنا ابو محمد سعید
سیدنا ابراہیم البصری
سیدنا احمد المروانی
سیدنا زین الدین القزوینی
سیدنا محمد شمس الدین
سیدنا نور الدین ابوالحسن علی
سیدنا محمد تاج الدین
سیدنا فخر الدین
سیدنا تقی الدین الفقیر
سیدنا عبدالرحمٰن العطار الزیات
قُطبِ وقت سیدنا عبدالسلام بن مشیش
مدفون جبل علم (مراکش)
سیدنا ابی العباس المرسی
سیدنا علی ابوالحسن الشاذلی
سیدنا داؤد الباخلی
سیدنا احمد بن عطاء اللہ السکندری
سیدنا علی وفا
سیدنا محمد وفا بحر الصفا
اگلا صفحہ ملاحظہ ہو

پچھلے صفحہ کا تسلسل
سیدنا یحییٰ القادری
سیدنا احمد الحضرمی
سیدنا احمد زروق
سیدنا احمد بن یوسف
سیدنا علی بن عبداللہ
سیدنا ابوالقاسم المغربی
سیدنا احمد بن علی
سیدنا عبداللہ بن الحسین
سیدنا محمد ناصر الدین
سیدنا احمد بن ناصر الدین الدرعی
سیدنا محمد الدقاق
سیدی محمد عبدالکریم السمان القرشی المدنی
بانی سلسلہ سمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
الشیخ الولی ابوالحسن علی بن عمر الشائب
سیدی الشیخ الامام محمد المنزلی
سیدی الشیخ ابوبکر بن احمد الشریف
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف
سیدی الشیخ الہادی الشریف
سیدی الشیخ المختار الحوینی
سیدی الشیخ خلیفہ الخیزم الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ فقیر محمد

سلسلۂ سہروردیہ
خلوتیہ سمّانیہ
سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد ﷺ
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
حضرت خواجہ حسن البصری
حضرت خواجہ حبیب العجمی
حضرت شیخ داؤد الطائی
حضرت شیخ معروف الکرخی
حضرت سری سقطی
حضرت شیخ جنید بغدادی
حضرت شیخ ممشاد الدینوری
حضرت شیخ محمد الدینوری
حضرت شیخ محمد بن محمد البکری
حضرت شیخ وجیہ الدین القاضی
حضرت شیخ عمر البکری
حضرت شیخ یحییٰ الباکوبی
حضرت شیخ ابو نجیب السہروردی
بانی سلسلہ سہروردیہ
حضرت شیخ رکن الدین محمد النجاشی
حضرت شیخ قطب الدین الابہری
حضرت شیخ شہاب الدین
حضرت شیخ جمال الدین
حضرت شیخ سیدی محمد الخلوتی
حضرت شیخ ابراہیم الزاہد الجیلانی
حضرت شیخ عمر الخلوتی
بانی سلسلہ خلوتیہ
حضرت شیخ الحاج عز الدین
حضرت شیخ محمد امبرام الخلوتی
اگلا صفحہ ملاحظہ ہو

پچھلے صفحہ کا تسلسل
حضرت شیخ صدر الدین الخیالی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ابوزکریا یحییٰ الشیروانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ محمد بہاء الدین الشیروانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ جلبی سلطان الاقسدانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ خیر الدین التوقادی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ شعبان آفندی القسطمونی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ محی الدین القسطمونی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ عمر الفوادی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ اسماعیل الجروی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ علی قراپاشا رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ مصطفیٰ آفندی الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ عبداللطیف الخلوتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ مصطفیٰ البکری رحمۃ اللہ علیہ
سیدی محمد عبدالکریم السمّان القرشی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
بانی سلسلہ سمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
الشیخ الولی ابوالحسن علی بن عمر الشائب رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ الامام محمد المنزلی رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ ابوبکر بن احمد الشریف رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ الہادی الشریف رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ المختار الحوینی رحمۃ اللہ علیہ
سیدی الشیخ خلیفہ الحیزم الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ فقیر محمد

سلسلۂ نقشبندیہ سمّانیہ
سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد ﷺ
سیدنا ابوبکر الصدیق
سیدنا سلمان الفارسی
سیدنا قاسم بن محمد ابی بکر
سیدنا امام جعفر الصادق
سیدنا حضرت بایزید البسطامی
خواجہ ابوالحسن الخرقانی
سیدنا ابوالقاسم الگرگانی
سیدنا ابوعلی الفارمدی
سیدنا خواجہ ابویعقوب یوسف ہمدانی
سیدنا عبدالخالق غجدوانی
سیدنا خواجہ عارف ریوگری
سیدنا محمود انجیر فغنوی
سیدنا خواجہ عزیزان علی رامیتنی
سیدنا خواجہ محمد بابا السماسی
سیدنا خواجہ امیر کلال السوخاری
سیدنا شاہ نقشبند خواجہ محمد بہاء الدین الاویسی
بانی طریقہ نقشبندیہ
سیدنا علاء الدین العطار
سیدنا خواجہ محمد پارسا
سیدنا سعد الدین کاشغری
سیدنا عبدالرحمٰن بن احمد الدشتی
سیدنا محمد امین
سیدنا غضنفر بن جعفر
اگلا صفحہ ملاحظہ ہو

پچھلے صفحہ کا تسلسل
سیدنا ابوالمواہب احمد الشناوی
سیدنا محمد الدُّجانی
سیدنا ابراہیم الکردی
سیدنا الصفی القشاشی
سیدنا محمد طاہر المدنی
سیدی محمد عبدالکریم السمّان القرشی المدنی
بانی سلسلہ سمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
الشیخ الولی ابوالحسن علی بن عمر الشائب
سیدی الشیخ الامام محمد المنز لی
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف
سیدی الشیخ ابوبکر بن احمد الشریف
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف
سیدی الشیخ المختار الحویجی
سیدی الشیخ الہادی الشریف
سیدی الشیخ خلیفہ الحیز م الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ فقیر محمد

سلسلۂ سہروردیہ سمّانیہ
سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
سیدی الحسن البصری رضی اللہ عنہ
سیدی حبیب العجمی رضی اللہ عنہ
سیدی داؤد بن نصیر الطائی رضی اللہ عنہ
سیدی معروف بن فیروز الکرخی رضی اللہ عنہ
سیدی السری بن مفلس السقطی رضی اللہ عنہ
سیدی الجنید سید الطائفۃ البغدادی رضی اللہ عنہ
سیدی ممشاد الدینوری رضی اللہ عنہ
سیدی احمد الاسود الدینوری رضی اللہ عنہ
سیدی محمد عمویہ بن عبد اللہ سعد رضی اللہ عنہ
سیدی القاضی وجیہ الدین عمر رضی اللہ عنہ
سیدی شہاب الدین عمر السہروردی رضی اللہ عنہ
سیدی نجیب الدین علی بزغش رضی اللہ عنہ
سیدی نور الدین عبد الصمد النطنزی رضی اللہ عنہ
سیدی حسام الدین الشمشری رضی اللہ عنہ
سیدی جمال الدین بن یوسف الکورانی رضی اللہ عنہ
سیدی نور الدین بن عبد الرحمٰن النصری رضی اللہ عنہ
سیدی الزین بن ابی بکر محمد الخوانی رضی اللہ عنہ
سیدی الشہاب احمد الفقیہ الدمیاطی رضی اللہ عنہ
سیدی زکریا بن محمد الانصاری رضی اللہ عنہ
سیدی عبد الوہاب الشعرانی رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ الشناوی رضی اللہ عنہ
سیدی احمد الشناوی رضی اللہ عنہ
اگلا صفحہ ملاحظہ ہو

پچھلے صفحہ کا تسلسل
سیدی احمد القشاشی رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ مدنی رضی اللہ عنہ
سیدی محمد طاہر المدنی رضی اللہ عنہ
سیدی محمد عبدالکریم السمان القرشی المدنی رضی اللہ عنہ
بانی سلسلہ سمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
شیخ الوشی ابوالحسن علی بن عمر الشائب رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ الامام محمد المنز لی رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ ابوبکر بن احمد الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ المختار الحوینی رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ الہادی الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ خلیفہ الخیر م الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ فقیر محمد

سلسلۂ عادلیہ سمّانیہ
سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
سیدی الحسن البصری رضی اللہ عنہ
سیدی حبیب العجمی رضی اللہ عنہ
سیدی داؤد بن نصیر الطائی رضی اللہ عنہ
سیدی معروف بن فیروز الکرخی رضی اللہ عنہ
سیدی السری بن مغلس السقطی رضی اللہ عنہ
سیدی الجنید سید الطائفۃ البغدادی رضی اللہ عنہ
سیدی ابو محمد رویم احمد البغدادی رضی اللہ عنہ
سیدی ابو عبداللہ خفیف الشیرازی رضی اللہ عنہ
سیدی ابو العباس النہاوندی رضی اللہ عنہ
سیدی اخوفرج الزنجانی رضی اللہ عنہ
سیدی وجیہہ الدین عمر محمد السہروردی رضی اللہ عنہ
سیدی ابو نجیب ضیاء الدین عبداللہ رضی اللہ عنہ
سیدی شہاب الدین عمر عبداللہ رضی اللہ عنہ
سیدی نجیب الدین علی الشیرازی رضی اللہ عنہ
سیدی نور الدین عبدالصمد النطنزی رضی اللہ عنہ
سیدی نجم الدین محمود الاصفہانی رضی اللہ عنہ
سیدی یوسف العجمی رضی اللہ عنہ
سیدی حسن التستری رضی اللہ عنہ
سیدی احمد الزاہد رضی اللہ عنہ
سیدی ابو شعیب مدین رضی اللہ عنہ
سیدی محمد عبدالدائم رضی اللہ عنہ
سیدی خلیل الرصفی رضی اللہ عنہ
اگلا صفحہ ملاحظہ ہو

پچھلے صفحہ کا تسلسل
سیدی ابو العباس الحریش رضی اللہ عنہ
سیدی بدر الدین العادلی رضی اللہ عنہ
سیدی عبد اللطیف العادلی رضی اللہ عنہ
سیدی عبد اللہ بن محمد العادلی رضی اللہ عنہ
سیدی احمد عبد القدوس الشناوی رضی اللہ عنہ
سیدی الصفی احمد بن محمد القشاشی رضی اللہ عنہ
سیدی ملا ابراہیم الکورانی رضی اللہ عنہ
سیدی محمد طاہر المدنی رضی اللہ عنہ
سیدی محمد عبد الکریم السمان القرشی المدنی رضی اللہ عنہ
بانی سلسلہ سمانیہ، مدفون جنت البقیع (م 1189ھ)
سیدی الشیخ الامام محمد المنزلی رضی اللہ عنہ
الشیخ الولی ابو الحسن علی بن عمر الشائب رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ ابراہیم بن احمد الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ ابوبکر بن احمد الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ ابوبکر الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ الکبیر محمد المولدی الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ المختار الحوینی رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ الہادی الشریف رضی اللہ عنہ
سیدی الشیخ خلیفہ الخیزم الحسنی الحسینی مدظلہ العالی
سیدی الشیخ تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی مدظلہ العالی
افتخار احمد حافظ فقیر محمد

☆	1986ء میں فریضہ حج ادا کیا اور اب تک پاکستان سے دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آٹھ مرتبہ حاضری کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔
☆	ستمبر 1996ء میں خانہ کعبہ مشرفہ کے اندر دوبار جانے کی سعادت حاصل ہوئی (تفصیل کیلئے دیکھئے، کتاب دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص 162)
☆	1997ء میں عرسِ مبارک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد شریف میں شرکت کا اعزاز ملا
☆	اکتوبر 2001ء میں دوبارہ زیاراتِ عراق کا شرف حاصل ہوا۔ ۱- دربارِ عالیہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد شریف کی جامع مسجد میں 29 رجب 1422ھ 16 اکتوبر 2001ء بروز منگل نمازِ فجر کی اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۲- اسی سفر میں دربارِ غوثیہ کے لنگر خانہ میں نمازِ عصر کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔ ۳- اسی سفر کے دوران حضرت قاضی امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد میں دو مرتبہ اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۴- اسی سفر میں مفتی اعظم عراق السید عبدالکریم بیارہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔
☆	استنبول میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کے اندرونی حصہ میں خصوصی طور پر زیارت اور چادر پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔
☆	قونیہ شریف (ترکی) میں حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کا مزارِ مقدس زائرین کیلئے صبح 9 بجے کھلتا ہے لیکن افتخار احمد حافظ قادری اور آپ کے دیرینہ دوست اور سفر و حضر کے ساتھی جناب محمد نواز عادل صاحب کیلئے ایک دن خصوصی طور پر مزارِ مبارک 8 بجے کھولا گیا جہاں پر آپ نے بارگاہِ پیرِ رومی رضی اللہ عنہ میں چادروں کا نذرانہ پیش کرنے کے علاوہ محفلِ ذکر منعقد کی اور بآوازِ بلند مثنوی خوانی کا شرف حاصل کیا۔

☆ 28 ربیع الاوّل شریف 1432ھ بروز جمعۃ المبارک (بمطابق 4 مارچ 2011ء) جناب افتخار احمد حافظ قادری شاذلی قونیوی پر درج ذیل درود و سلام کا صیغہ القاء ہوا۔

درُود القائی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَدَدَ اَنْتَ تُصَلِّیْ وَ عَدَدَ مَلاَئِکَتِکَ یُصَلُّوْنَ وَ عَدَدَ الْمُؤْمِنِیْنَ صَلُّوْا وَسَلَّمُوْا وَ سَیُصَلُّوْنَ وَ سَیُسَلِّمُوْنَ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلاَنَا وَ شَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ وَ خُصُوْصًا عَلَی الْاَبَوَیْنِ الْکَرِیْمَیْنِ لِسَیِّدِنَا وَ مَوْلاَنَا خَیْرُ الْاَنَامِ وَ عَلٰی وَلَدِہٖ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ سَیِّدِنَا اَلشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ الْجِیْلاَنِیْ وَ اَبَوَیْہِ الْکَرِیْمَیْنِ وَ عَلٰی قُطْبِ الزَّمَانِ سَیِّدِنَا اَبُو الْحَسَنْ اَلشَّاذُلِیْ وَ عَلٰی سِرِّ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ مَوْلاَنَا جَلاَلُ الدِّیْنِ الرُّوْمِیْ وَ عَلٰی سَیِّدِیْ وَ مُرْشِدِیْ وَ مَوْلاَیَ اَلسَّیِّدِ تَیْسِیْرَ مُحَمَّدِ یُوْسُفَ اَلْحَسَنِیْ اَلسَّمْھُوْدِیْ اَلْمَدَنِیْ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ۔

☆ جون 2011ء میں وسطی ایشیا کی ریاست ازبکستان کے تین اہم شہروں بخارا شریف، سمرقند اور تاشقند میں زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور بخارا شریف کی ایک مسجد ''OY BINOK'' میں نمازِ مغرب کی امامت کی سعادت حاصل ہوئی۔

☆ جولائی 2011ء میں سفرِ ایران کے دوران شہر صومعہ سرا (صوبہ گیلان، ایران) میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ سیدۃ فاطمہ ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں خصوصی طور پر دورات اور تین دن قیام و حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔

سعودی عرب میں ملازمت کے دوران حکومتِ سعودیہ کی طرف سے دو فوجی اعزازات سے نوازا گیا۔

انسانی زندگی سفر سے عبارت ہے۔ کائنات میں غور و فکر کیلئے اور انسانی زندگی کے تجربات و مشاہدات کی وسعت کیلئے سفر وسیلۂ ظفر ہے۔ تاریخ اسلام میں بڑے بڑے عظیم لوگوں نے سیاحت کو اپنایا۔ **سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ** کا حکم بھی کائنات کے مشاہدے کی دعوتِ غور و فکر دیتا ہے۔ افتخار احمد

حافظ صاحب اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ انہیں بہت سے بلادِ اسلامیہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن وہ سفر جس کا مقصد صرف اور صرف حضور پُر نور یوم النشور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نیز صحابۂ کرام اور اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری ہو تو ایسے اسفار مقدس کے فیوضات و برکات کے کیا کہنے! ان سفروں کے دوران مقامات پر حاضری کے ساتھ ساتھ ان مناظر کو بھی کیمرے کی آنکھ سے محفوظ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ ان اسفار کے حالات اور تصاویر کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ تا کہ دوسرے لوگ بھی استفادہ کرسکیں۔

بلادِ اسلامیہ میں سفر کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ملک	تعدادِ اسفار
1	دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	8 بار
2	شام شریف	6 بار
3	عراق شریف	2 بار
4	ترکی	3 بار
5	ایران	4 بار
6	اردن	1 بار
7	متحدہ عرب امارات	1 بار
8	افغانستان	1 بار
9	مصر	1 بار
10	مراکش	1 بار
11	ازبکستان	1 بار

سعودی عرب میں بسلسلۂ ملازمت قریباً 9 سال قیام رہا۔ اس دوران 1986ء میں حج کیا، کئی بار عمرے کئے اور مدینہ منورہ میں بارہا مرتبہ حاضری کا شرف حاصل رہا۔

الحمدللہ! محترمی جناب افتخار احمد حافظ صاحب دنیاوی ملازمتوں کے بعد اب اپنی زیادہ تر توجہ بلادِ اسلامیہ کے اسفار اور تصنیف و تالیف پر مرکوز کر چکے ہیں۔ اب تک ماشاء اللہ 31 عدد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	سال اشاعت	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیاراتِ مقدسہ	1999	248	7	88
2	سفرِ ایران وافغانستان	2000	296	28	61
3	زیاراتِ حبیب ﷺ	2000	68	4	2
4	ارشاداتِ مرشد	2001	184	25	17
5	خزانۂ درودوسلام	2001	64	--	2
6	دیارِ حبیب ﷺ	2001	300	51	60
7	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	2001	96	10	1
8	قصائدِ غوثیہ	2002	48	--	5
9	سرزمینِ انبیاء واولیاء	2002	112	--	212
10	بلدالاولیاء	2002	112	--	212
11	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	2002	24	--	41
12	الباز الاشہب (سرکارِ غوث اعظم)	2002	256	2	37
13	مقاماتِ مبارکہ آل واصحاب رسولؐ	2002	48	18	2
14	زیاراتِ شام	2003	112	1	120

15	شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2003	112	60	61
16	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	2003	240	3	18
17	فضیلتِ اہل بیتِ نبوی ﷺ	2005	112	3	2
18	زیاراتِ مصر	2006	224	--	111
19	بارگاہِ پیرِ رومی میں	2006	128	13	34
20	سفرنامہ زیاراتِ مراکش	2008	144	23	38
21	زیاراتِ مدینہ منورہ	2008	152	24	3
22	زیاراتِ ترکی	2008	112	10	35
23	زیاراتِ اولیائے کشمیر	2009	128	37	33
24	گلدستۂ درود وسلام	2009	280	-	4
25	تکمیل الحسنات	2010	168	-	12
26	انوار الحق	2010	136	-	12
27	خزینۂ درود وسلام	2010	80	5	-
28	فرمودات حضرت داتا گنج بخش	2010	128	-	-
29	التفکر والاعتبار	2010	352	-	-
30	70 صیغہ ہائے درود وسلام	2010	128	-	-
31	ورفعنا لک ذکرک (92 صیغہ ہائے درود وسلام)	2011	128	-	-
	میزان		4720	324	1223

کتابوں پر تقاریظ

افتخار احمد حافظ صاحب کی بعض کتب پر نامور شخصیات نے تقاریظ بھی تحریر فرمائیں۔

زیاراتِ مقدسہ	ترکی کے سفیر اور دوسری مقتدر شخصیات
دیارِ حبیب ﷺ	مدینہ منورہ سے السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی اور دوسری شخصیات
سرزمینِ انبیاء واولیاء	درگاہ امام ابویوسف (بغداد شریف) کے سجادہ نشین السید صباح احمد الحسینی
بلد الاولیاء	السید محمد انور شاہ گیلانی سجادہ نشین سدرہ شریف، ڈیرہ اسماعیل خان
بارگاہِ پیرِ رومی میں	حضرت فاروق ہمدم چلپی سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا روم (ترکی) مقدمہ قاضی محمد رئیس احمد قادری سجادہ نشین آستانہ ڈھوک قاضیاں شریف راولپنڈی
زیاراتِ مراکش	پروفیسر ڈاکٹر عفان سلجوق

منظوم تاثرات

ایران کے نامور سکالر و محقق ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی اور وطنِ عزیز کے بلند پایہ تاریخ گو وممتاز نعت گو شاعر جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے حافظ صاحب کی قریباً تمام کتب پر تاریخی قطعات اور اپنے منظوم تاثرات ارسال فرمائے جو متعلقہ کتب میں شاملِ اشاعت ہیں۔

پذیرائی

ملک کے طول وعرض بلکہ بیرون ملک سے بھی اکثر کتب کے بارے میں سجادگان، محققین اور قارئین نے اپنے تاثرات احسن الفاظ میں رقم فرمائے۔

مضامین و مقالات

روزنامہ نوائے وقت، جنگ، الاخبار، اوصاف، دی نیشن میں اور ماہنامہ ضیائے حرم، فیضانِ سدرہ، پیغام آشنا، **الملنگیه**، نور الحبیب، کاروانِ قمر، طلوع مہر، جہانِ چشت، سوز وگداز اور آئینۂ کرم کے علاوہ دیگر رسائل وجرائد میں 100 کے قریب مضامین ومقالات شائع ہو چکے ہیں۔

انٹرنیشنل کانفرنسز میں شرکت

☆ 1983 اور 1984 میں منسٹری آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے تحت ''او آئی سی'' کے زیرِ انتظام دو کانفرنسز میں بطور معاون عربی زبان فرائض سرانجام دیئے۔

☆ 2007ء میں ایران میں حضرت مولانا روم پر انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت کی اور مقالہ بھی پڑھا جس کا عنوان تھا "A spiritual chief of love carvan" اس کانفرنس میں دنیا بھر سے 80 مندوبین شریک ہوئے۔ پاکستان کے مندوبین کی تعداد 12 تھی۔ اس کانفرنس کے اجلاس تہران اور تبریز کے مقامات پر ہوئے۔

☆ مارچ 2008ء یونیورسٹی آف سرگودھا میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مقالے کا عنوان تھا ''Holy Shrine of Hazrat Mevlana Mohammad Jalal ud Din Rumi''

اس مختصر تعارف کا اختتام کرتے ہوئے میری دلی دعا ہے کہ افتخار احمد حافظ قادری زندگی کی منزلوں میں کامیابی و کامرانی کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں اور اولیاء اللہ سے محبت ان کے قلب ونظر میں فزوں سے فزوں تر ہوتی جائے، اِن کی یہ تازہ ترین تالیف عوام وخواص میں یکساں مقبولیت حاصل کرے۔ آمین ثم آمین!

پروفیسر محمد سرور شفقت قادری
سابق ڈپٹی وائس پرنسپل
کیڈٹ کالج حسن ابدال

افتخار احمد حافظ قادری کی جُملہ کتب پر اشعار مبارکہ

جناب آقای الحاج افتخار احمد حافظ قادری شاذلی قونیوی کعبۃ العشاق عرفانِ الٰہی

سلام ودُعا احترام تقدیم می دارم۔ سلامت وسعادت باشید۔

مُدت ھا شد از شُما دورم وشُمار اندیدم، زندہ وپایندہ باشید۔

کتاب ھای شما آئینۂِ عشقِ الٰہی است ونور محبت نامتناھی۔

بُود آیینۂ عشقِ الٰھی ۔۔۔ ھمہ آثارِ تو از مہ بہ ماھی

تو ھستی کعبۂ العشاق پران ۔۔۔ تو ھستی افتخارِ حفظِ قرآن

بہ پاکستان تو یی روشنگر دل ۔۔۔ محبت می کنی ای پیرِ باذل

منم تسبیحی و خدمتگزارم ۔۔۔ بہ دشتِ عشقِ حق گوھر نثارم

بہ یادِ افتخار ھستم شب و روز ۔۔۔ بہ شعرِ فارسی گردیدہ پیروز

زنم نعرہ کجایی جانِ جانم ۔۔۔ تو ھستی یادگار و مھربانم

زیارات تو از عُشاق اسلام ۔۔۔ نمودہ کعبۂ العشاق خوش نام

دلم خواھد کہ بینم روی ماھت ۔۔۔ ببینم ھر دو چشمان سیاھت

سلام من بہ تو ای افتخارم ۔۔۔ تو در افشان کالونی نو بھارم

ھمہ کس نور افشان تو باشد ۔۔۔ جمالِ حق درخشان تو باشد

”رھا“ ھموارہ گوید شادباشی ۔۔۔ ھمہ جا ھر زمان آباد باشی

سرودۂ

دکتر محمد حسین تسبیحی رھا

تہران (ایران)

افتخار احمد حافظ قادری کی دستیاب کتب کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیاراتِ مقدسہ	248	7	88
2	سفرنامہ ایران وافغانستان	296	28	61
3	زیاراتِ اولیائے پاکستان	112	-	212
4	سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	256	2	37
5	زیاراتِ شام	112	-	120
6	سفرنامہ زیاراتِ مراکش	144	23	38
7	فضیلتِ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ	112	-	-
8	زیاراتِ مصر	224	-	111
9	زیاراتِ مدینہ منورہ	152	24	3
10	زیاراتِ ترکی	112	10	35
11	زیاراتِ اولیائے کشمیر	112	10	35

برائے رابطہ:

افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس 999-A/6، سٹریٹ نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

فون 0344-5009536